بقصد خدمت عام مطبع سیرت و زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نسخہ لاجواب کتاب مستطاب المسمی بہ



السکینة باخبار المدینة

مولفہ فاضل علام حضرت مولانا الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب بہادر دام فضلہ ترجمان عدالت مدراس اسمال کاز کورٹ بہ اہتمام خاکسار بندہ کثیف محمد شریف ابن جناب الحاج محمد عبد اللہ صاحب ظلہ تاجر کتب بہ استثناء سہ فارم اولین

در مطبع فریدی مدراس طبع گردید

فہرست مضامین السکینہ باخبار المدینہ

یا اللہ

التماس

خداوند عالم کے فضل و عنایت سے جب کتاب السکینۃ باخبار المدینۃ مکمل ہو چکی تو خیال ہوا کہ اس مبارک کتاب کو کسی مقدس ذات کے نام نامی سے معنون کروں۔ ملہم غیبی کیطرف سے دل مین القا ہوا کہ چونکہ یہہ کتاب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مینو بہر کے حال پر شامل ہے۔ لہذا ایسی مقدس ذات کے نام سے معنون ہونا چاہیئے جو ظاہر مین فقیر اور استغنا ر دل سے امیرون کا امیر ہو نسباً ہی خلاصہ خاندان رسالت ہو اور اخلاق حمیدہ سے بھی بہترین نمونہ دودمان نبوت۔ اور یہہ ساری صفتین بدرجہ اتم واکمل میرے مرشدزادہ مین نظر آئین۔ لہذا بکمال ادب مین اس کتاب کو بامید قبولیت حضرت مولانا مولوی سید شاہ عبداللطیف صاحب قادری دامت برکاتہ خلف الصدق حضرت فردوس منزل قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین شیخی ووسیلتی الی اللہ رکن الملۃ والدین مولوی حاجی سید شاہ محمد صاحب قادری قدس سرہٗ خلف الصدق حضرت قطب ویلور کے مبارک نام سے معنون کرتا ہون اور میری مراد اسیوقت پوری ہوگی کہ حضرت ممدوح میرے اس کام کو نظر استحسان سے دیکھین اور عزت قبول سے سرافراز فرمائین۔

الملتمس محمد صبغۃ اللہ المہاجر کان اللہ لہ ولاسلافہ

(مرقوم ۱۴ رمضان شریف ۱۳۲۶ ہجری روز پنجشنبہ)

(مطبع رزاقیہ مدراس)

بفضل خالق الوریٰ و طفیل حبیبہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

بیا تا در مدینہ نور احمد ﷺ ✣ بہ بینی از در و دیوار لامع

جمال مصطفےٰ بر پردہ بینی ✣ چو خورشید کہ از ابر ست طالع

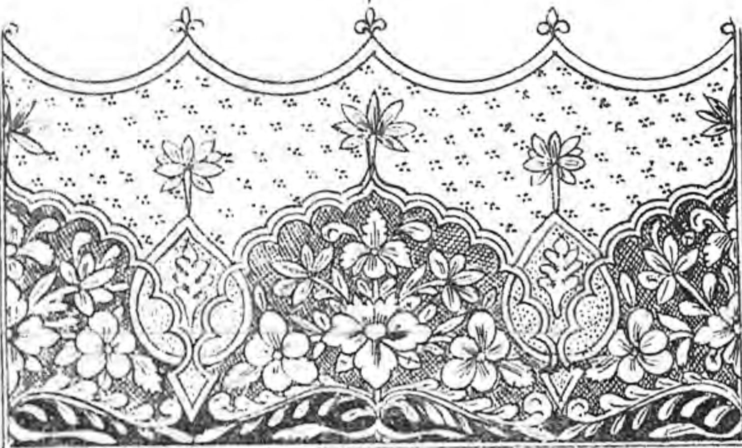
کتاب مستطاب المسمّیٰ بہ

السکینۃ باخبار المدینۃ

سنہ ۱۳۲۶ ہجری نبوی ﷺ

تالیف لطیف مولانا الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر ادام اللہ بقاہ
فرزند رشید حضرت المرحوم الحاج علی موسیٰ رضا صاحب المخاطب بہ نوبت جنگ بہادر

در مطبع مؤید الاسلام مدراس مطبوع عالم رائج



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

انواع شکر و سپاس اور اقسام حمد و ستایش کے لائق وہ قادر قدیر ہے جنے انسان سے ضعیف البنیان اور مجبول الخطاء والنسیان کو اول خلعت شرافت بین المخلوقات سے سرفراز فرمایا پھر تاجِ کرامتِ خلافت سے معزز و ممتاز۔ یہہ سارا اعزاز واکرام اسی وجہ سے ہوا کہ اوسکے نبی نوع کی سرپرستی اوس مبارک ذات سے ہونیوالی تھی جو عین مقصود تکوین جن و آدم اور علت غائی خلق ہجدہ ہزار عالم تھی دوکون

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب — ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

حضرت سیدنا و سید الاولین والآخرین مولانا و مولی الانبیاءُ والمرسلین حبیبنا و حبیب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلواۃ اللہ وسلامُہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین ٥

الٰہی کس کا یہ میری زبان پہ نام آیا　　کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لئے

اللھم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد وآله وصحبه كما ينبغي الصلوٰة والسلام والبركة عليه یہہ تو بنی نوع انسان کے لئے عموم سرافرازی تھی اور پھر ہم مسلمانون پر بالتخصیص یہہ نوازش ہوی کہ اس مقتدای مقتدایان اور پیشوای پیشوایان کا نام لیوا بنایا اور امت مرحومہ کے خطاب سے سرافراز فرمایا جلت رحمته وعمت نعمته اس انعام پر مزید فضل وکرم یہہ کہ اس نالائق ونا اہل عار خاندان او ننگ خانمان بندہ عاجز وقاصر محمد صبغۃ اللہ المہاجر کان اللہ لہ فی الباطن والظاہر ابن الحضرت المرحوم الحاج علی موسی رضا المہاجر المخاطب بہ حشام خان بہادر رفعت جنگ پیشکار بخشی ریاست کرناٹک کو صرف اپنی رحمت کاملہ اور افضال شاملہ سے اپنے حبیب پاک کے در دولت تک پہنچایا اور سلک امیدواران شفاعت حضور رحمت گنجور مین منسلک فرمایا۔

صرف رحمت تھی خدا کی کہ مدینے پہنچا　　ورنہ یہہ پاؤن یہہ بل اور نہ یہہ صورت میری
مدینے پہنچے جو ہم بھی خدا کی قدرت ہی　　ہم اپنے منھ کو اور اس آستان کو دیکھتے ہین

جب اللہ پاک جلشانہ کو یہہ منظور ہوا کہ مدینہ منورہ سارے شہرون پر فاضل اور تمامی بلاد و مدائن سے بزرگ اور فائق رہے اسکو نہ صرف اپنے حبیب مقبول سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت اور سکونت ہی کے لئے انتخاب کیا بلکہ بعد وصال اس گنج سعادت یعنی جسد اقدس کو

مقام ابو میرب

مخزون فرمایا پس مدینہ مومنون کا دل ہے اور اوسمین مسلمانون کی جان. پھر وہ کون دل ہوگا جسکو اس مبارک بستی کا حال سننے کا شوق نہوا ورا وسکے متبرک مقامات دیکھنے کے لئے خود آنکھین نکل چلنے کے دھن مین آپسے باہر نہوی جاتی ہون۔ ایک شاعر کا قول ہے:

ای فلک لے چل مدینے کو خدا کے واسطے ۔ دل تڑپتا ہی حبیب کبریا کے واسطے

اور اس عاجز کا یہہ یقین ہے کہ ہر مومن کا دل اسی شعر کا مصداق ہوگا۔ ہرچند کہ زمانے کے موانعات اور دنیا کے لواحقات سے اوسکو عمر بھر وہان جانے کا اتفاق ہوا نہو۔ ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پورا ہوتا ہے اور محبت کا خاصہ ہی کہ جب تک محبوب کو آنکھون سے نہ دیکھ لین ایک آن چین آنا محال ہی۔ پس ہم سے محروم لوگ جو مشیت الٰہی اور تقدیر ایزدی سے تیرہ سو سال کے بعد عرصہ وجود مین آئے اور دیدار محبوب سے ناکام رہے کیا اس امر کے جویا نہونگے کہ اس مبارک شہر کو جاکر چپا چپا زمین سے تبرک حاصل کرین اور اس خیال سے اپنے مایوس دل کو تسکین دین کہ یہان ہمارا حبیب نماز پڑھتا تھا اور یہان خطبہ۔ یہان آرام فرماتا تھا اور یہان دوستون سے ملاقات. یہان دوستون کا حلقہ ہوتا تھا جن مین وہ چاند کے طرح چمکتا تھا۔ یہہ مسجد میرے سرکار کی۔ یہہ منبر میرے آقا کا یہہ محراب میرے مولا کی یہہ حضور معلی کا مصلی ہی. یہہ سرکار کا ٹھکانا ہی۔ اس بازار کو حضور سے رونق ہوا کرتی تھی ان گلیون سے حضور کا گذر ہوتا تھا۔

سبب تالیف کتاب

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کے نعلین کے صدقے جب اس ناچیز معرا از شعور و تمیز پر نوازش کی اور اپنی رحمت عمیمہ سے اوسکو در دولت حبیب تک پہنچایا تو فرط شوق سے ہمہ تن آنکھہ بنکر آثار نبوی کی تلاش کرنے لگا زائرین اور ساکنین بقعۂ مبارک سے تشفی بخش نشان ملے نہین دلکو بڑا رنج ہوا پھر بھی تلاش و تحقیق مین کمر ہمت و سعی بندہی رہی آخر بفحوای من طلب وجد وجد خدا کی عنایت سے شیخ سمہودی ثانی کی کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفٰی اور سید جعفر برزنجی مدنی کی کتاب نزہۃ الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین ہاتھ آئین جن مین اکثر مآثر کا پتا ملتا تھا عاجز انھین دونون کتابون سے آثار مبارک کا پتا لگاتا تھا اور شائقون کو بتاتا تھا۔ اپنے ہمسفرون سے ایک عزیز دوست حاجی خطیب قادر بادشہ صاحب تخلص بادشہ نے فرمایش کی کہ ان کتابون سے جو کچھہ اس عاجز کو پتا ملا ہے اوسکو اردو زبان کا حلیہ پنھا کر شاہد مقصود کی صورت مین اپنے ملک کے شائق اور متلاشی مسلمانون کے روبرو جلوہ آرا کرون اگرچہ یہہ ناچیز اپنی کم بضاعتی سے آپ کو اس کام کے لائق نہیں سمجھتا تھا اور اس کام کی عہدہ برآئی اپنے مافوق البضاعۃ جانتا تھا تاہم اس خیال سے کہ اس کام مین اپنے آقا اپنے مولا اپنے سردار اور اپنے سالار کا تذکرہ ہوتا رہیگا اپنی قلیل البضاعتی سے چشم پوشی کرکے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۵ ہجری کو جو مدینہ طیبہ مین عید المولود کہلاتا ہے بعد نماز عصر مسجد نبوی مین اس کتاب کی تحریر کی ابتدا کی۔

استمع ماذا یقول العندلیب   حیث یروی من احادیث الحبیب

ع از ہر چہ میرود سخن دوست خوشتر است ۔ پہلے صرف مسجد نبوی اور اوس کے متعلقات کا حال لکہا جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ کا خلاصہ اور اصل وہی مبارک مسجد ہے اور اوسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے مآثر نبوی کا حال جستہ جستہ لکہا جائیگا کہ یہہ رسالہ مدینہ منورہ کے کل متبرک مقامات کے حال پر حتی المقدور شامل رہے اسی لئے اس رسالہ کا نام **السکینۃ باخبار المدینۃ** رکھا گیا ۔ اس رسالہ مین ایک نقشہ سطح زمین مسجد کا منسلک کردیا گیا ہے جسمین سارے آثر متعلق مسجد نبوی صاف نظر آتے ہین اور مسجد کے متفرق حصون کی بنا بقید تاریخ ۔ مدت بنا ۔ وصاحب بنا اس سے مبین ہوتی ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

آغاز کتاب

آسامی مبارک مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً

مدینہ منورہ کے بہت سے نام نامی ہین جن سے یہان بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور وجہ تسمیہ بھی انشاء اللہ بتلا دیا جائیگا ۔

اس مبارک شہر کا نام جاہلیت مین **یثرب** تہا اس وجہ سے کہ اوس وقت مدینے کا بازار ایک کنارہ مین لگایا جاتا تہا جسکو یثرب کہتے تھے ۔ اور یہہ بھی کہتے ہین کہ جاہلیت مین یہان تپ شائع تھی جس سے اکثر آدمی ہلاک ہوجاتے تھے [illegible] کہتے تھے لیکن جب حضور نبوی کی تشریف آوری سے

مالامال برکات وطیبات ہوا تو اس مبارک شہر کا نام طابہ ہوا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہی پس جو کوئی سبقت لسانی سے اوسکو یثرب کہے ضرور ہے کہ استغفار کرے اور بدل مین اوسکو طابہ اور طیبہ کے نام سے یاد کرکے تکرار کرے ارض اللہ اوس کا نام ہے اللہ جلشانہ قرآن شریف مین فرماتا ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا۔ ترجمہ۔ کیا ارض اللہ (اللہ کی زمین) وسیع نتھی کہ تم اوسکے طرف ہجرت کرتے۔ مفسرون نے کہا ہے کہ ارض اللہ سے مقصود مدینہ دارالہجرۃ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ الایمان بھی اوسکا نام ہے وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ۔ ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنھون نے الدار والایمان مین سکونت اختیار کی یہہ آیت انصار کے حال مین اتری اور انصار مدینہ مین رہتے تھے پس الدار و الایمان سے مراد مدینہ ہے البلد جیسے ارشاد ہے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ ترجمہ۔ البتہ قسم کرتا ہون مین اس شہر (مدینہ) کی درحالیکہ آپ اس شہر مین قیام پذیر ہین ف اس آیۃ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت مترشح ہوتی ہے کہ خداوند عالم جلت حکمتہ فرماتا ہے ای میرے پیارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی مٹی تیرے قدم کی برکت سے اس لائق ہوی کہ خداوند زمین وآسمان اوسکی قسم کھاتا ہے بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے فرمایا کَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ

ترجمہ۔ جیسے تیرے پروردگار نے تجھکو تیرے گھر سے نکالا۔ یہہ قصہ غزوہ بتوک
کا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ کے لئے مدینہ
سے نکلے تھے تو گھر سے مقصود مدینہ ہوا۔ **الحبیبۃ** محبوب شہر۔ کیونکہ حضرت
رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام اوسکو دوست رکھتے تھے **الحرم**
اوسکی عموم بزرگی اور حرمت کی وجہ سے عموماً حرم بھی کہتے ہین جیسے حدیث
شریف مین آیا ہے المدینہ حرم یعنے مدینہ حرم ہے اور بلحاظ خصوصیت اس
کا نام **حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** بھی ہے
کیونکہ حدیث شریف مین آنحضرت نے اوسکو حرم بنانے کی نسبت اپنی ذات شریف سے
کی جس طرح کہ ابراہیم خلیل اللہ نے مکہ کو حرم بنایا تھا **حسنۃ** بھی اوسکا نام ہے
جیسے فرمایا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً۔ ترجمہ۔ البتہ ہم اون کی (یعنے مہاجرون
کی) سکونت کے لئے دنیا مین حسنہ دینگے چونکہ مہاجرون کی سکونت مدینہ مین ہوی
اسلئے حسنہ سے مراد مدینہ ہی **الخیرہ** بھی اوسکا نام ہے کیونکہ اوسمین بہت سی نیکیان
حاصل ہوتی ہین **الدار** یعنی شایستہ گھر جیسے آیہ گذشتہ مین گذرا **دار الابرار**
اور **دار الاخیار** یعنے نیک لوگون کا گھر ان نامون کے لئے ترجمہ کی ضرورت
نہین **دار الایمان** یعنی ایمان کا گھر جیسے حدیث شریف مین ہی المدینۃ
قبۃ الاسلام ودار الایمان۔ ترجمہ۔ مدینہ اسلام کا قبہ اور ایمان کا گھر ہے **سید
البلدان** شہرون کا سردار شہر۔ ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو یا طیبہ یا سیدۃ البلاد ان کے نام سے یاد کیا ہے الشافیہ کیونکہ حدیث میں ہی تترابہا شفاء من کل داء ترجمہ مدینہ کی مٹی ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ اور یہہ بھی مروی ہی کہ غبار المدینۃ شفاء من الجذام ترجمہ مدینہ کا غبار جذام کے لئے شفا ہی طابہ۔ طیبہ۔ طیّبہ۔ طائب او مطیّبہ یعنے پاکیزہ شہر اس وجہ سے کہ اوسکی ہوا نفیس۔ پانی نفیس۔ منظر نفیس۔ باشندے نفیس الطبیعۃ۔ اور سارا شہر پاک اور پاکیزہ شرک اور معاصی کے خبائث سے پاک ہی۔ مدینہ طیبہ کی مٹی مین بھی وہ خوشبو ہی کہ عطریات سے کوئی شی اوسکی مقابل نہین۔ اوسکا حال اوسی سے پوچھا جائے جسکو ذوق صادق اور شوق راسخ حاصل ہوا ابو عبد اللہ عطار کہتے ہین کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی جانفزا بو سے مدینہ کی ہوا ایسی خوشبو ہوی ہی کہ کوئی صندل مشک اور کافور اوسکا مماثل نہین۔ ابو بکر شبلی رح کہتے ہین کہ فی الواقع مدینہ کی ہوا کی خوشبو کے مقابل کوئی عطر و مشک و عنبر نہین۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

دران زمین کہ نسیمے وزد ز طرہ دوست ... چہ جای دم زدن نافہاے تاتاریست

اور ایک شخص یون داد انصاف دیتا ہی۔

ز نسیم جانفزایت تن مردہ زندہ گردد ... ز کدام باغی ای گل کہ چنین خوش است بویت

یہان کا پانی اسقدر خوشگوار ہے جسکا بیان صرف ذائقہ صحیح ارباب ذوق و شوق پر موقوف رکھا جائے محرر سطور غفر اللہ لہ کے ذائقہ مین شاید کہ کوثر و سلسبیل بھی اوس سے

فائق نہو سکے۔

چو لب بکوزہ نہی کوزہ نبات شود　　زکوزہ قطرہ چکد چشمۂ حیات شود

العاصمہ محفوظ شہر کیونکہ یہان کے باشندے دجال اور طاعون سے محفوظ ہین **الغرّاء** یعنی روشن شہر بسبب اوسکی نورانیت کے۔ اسی سبب سے اوس کو مدینہ منورہ کہتے ہین **قبۃ الاسلام** اوسکا بیان آگے گذرچکا **المؤمنۃ** یعنی اپنے باشندون کو عموماً ساری بلیات سے اور خصوصاً طاعون اور دجال سے امن دینے والی بستی **المبارکہ** اوسکے معنے ظاہر ہین اور حدیث شریف مین ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی مدینہ کے پیمانون مین اور صاع مین اور مد مین برکت دے۔ **المحبہ۔ المحببہ۔ المحبوبہ** اس وجہ سے کہ حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کو دوست رکھتے تھے اور ہر ایمان والے کے دل مین اوسکی محبت پائی جاتی ہے **المختارہ** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوس کو اپنے حبیب پاک احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی سکونت اور اقامت کے لئے چن لیا **المدینہ** قرآن شریف مین یہہ نام متعدد آیتون مین بطریق علم اس شہر کے لئے آیا ہی کیونکہ خاص اوسکے حبیب کی اقامتگاہ ہے۔ یا اسلئے کہ مشتق ہے دَانَ یَدِیْنُ سے بمعنی مطیع یا جزا دیا گیا کیونکہ اوسکے ساکنین یا زائرین اطاعت دین مین پورے جزا دیئے جاتے ہین **مدینۃ الرسول** یہہ خصوصیت کے ساتھ ہی **المرحومہ۔ المرزوقہ** اس وجہ سے کہ وہان کے رہنے والون پر

خدا کی خاص رحمت ہی اور اللہ تعالی اونھین اپنے خزانہ غیبی سے رزق دیتا ہی المسلمہ شہر معمور بسلامتی یا یہہ کہ ساری دنیا اوسکی تابع او منقاد ہوگی المکینہ یعنے تمکنت والا شہر المناجیہ یعنی نجات دینے والا شہر الموفیہ یعنی پورا حصہ (ثواب) دینے والا شہر المسکینہ اوسکے باشندون کے خشوع وخضوع کے سبب سے المحروسہ یعنی نگہبانی کیا ہوا شہر اسلئے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مدینہ کی گلیون کے سرے پر فرشتے بیٹھے پاسبانی کیا کرتے ہین۔ مدینہ کے اور بہت سے نام ہین لیکن بیان صرف چالیس نامون کے تذکرہ پر اکتفا کیا گیا تاکہ بیان مین طوالت پیدا نہو

فضائل مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

مدینہ منورہ کے اسامی مبارک کے ذکر سے فارغ ہوکر دل چاہتا ہے کہ اوس کے فضائل کسی قدر بیان کرون لیکن۔

بیان فضل مدینہ کا شوق ہی ایسا ۔۔۔ کہ بیٹھون صبح سے لکھنے تو شام ہوجا ے

خوف ہی کہ کہین اصل مقصود کتاب حسیتہ التوامین نرہجائے اسلئے بمفحوای ما لایدرک کلہ لایترک کلہ صرف چند سطور کی تحریر پر اکتفا کرتا ہون۔

علما کو اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام شہرون پر مکہ اور مدینہ کو فضیلت ہی اور یہہ دونون مبارک شہر ساری دنیا کے شہرون سے افضل ہین لیکن ان دونون مین کون افضل ہے اسمین اختلاف ہی۔ ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم۔ امام شافعی اور امام احمد مکہ کی فضیلت کے قائل ہین۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

امام مالک اور اکثر علمای مدینہ مدینہ کی فضیلت کے قائل ہین امام احمد کی ایک روایت سے بھی مدینہ افضل ثابت ہوتا ہے اور جماعت کثیر شافعیہ کی بھی اوسی کی قائل ہے مدینہ کی فضیلت وجوہ ذیل سے ہے (۱) مدینہ حرم امن ہے۔ اوسکا نام قبۃ الاسلام۔ دارالایمان۔ اور دار ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے (۲) حضور کا مرقد مبارک مدینہ مین ہے۔ (۳) جسنے مدینہ مین چالیس نمازین پڑہین جن سے حسب روایت طبرانی کوئی نماز قضا نہو تو اوسکو عذاب دوزخ اور مطلق عذاب اور نفاق سے آزادی ملتی ہے یعنی اوس پر مطلق عذاب حرام ہو جاتا ہے (۴) مدینہ مین رمضان کے روزے دوسرے شہرون کے ہزار رمضان کے مساوی ہین (۵) مسجد نبوی مین ایک نماز بہ استثنا مسجد الحرام کے دوسرے مساجد کے ہزار نمازون کے برابر ہے (۶) مدینہ کی مسجد کی ایک جمعہ دوسرے مساجد کے ہزار جمعہ سے بہتر ہے سوای مسجد الحرام کے اور یہہ زیادتی ثواب نوافل اور فرائض ہر دو کو شامل ہے بلکہ ہر عمل نیک مدینہ مین دوسرے مقامون کے اعمال نیک سے ہزار گونہ فائق ہے اور یہہ فوقیت سارے مدینہ کو حاصل ہے پھر مسجد نبوی کے لئے تو کیا کہئے اوسکی فضیلت بحد و بحصر ہی (۷) جو اپنے گھر سے وضو کرکے مسجد شریف مین نماز پڑہنے کی نیت سے نکلا اور نماز پڑہی اوسکو ایک حج کا ثواب ملتا ہے (۸) اور جو اپنے گھر سے وضو کرکے مسجد قبا مین نماز پڑہنے کی نیت سے نکلا اور مسجد قبا مین دو رکعتین پڑہین اوسکو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہی (۹) جو شخص بہ نیت نماز یا بہ نیت ذکر اللہ یا بہ نیت تعلیم و تعلم مسجد شریف مین حاضر

ہوتا ہے وہ مجاہد فی سبیل اللہ کا حکم رکہتا ہے (۱۰) اس شہر مین وہ مسجد ہے جس کے لئے کجاوے باندہکر سفر کرنا مستحب ہیٔ (۱۱) اس مسجد مین روضۂ مطہرہ واقع ہی جسکے حق مین روضۃ من ریاض الجنۃ آیا ہے (۱۲) اس مسجد مین منبر نبوی ہے جسکے متعلق روایت ہے کہ میرا منبر حوض کوثر پر ہے اور میرا منبر جنت کی کیاریون سے ایک کیاری پر ہے (۱۳) مدینہ کی مٹی ساری بیماریون کے لئے دوا ہے اور اوسکا گرد وغبار جذام کی دوا ہی۔ (۱۴) مدینہ کا کوئی کوچہ ایسا نہین جسمین حضور کا گزر رہنوا ہو (۱۵) مدینہ مین حسب روایت امام مالک کے اقل درجہ ہر ایک ساعت مین حضرت جبرئیل علیہ السلام خداوند عالم جلشانہ کے حضور سے تشریف لاتے تھے (۱۶) مدینہ اللہ تعالیٰ اور اوسکے حبیب پاکؐ کے پاس تمام شہرون سے زیادہ تر محبوب شہر ہے۔ کیونکہ حضور کی دعا تھی کہ یا اللہ تونے مجھکو میرے محبوب شہر یعنے مکہ معظمہ سے نکالا ہیٔ تو اب ایسے شہر کو پہنچا جو تیرے پاس محبوب تر ہے اور اس دعا کی اجابت کے اثر مین آپ مدینہ طیبہ پہنچے تو مدینہ خدا کا محبوب ترین شہر ٹہرا۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی محبوب ترین شہر ہے کیونکہ آپ نے وہین اقامت اختیار کی اور فتح مکہ کے بعد بھی اوسی کو پسند فرمایا۔ پھر مدینہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محبوب ترین بلاد ہوا (۱۷) حضرت ختمیت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر کے لئے برکت کی دعا کی ہے بعض روایتون سے مضاعف برکت مکہ اور بعض روایتون سے شش ضاعف برکت مکہ (۱۸) مکہ مین

حج سال مین ایک مرتبہ بمشقت حاصل ہوتا ہے اور مدینہ مین آسانی سے ہر روز متعدد اوقات اور ایسا ہی عمرہ کا بدل بھی مدینہ مین مسجد قبا کی زیارت سے دیا گیا۔(۱۹) جو شخص مدینہ مین مرتا ہے اوسکو نہ حساب ہی اور نہ عذاب (۲۰) اکثر فرائض مدینہ مین مقرر اور متعین ہوے (۲۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام قیامت تک مدینہ کے ساکن ہوے (۲۲) ایمان سمٹ کر مدینہ مین جمع ہو جاتا ہے جیسے سانپ اپنی بل مین آجاتا ہے (۲۳) مدینہ طاعون اور دجال سے محفوظ ہے (۲۴) مدینہ مین کوئی خبیث رہ نہین سکتا۔(۲۵) مدینہ مین کسی شیطان کی پرستش ہوی نہین اور نہو گی شیطان کو اوس سے بالکل مایوسی ہو چکی (۲۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روی زمین پر کوئی زمین میرے نزدیک محبوب تر نہین مگر وہ جسمین میری قبر ہو گی اسکو آپ نے مکرر تین مرتبہ فرمایا اور آپکی قبر شریف مدینہ مین ہے۔

ہمایون کشورے کان عرصہ راشاہی چنین باشد مبارک منزلے کان خانہ را ماہی چنین باشد

کہتے ہین کہ امام مالک کسی وقت مدینہ مین سوار چلتے نتھے سبب پوچھا گیا تو کہا جس زمین پر حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلتے تھے اوسپر سوار چلنا مجھسے نہو سکیگا (۲۷) سارے فضائل سے بڑھکر یہہ ہے کہ حضور کا جسد مبارک اس مقدس زمین مین مکنون اور مخزون ہے جسکی وجہ سے یہہ مبارک بقعہ جسکو حضرت حبیب رب العالمین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کے مبارک اعضا مس کرتے ہین کعبہ بلکہ عرش و کرسی سے افضل ہے۔ایک شخص نے کہا مدینہ کی مٹی ردیہ یعنی

خراب ہے امام مالکؒ نے اوسکو تیس درے مارنے کا فتویٰ دیا اور فرمایا جس مٹی مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے ہین اوسکو تو غیر پاکیزہ کہتا ہے؟ (۲۸) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مدینہ کی سختیون اور مصیبتون کو جھیلا (اور سکونت اختیار کی) مین قیامت کے دن اس کے لئے (گناہون کی آمرزش کے واسطے) شفیع اور نیکیون کے متعلق) گواہ رہونگا اور فرمایا جسکی موت مدینہ مین ہوی قیامت مین اوسکا شفیع مین ہون. اگرچہ حضرت شفیع المذنبین علیہ الصلواۃ والسلام من رب العالمین کی شفاعت سارے مسلمانون کے لئے عام ہے لیکن مدینہ والون کے لئے علاوہ شفاعت عامہ شفاعت خاصہ بھی ہے (۲۹) قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ والونکی شفاعت فرمائینگے. (۳۰) سب سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ والے محشور ہونگے. (۳۱) جنت البقیع کے مدفون مردون سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب جنت مین داخل ہونگے اور اون کے چہرے چودہوین رات کے چاند کے طرح چمکتے ہونگے (۳۲) قبرستان بقیع پر فرشتے موکل ہین جب قبرستان مردون سے معمور ہوجاتا ہے تو اوسکے چارون سمت پکڑ کر جنت مین پھینک دیتے ہین (۳۳) مدینہ مین تراویح کی چھتیس رکعتین پڑہی جاتی ہین اوسکی وجہ یہہ ہے کہ مکہ مین ہر دو تسبیح تراویح کے مابین ایک طواف کیا جاتا ہے اور دو رکعت سنت الطواف پڑہی جاتی ہین اور اوسکے مقابل مدینہ مین طواف کے بدل دو رکعتین اور سنت الطواف

کے بدل دو رکعتیں پڑہی جاتی ہین۔ پس تراویح کی بیس رکعتون کے پانچ تسلیح کے مابین چار بار دو دو دوگانے پڑہے جاتے ہین۔ تو علاوہ تراویح کی بیس رکعتون کے طواف وسنت طواف کی سولہ رکعتین ہوتی ہین اور یہہ کیفیت قرن اول سے جاری اور ابتک بھی باقی ہے (۴۳) حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی وصیت ہے کہ مدینہ میری ہجرت کی جای اور میرے حشر کی جائی ہے میری امت پر ضرور ہے کہ میرے ہمسایہ والون (یعنی مدینہ والون) کی حفاظت کرین جبتک کہ گناہان کبیرہ سے بچے رہین جسنے اونکی حفاظت کی قیامت مین مین اونکا شفیع ہون اور جسنے اونکی حفاظت نکی قیامت مین اوسکو جہنمیون کا شربت پلایا جائیگا۔ جو مدینہ والون سے مکر کرتا ہی نمک کیطرح گھلتا رہیگا۔ اور فرمایا الٰہی جسنے مدینہ والون پر ظلم کیا اور اونھین ڈرایا تو تو اس کو ڈرا اور اوس پر خدا کی۔ فرشتون کی۔ اور سارے لوگون کی لعنت ہو۔ ایک روایت مین ہے جسنے مدینہ والون کو ایذا دی خدا اوسکو ایذا دیگا اور اوسپر خدا کی۔ فرشتون کی اور سارے لوگون کی لعنت ہوگی۔ اور اوسکی نہ کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل جسنے مدینہ والون کو ستانیکا ارادہ کیا خدا اوسکو جہنم مین ایسا گھلائیگا جیسا نمک کو پانی یا سیس کو آگ۔ جو لوگ مکہ معظمہ کو مدینہ طیبہ سے افضل جانتے ہین اون کے ادلّہ یہ ہین (۱) مسجد نبوی مین ایک نماز ہزار نماز کے مساوی ہے اور مسجد الحرام مین ایک نماز لاکہہ نماز کے مساوی اور اسی قبیل سے سارے اعمال نیک کا ثواب تعداد مین بہ نسبت مدینہ کے مکہ مین زیادہ ہی (۲) مکہ محل ادائی مناسک حج و عمرہ ہی (۳) مکہ کی تعریف

مین وارد ہے مکہ خیر بلاد اللہ یعنی مکہ خدا کے شہرون سے بہتر شہر ہے اور
احب ارض اللہ یعنی روی زمین پر خدا کے پاس محبوب تر ہے۔ مدینہ کو افضل جاننے
والے اوسکا جواب یون دیتے ہین (۱) کثرت تعداد ثواب مستوجب فضیلت کی
نہین ہوتی ممکن ہے کہ بلحاظ کیفیت وحالت کوئی قلیل عدد کسی کثیر عدد سے افضل
ہو جائے اگرچہ مدینہ طیبہ کی مسجد مین ایک نماز ہزار نماز کے مساوی ہے اور مسجد الحرام
کی نماز لاکہہ نمازون کے مساوی لیکن ممکن ہے کہ وہ ہزار نمازین بلحاظ قبولیت ودرجہ ان
لاکہہ نمازون سے فائق رہین چنانچہ عرفات کو جانے والے کے لئے نماز ظہر وعصر مسجد
نمرہ مین اور نماز ظہر یوم النحر مسجد خیف مین مسجد الحرام سے افضل ہے۔ حالانکہ بیت الحرام
میدان عرفات اور منٰی سے کہین فائق ہے اور یہہ بھی معلوم ہے کہ خانہ کعبہ مسجد
الحرام سے افضل ہے حالانکہ نماز اندرون خانہ کعبہ نماز مسجد الحرام سے افضل نہین بلکہ
داخل خانہ کعبہ فرض نماز کے صحیح اور جائز ہونے مین علمار کو اختلاف ہے پس اسی
طرح اگر مکہ مین ثواب کی کثرت ہے تو یہہ لازم نہین کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے (۲) مکہ
مین حج وعمرہ میسر ہوتے ہین تو مدینہ مین بھی زیادہ تر آسانی سے حج وعمرہ حاصل
ہوتے ہین مسجد نبوی کی نماز سے حج اور مسجد قبا کی نماز سے عمرہ جیسے فضائل مدینہ
نشان (۷) اور (۸) مین گذرا (۳) مکہ کی شان مین خیر بلاد اللہ اور احبّ ارض اللہ
وارد ہے مدینہ کے حق مین اس سے زیادہ حدیثین آئی ہین اللّٰھمّ حبّب الینا
المدینۃ کحبّنا المکۃ او اشدّ ترجمہ۔ یا اللہ مدینہ سے ہمکو ایسی محبت دے

جیسی مکہ سے ہی بلکہ بڑھکر المدینۃ خیر من مکۃ ترجمہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بہتر ہے۔ اللھم انک ان اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیک ترجمہ۔ یا اللہ جب تو نے مجھ کو میری محبوب تر جاے سے نکالا ہے تو ایسی جاے میری سکونت کے لئے دے جو تیرے پاس محبوب تر ہو جب اس دعا کی اجابت کے اثر مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین مقیم ہوے تو یقینا معلوم ہوا کہ مدینہ احب البلاد الی اللہ و رسولہ ہے۔ اور اگر مکہ افضل ہوتا تو حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ اقامت مکہ کو اختیار کرتے اور خدا کا بھی حکم ہوتا کہ آپ مکہ کو رونق بخش ہین اذا الحبیب لا یختار لحبیبہ الا ما ھو احب واکرم عندہ ترجمہ دوست اپنے دوست کے لئے وہی چیز پسند کرتا ہے جو خود اوسکو محبوب ہی۔

غرضکہ خواہ مکہ ہو یا مدینہ دونون کو جو فضیلت حاصل ہی وہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین کی نسبت سے ہے۔ مکہ آپ کی پیدایش اور بعثت کی جائی ہے اور مدینہ آپکا مقام اور مقر تا قیام قیامت ہے اور وہی آپ کے حشر کی جائی ہے مکہ مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی سطوت وجلال کا مشاہدہ ہوتا ہے اور مدینہ مین حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی برکت اور کمال کا جلوہ نظر آتا ہے غرضکہ ہر جا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کا ظہور و شہود ہی نظم

در ہیچ ذرہ نیست کہ نور محمدی | از طلعت وجود اضافی نہ طالع است
دریای فیض جود الٰہی وجود اوست | انہار کائنات بوے جملہ راجع است
نسر سپہر طائر انفاس فیض اوست | این نکتہ پیش اہل نظر امر واقع است
فردا لوای حمد بدست محمد است | متبوع اوست وجملہ جہانش متابع است

نظم

بیا تا در مدینہ نور احمد | بہ بینی از در و دیوار لامع
جمال مصطفیٰ بے پردہ بینی | چو خورشیدی کہ بی ابر ست طالع
بیا ای کور چشم تیرہ باطن، | ببین ہر گوشہ صد برہان ساطع
بروق شبہ سوز آن جا لوائح | بدور دین فروزان جا سواطع
نجوم اہتدا آن جا فروزان | شموس اصطفا آن جا طوالع
چو از ناری تجا تو نور بینی | بود ہر کس باصل خویش راجع
چرا با خویش دشمن گشتہ تو | چہ خود را میزنی بر سیف قاطع
ولیکن کے توانی دید این نور | چو نور فطرتت گردید ضائع
نصیحت کردمت دیگر تو دانی | فان الدین عند اللہ واقع

الغرض بعد مباحث کثیرہ علما کا اجماع اس امر پر ہوا ہے کہ ساری دنیا کے شہروں سے باستثنار شہر مدینہ کے مکہ معظمہ افضل ہے اور شہر مدینہ طیبہ باستثنار مسجد الحرام سارے شہر مکہ سے افضل ہے اور کعبہ باستثنار مرقد نور بار رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ساری زمین مدینہ سے افضل ہی اور مرقد نور بار حضور کعبہ بلکہ عرش اعلیٰ اور کرسی اقدس سے بھی افضل ہے۔یہہ محض مباحث علما کا ہی جسکو تفصیل منظور ہو وہ کتب فن کو ملاحظہ کرے۔

وصول مؤلف بمدینۂ منورہ

۸ صفر ۱۳۲۵ ہجری روز شنبہ وہ مبارک روز تھا کہ محرر سطور کو اس مبارک شہر کی دیدار میسر ہوی۔

حبذا روز سعادت مرحبا یوم الوصال　　باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال

صبحکو ہمارا قافلہ منزل قریش سے نکلا ظہر کے وقت دور سے کچھہ مینار نظر آنے لگے دیدۂ مشتاق محو نظارہ ہوا مضطربانہ مین نے اپنے جمال سے پوچھا یہہ مینار کیا ہین کہا یہہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ ہے سنتے ہی ایک بیخودی طاری ہوی۔

پتا ملا پس مدت جو کوئے جانان کا　　سمند شوق کو یک اور تازیانہ ہوا

عالم استعجاب مین پوچھنے لگا۔

یہہ حبیب خدا کی بستی ہے۔رحمت حق جہان برستی ہی

رات دن شغل حق پرستی ہے ہمکو منظور ہی جدہر جانا

جسکے جواب مین صدای نغم گوش نواز ہوی غور سے دیکھا تو جان عشاق اور نور دیدہای مشتاق قبۃ الخضراء نظر آنے لگا اور دل مضطر یون زمزمہ سنج ہونے لگا۔

جسکی تھی دل کو آرزو وہ قبہ الخضرا ہے یہہ — کرتے تھے جسکی جستجو وہ قبہ الخضرا ہے یہہ

عجب نہ تھا کہ فرط مسرت سے شادی مرگ ہو جاتا مگر سرکار کو کچھ اور منظور تہا بیقراری اور بیخودی سے کسی قدر سکون ہوا تو مین نے جمال سے کہا یا علی (نام جمال) مشکلشائی کا وقت ہے مجہ کو اونٹ سے اوتار کہ اب سواری مشکل ہے اوسنے کہا صاحب مدینہ یہان سے بہت دور ہے قریب مغرب پہنچو گے راستہ صعب اور دشوار گزار ہے چل نسکو گے۔ یہہ مدینہ کا اعجاز ہے جو اسقدر دور سے نظر آتا ہے اور وہ بھی ایسا کہ گویا اب کوئی دم مین پہنچے جاتے ہین۔

غرضکہ عصر کے وقت تک بہزار محنت دل کو تھاما پھر صبر نہو سکا حرم کو شغدف مین چھوڑ کر مین اور عزیزی برخوردار میان حافظ ابوالخیر سید محمد علی رضوی مدعمرہٗ ہر دو اونٹ سے اوتر گئے اور کمر باندہے چلنے لگے۔ کبھی درود شریف ورد زبان تھا اور کبھی عالم محویت مین دلِ مشتاق اس غزل سے زمزمہ سنج ہوتا تھا۔

غزل

آتے ہین تیرے در تر سے خدام دور سے — ہو جاے یک نگاہ عنایت حضور سے

دل کو جمال سرورِ عالم سے لاگ ہے — آنکھین کبھی ملائین پری سے نہ حور سے

ہمکو مدینہ چاہیئے رضوان سے جا کہو — فارغ دل اپنا ہے ترے حور و قصور سے

پہنچا دے یا خدا مجھے روضے کے روبرو — بے صبر ہون مین اپنے دل ناصبور سے

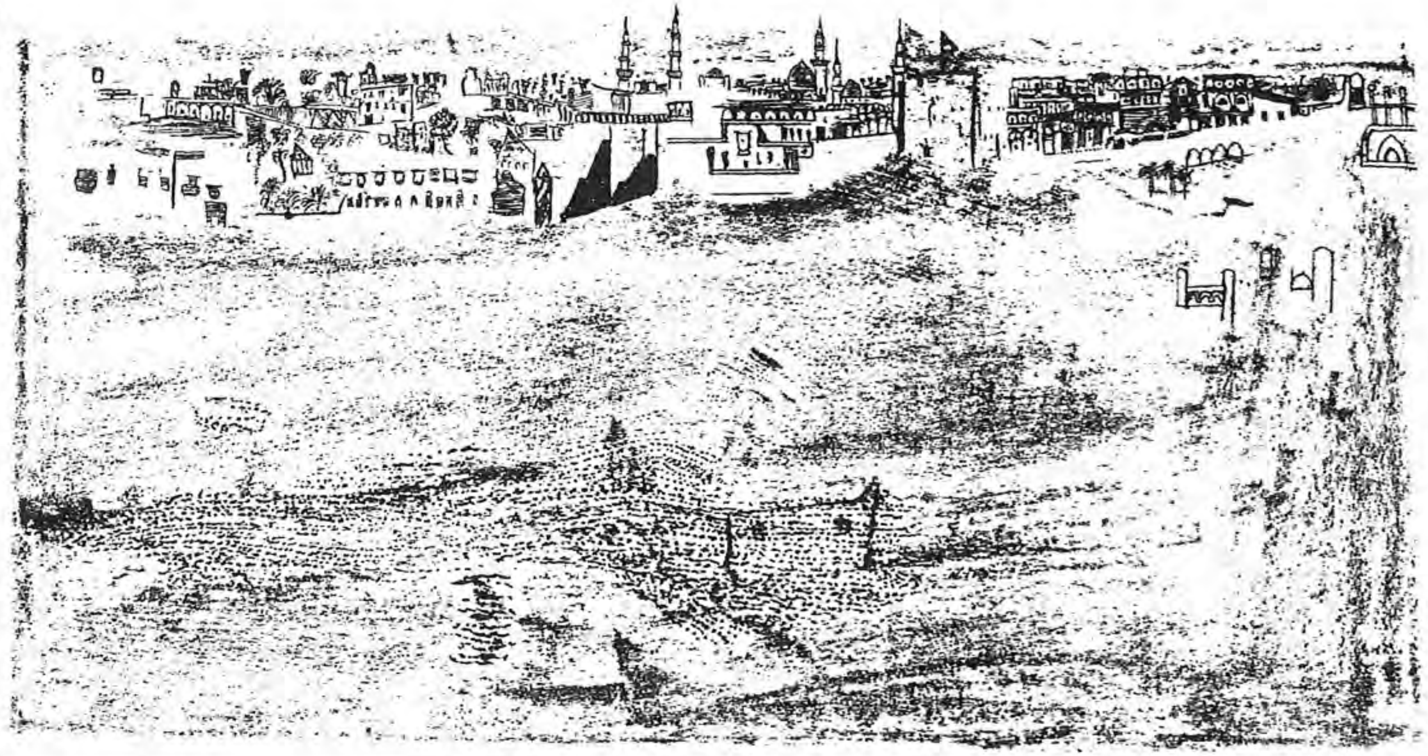
اختر خدا کریم محمد بھی ہین رحیم — فارغ دل اپنا کیون نہ ہو روز نشور سے

راستے مین تین جائے چڑہاؤ اوتار ہے۔ اوران تینون مقامون مین پتھر کی سڑہیان بنائی گئی ہین جب اونٹ ایک ایک سڑہی چڑہتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ فرط شوق سے گردن اوٹھا اوٹھا کر مبارک منظر کا تماشا کرتا ہے اور جب اوترتا تھا تو صاف نظر آتا تھا کہ سر تسلیم خم کئے سجدہ کے لئے جھک جھک جاتا ہے یہان بالکل امیر مینائی مرحوم کے شعر کا جلوہ نظر آنے لگا۔

اللہ اللہ مدینہ جو قریب آتا ہے   خود بخود سر پئے تسلیم جھکا جاتا ہے

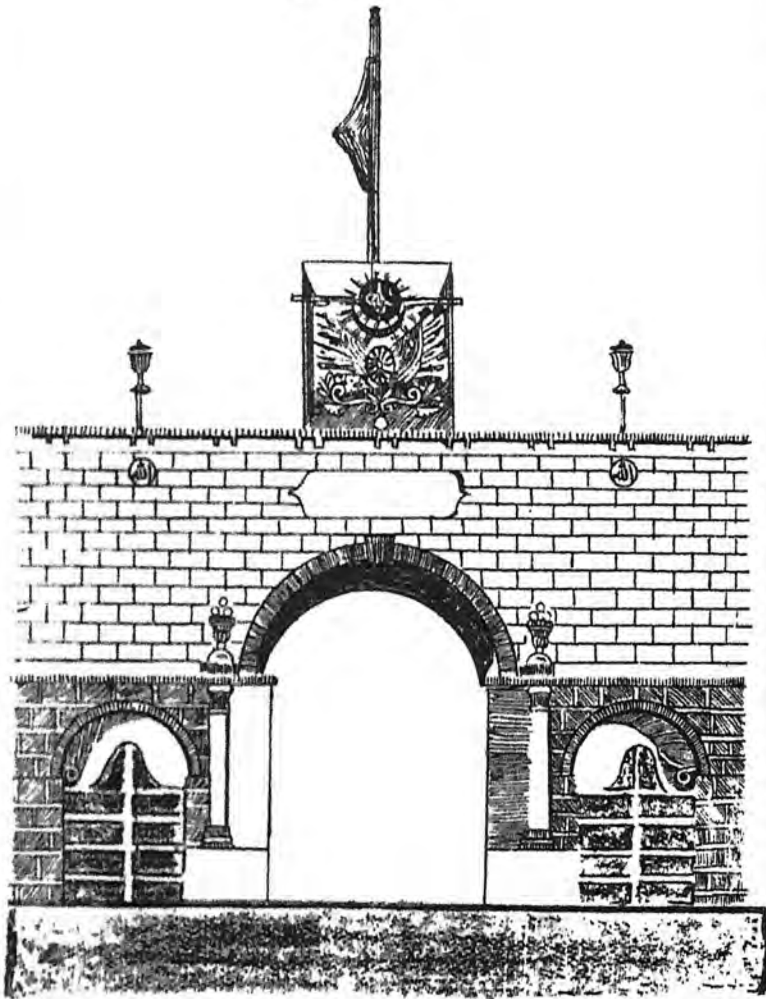
جب ہم بالکل قریب شہر پہنچے تو وہ مبارک منظر جو ہمکو نظر آنے لگا اوسکا لطف وہی جانے جسکو یہہ دولت نصیب ہوی ہو اللہ اللہ وہ عصر کا سہانا وقت پیلی پیلی دہوپ شہر کے بلند بلند مکان غیرت قصور جنان اور اُن مین پانچون مینار حواس خمسہ کے خریدار اور وسط مین ایمانیون کی جان اور روحانیون کا دل یعنی قبۃ الخضرا نشان بخش عرش معلی دیکھتے ہی بے اختیار زبان سے درود شریف نکلتا تھا۔ ہم اپنے احباب کی تشویق کے لئے یہان اوس کی شبیہ لکھتے ہین ملاحظہ ہو۔

المدينة المنورة



ہم قریب غروب آفتاب داخلِ بابِ عنبریہ ہوئے اور باب عنبریہ فصیل خارجی
مدینہ کا دروازہ ہے جسکی شبیہ یہہ ہے۔

الباب العنبریۃ



مدینۂ منورہ اس وقت دو فصیل رکھتا ہے۔ ایک فصیل داخلی جسکے اندر کی آبادی مدینۂ قدیم یعنی پُرانا مدینہ کہلاتی ہے۔ دوسری فصیل خارجی جسکے اندر کی آبادی مدینۂ جدید یعنی نیا مدینہ کہلاتی ہے۔ باب عنبر یہ مدینہ جدید کا دروازہ ہے۔ پھر تھوڑی دیر مین مدینہ قدیم کے دروازہ کے روبرو مناخہ نامی میدان مین ہمارے شغادف اتار دیے گئے مغرب کا وقت اخیر ہوتا چلا تھا ہم نے یہین نماز ادا کی اور پیدل اپنا اپنا سامان مزدورون پر لادے ہوے مدینۂ قدیم مین اپنے مقررہ منازل کو پہنچے اور دل سے مالک کا شکریہ ادا کیا کہ

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری ۔۔۔ طی ہوی آج کی منزل مین مسافت میری

منزل کو پہنچکر سامان اتارنے مین عشا کا وقت ہوگیا اور زیارت کا موقع نرہا کیونکہ عشا کے بعد فی الفور حرم نبوی کے دروازے بند ہوجاتے ہین پھر دولت زیارت دوسرے روز نصیب ہوی۔ صفر المظفر کی نوین تاریخ روز یکشنبہ وقت عصر ہمارے لئے یوم العید بلکہ شب معراج سے افزون تھا کہ دین و دنیا کے بادشاہ عالیجاہ کے دربار دُربار مین ہم گنہگاران امت اور طلبگاران شفاعت کی رسائی ہوی باب السلام مین قدم رکھنا تھا کہ دنیا و مافیہا فراموش ہوگئے۔ نقیبان عالم علوی تعینۂ مسجد نبوی کی دورباش اور نظر بر قدم کی گونج سے کان پڑے جاتے تھے اور ہیبت مقام سے بدن پر رونگٹے اوٹھہ کہڑے ہوتے تھے مزوّر یعنی معلم مسجد حرم نے پہلے موقف ادب پر سلام پڑہایا پھر آگے بڑہا سیدہے جنت کو لیگیا اور حصول سعادت باریابی کے شکر مین دو رکعتین پڑہی گئین جب نماز سے فراغت ہوی تو کیا نظر آتا ہے کہ ایک سلطان عظیم الشان کا دربار ہے ہر ایک عہدہ دار اپنے اپنے منصب

کے موافق جای گیر ہے اور ہر شی قرینے سے رکھی ہوی ہیبتِ مقام سے حاضرین عالم علوی و عالم سفلی پر صم بکم کی حالت طاری ہے ہر ایک کی زبان مہمان سلطان نواز کی توصیف مین عذب البیان ہے عرض مدعا کی کسیکو جرات نہین بمصداق ع صورت فقیر کی ہی دہان سوال ہے ۰ صرف حاضری دربار ہی عرض مدعا کا بہترین طریقہ سمجھا جاتا ہی۔ محررِ سطور بھی حلقۂ غلامان حضور مین مقام عرض تسلیم تک جس کو باب التوبہ کہتے ہین سر سے قدم کئے ہوے پہنچا۔ عرض تسلیم کے بعد آستان بوسی کی۔ جالیون کو سینہ سے لگا کر باطن کو بفضلہ غل و غش سے پاک کیا اسوقت جو راحتِ دل کہ اس ناچیز کو حاصل ہوی اوسکی دریافت مجرد وجدان صحیح پر موقوف ہی۔ کچھ عرض مدعا کرنا چاہا عظمت و صولت بارگاہ قفل دہان ہوی اب یہہ صورت ہوی کہ دونون ہاتھ سینہ پر بندہے ہوے ہین نظر زمین پر لگی ہی۔ نقش دیوار کی طرح کھڑا ہون امتثال فرمان مین زبان پر درود ابراہیمی جاری ہے اور عندلیب دل مشتاق دیوانہ وار عالم محویت و مستی مین زمزمہ سنج اس غزل کا ہے۔

غزل

جس کی تھی دل کو آرزو وہ رہنما یہہ ہی تو ہین
کرتے تھے جسکی جستجو وہ مقتدا یہہ ہی تو ہین

شرمندہ جس سے چاند ہو خجلت ہو جس سے مہر کو
کردین منور عرش کو وہ خوش لقا یہہ ہی تو ہین

پڑہتے ہین جسپر ہم درود محبوب خلاق ودود
جس سے ہے عالم کا نمود شان خدا یہہ ہی تو ہین

نور مجسم جسکی ذات مصری سے میٹھی جسکی بات
خُلق خدا جسکی صفات وہ خوش ادا یہہ ہی تو ہین

عرش برین کی سیر کر حسنِ ازل کی لی خبر
مقصود مازاغ البصر اور ماطغیٰ یہہ ہی تو ہین

تاج کرامت جسکو تھی خلت کی خلعت جسکو تھی
ہر اک فضیلت جسکو تھی وہ پیشوا یہہ ہی تو ہین

مقصود خلق انس و جان مشہود در سرّ و عیان
رونق دہِ کون و مکان نورِ خدا یہہ ہی تو ہین

محبوبِ رب یہہ ہی تو ہین رحمت لقب یہہ ہی تو ہین
شاہِ عرب یہہ ہی تو ہین سلطانِ ما یہہ ہی تو ہین

رحمت کے جسکی منتظر حور و ملک جن و بشر
وہ سرورِ عالی گہر نامِ خدا یہہ ہی تو ہین

ظلِ احد نورِ صمد فرمان دہِ ہر نیک و بد
جسکی نبوت مستند وہ ذو العلا یہہ ہی تو ہین

امت کے جو غمخوار ہین اور بیکسون کے یار ہین
محبوب ہین مختار ہین بعد از خدا یہہ ہی تو ہین

مولا یہی ہادی یہی ملجا یہی منجا یہی
ہر ایک کے آقا یہی ظلِ خدا یہہ ہی تو ہین

مرکوزِ جان مقصودِ تن فخرِ زمان شاہِ زمن
محبوبِ رب ذو المنن خیر الوریٰ یہہ ہی تو ہین

حضرت محمد مصطفٰے خیر الوریٰ نجم الہدیٰ
شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صل علیٰ یہہ ہی تو ہین

اختر زہے طالع ترے کسکے کہڑا ہی سامنے
سالارِ جن و انس کے شاہِ ہدیٰ یہہ ہی تو ہین

مدینۃ المنورہ کی فصیل اور اسکی اطراف کی دیواریں اور دروازے

مجد الدین نے روض المعطار مین لکھا ہے کہ ۲۶۳ھ سنہ ہجری مین اسحاق بن محمد الجعدی نے مدینہ کے اطراف دیوار بنائی۔ مرور زمانہ پر جب وہ ضائع ہوی تو ۳۶۰ھ سنہ کے سرے پر خلافت الطائع للہ بن المطیع للہ کے زمانہ مین عضد الدولہ نے اوسکی تجدید کی۔ یہہ دیوار جبل سلع کے روبرو تھی۔ اس دیوار کے چار دروازے تھے ایک مشرق مین جس سے

لوگ بقیع غرقد کو جاتے تھے۔ دوسرا مغرب مین جس سے وادی عقیق اور قبا کو جاتے تھے مصلی عید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس دروازے کے اندر تھا۔ تیسرا دروازہ مابین شمال اور مغرب کے تھا۔ اور چوتھا دروازہ وہ تھا جس سے شہداء احد کی زیارت کو جاتے تھے۔ یہہ مدینہ کی قدیم دیوار تھی۔

پھر قسیم الدولہ نے ایک مضبوط دیوار مٹی اور اینٹ سے بنائی۔ سنہ ۵۴۰ ہجری مین جمال الدین محمد بن ابی المنصور اصفہانی نے مسجد شریف کے اطراف ایک مضبوط دیوار بنائی پھر ملک نور الدین محمود شہید بن زنگی جب خواب دیکھکر مدینہ آیا تو ایک دیوار بنائی۔ ابن فرحون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان نور الدین نے اگلی دیوار (یعنی دیوار جمال الدین) کی تکمیل کی اور کہا کہ دیوار داخل مدینہ جمال الدین اصفہانی کی بنائی ہوی ہے۔

ان دیوارون کی ہمیشہ تجدید اور ترمیم ہوتی رہی اور بادشاہون کا ہمیشہ اسطرف اہتمام رہا۔ پھر ۷۵۵ ہجری مین ناصر بن قلاون کے بیٹے صالح کے زمانہ مین ان دیوارون کی ترمیم ہوی۔ پھر اشرف قایتبائی کے ایام مین بہت سے مقامون مین اوسکی ترمیم ہوی

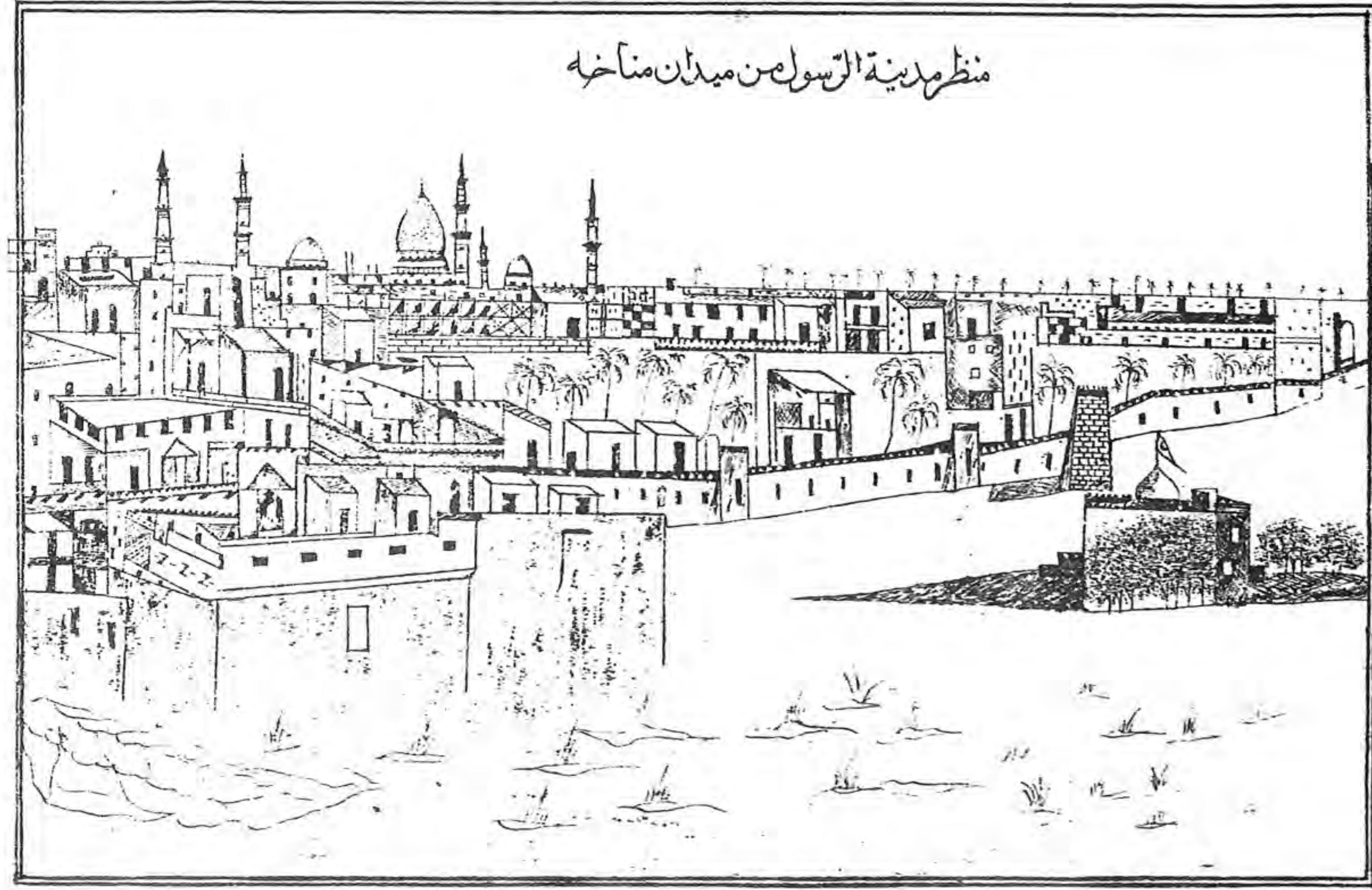
۱۲۸۱ ہجری مین سعد بن ثابت بن جماز نے دیوار مدینہ کے اطراف ایک خندق کھدائی جسکی تکمیل امیر فضل بن قاسم بن جماز کی ولایت مین ہوی لیکن اس وقت اُس خندق کا کوئی نشان نہین۔

دیوار داخل مدینہ کی ترمیم سلطان سلیمان خان بن سلطان سلیم خان کے عہد مین ۹۳۹ سنہ ہجری
مین سال کی مدت مین ہوی اس دیوار کا طول تین ہزار بہتر گز ہے اور برجون کو اور
دروازون کو شامل کرلین تو چار ہزار گز ہوتا ہے اوسکی ترمیم کا خرچ ایک لاکھہ دینار
بتایا جاتا ہے۔ اس دیوار کے پانچ دروازے ہین ایک جس سے بقیع کو جاتے ہین۔
اوسکو باب البقیع اور باب الجمعہ بھی کہتے ہین۔ دوسرا باب المجیدی
شام کے سمت ہے اور اس سے قریب شامی اور غربی جہت مین جبل سلع کے
مقابل ایک دروازہ ہے اسکو باب الشامی کہتے ہین مغرب مین قلعہ کے
شرقی اور جنوبی دروازے کے منتہے پر ایک دروازہ ہی اوسکو باب الصغیر
کہتے ہین اور اوسکے قریب مغرب مین باب المصری ہے اس دروازے
پر آیہ اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَنْ لَّا تَعْلُوْا
عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ لکھا ہے یہہ دروازہ حجر اسود سے بنایا ہوا ہے اور
اسوقت بہت شکستہ حالی مین ہے۔

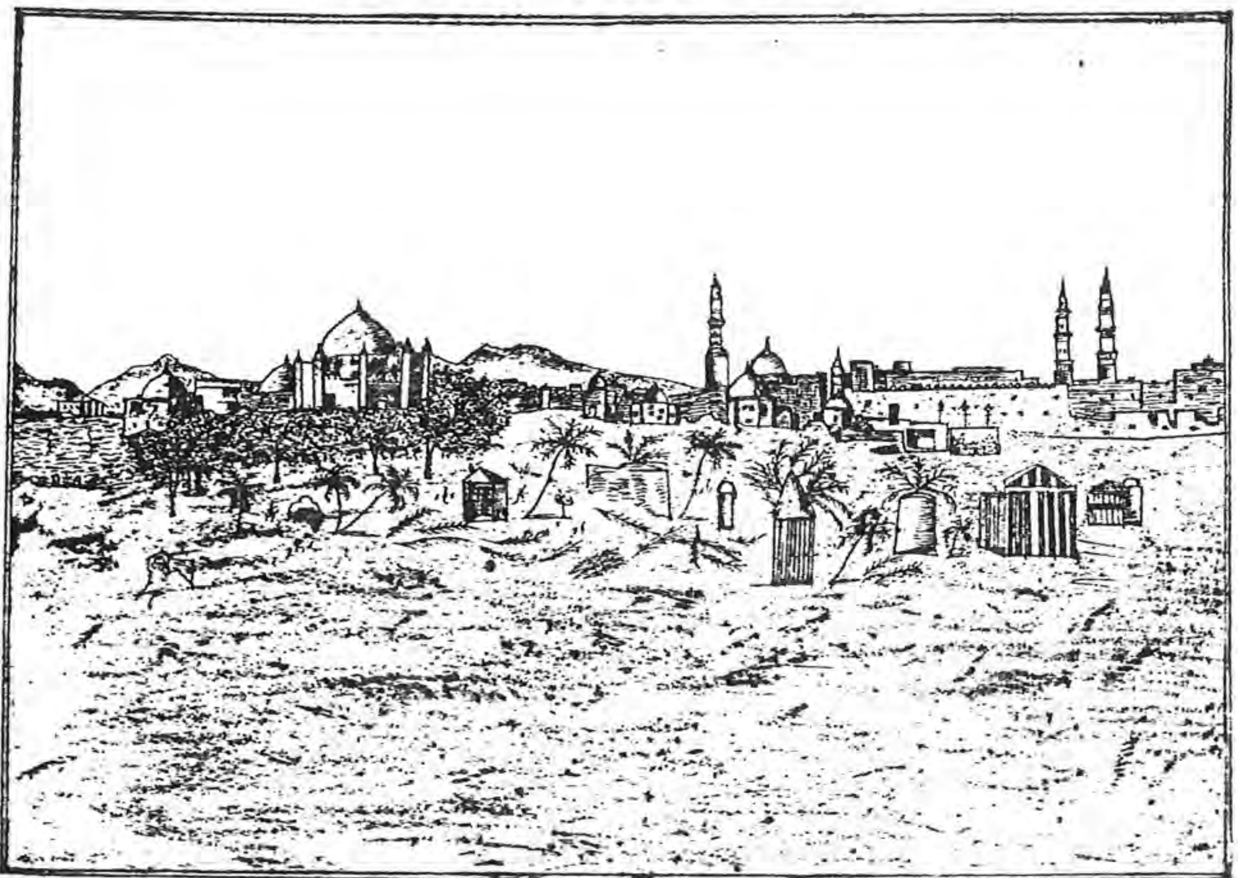
دیوار مذکور سے باہر مغرب اور جنوب کے جانب جو مکانات واقع ہین اُن
سب کو لیتے ہوے بقیع شریف سے قلعہ تک دیوار مذکور کے اطراف اور ایک
دیوار ہے جسکے اندر بڑی وسعت ہے اوسکے بھی پانچ دروازے ہین دو دروازے
بقیع کے طرف ہین جنسے ایک کا نام باب العوالی ہے اس دروازے سے
لوگ عوالی مدینہ کو جاتے ہین قبلہ کی جہت مین ان دو دروازون کے متصل

ایک دروازہ ہے جسکا نام باب السد اور باب قبا اور مغرب مین ایک دروازہ ہے اوسکا نام باب العنبریہ حرہ غربیہ اور وادی عقیق کو اسی دروازے سے جاتے ہین قافلے جو مدینہ طیبہ کو آتے اور جاتے ہین دیوار خارجی مین باب العنبریہ اور دیوار داخلی مین باب المصری سے آیا گیا کرتے ہین۔ شمال مین اس دیوار کے اخیر قلعہ کے پاس ایک دروازہ ہے باب الکومہ جو جبل سلع کے مقابل ہے۔ یہہ دیوار مٹی اور اینٹ کی ہے اسمین بہت سے بُرج ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دیوار حد دیوار اسحاق بن محمد الجعدی یا حد دیوار عضد الدولہ پر بنائی گئی ہے لیکن اوسکی تجدید اور ترمیم کب ہوی اور کس نے کی معلوم نہوا۔ مگر مدینہ مین یون مشہور ہے کہ بعد استیلاء سعود الوہابی مدینہ والون نے اس دیوار کو بنایا اب یہہ دیوار بھی خستہ حال ہے۔

دیوار داخل مدینہ اور اوسکے غربی مکانون کے درمیان ایک بہت بڑا وسیع میدان قوافل حجاز کے اترنے کے لئے وقف کیا گیا ہے اوسکو بعض سلاطین عثمانیہ نے وقف کیا ہے اوسکو مناخہ کہتے ہین اس وقت پر دو دیوارون کے مابین جو آبادی ہے وہ بذاتِ خود ایک آباد شہر ہے جس مین جمعہ ہوتی ہے اور مدینہ اوس تمام آبادی کا نام ہے جو ہر دو دیوارون سے گھیری ہوی ہے اور اوسکا ہر ایک رہنے والا مدنی کا حکم رکھتا ہے یعنے مدینہ قدیم اور مدینہ جدید ہر دو کا رہنے والا مدنی ہے۔


منظر مدينة الرسول من ميدان مناخه

منظر مدینه از مناخه بشمول جنت البقیع



مدینہ طیبہ کے باشندونکا حال

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جسوقت بعد صدمہ طوفان نوح علیہ السلام کی
کشتی جودی نامی پہاڑ پر لگی توکشتی والے جنکی تعداد اسی تھی اطراف بابل مین اترے
اورکثرت توالدوتناسل سے لوگ زیادہ ہوگئے آپس مین تفرقہ اوراختلاف
واقع ہوا پھر خدا کی زمین وسیع تھی لوگ اطراف مین پھیل گئے اونسے ایک جماعت
نے جو اولاد سام بن نوح سے تھی الہام الٰہی سے عربی زبان وضع کی اور سرزمین حجاز
مین مدینہ مین رہنے لگے۔ چونکہ یہہ لوگ عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد سے
تھے انکو عمالقہ نام ہوا۔ انہی لوگون نے مدینہ مین سب سے پہلے نخلستان کی زراعت
کی۔ ان لوگون کی عمرین بہت بڑی قریب چارسوبرس کی ہوتی تھین اونکی اولاد بکثرت
ہوی سارا حجاز سواحل بحرین وعمان بلکہ ملک شام ومصران کے تصرف مین آگیا
ستمگران شام اور فرعونان مصر انہی سکے اولاد مین۔ عمالقہ کے بعد یہہ مبارک سرزمین
یہودیون کا مسکن ہوی۔ کہتے ہین کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام حج بیت اللہ کے لئے حجاز کو آئے آپکے ساتھہ بنی اسرائیل کا ایک بڑا گروہ تھا
واپسی کے وقت جب زمین برکت قرین مدینہ پر اونکا نزول ہوا تو اوسکی آب وہوا
کی لطافت سے اور نیز اسوجہ سے کہ اونھون نے اپنی کتابون مین اس سرزمین
کو موطن حضرت نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت سے
موصوف پایا تھا اوسکی سکونت اختیار کی اور قبائل عرب سے بھی بعض لوگون نے

اون کے ساتھہ موافقت کی ۔ تاریخ طبری سے معلوم ہوتاہے کہ جب بخت نصر نے
شام کو ویران اور بیت المقدس کو خراب کیا تو یہود اُس کے ظلم سے بیزار اور تنگ ہوکر
اپنے اوطان سے نکلے اور سرزمین حجاز کو پہنچے پھر مدینہ کی سکونت اختیار کی ۔ اُنکی
عادت تھی کہ جب وہ معمر ہوجاتے تھے اور خود کو قریب ہلاک پاتے تھے تو اولاد کو وصیت
کرتے تھے کہ اگر اون کو قدمبوسی خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ وسلم کا شرف
حاصل ہو تو اونکے تابعدار ون مین منسلک ہون اور سرمو خلاف ورزی نکرین اون کا
شوق دریافت زمان سعادت توامان کے لئے اسقدر تھا کہ مخالفون کے ساتھہ جب اونکو
کوئی جھگڑا ہوتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ انشاء اللہ کل جب نبی آخر الزّمان علیہ الصّلوۃ
والسّلام کا ظہور ہوگا ہم تمسے بدلہ خوب لینگے ۔ مشیت ایزدی اوسکے مخالف تھی اور یہہ سعادت
قبائل عرب سے انصار کے قسمت مین تھی جو اونکے مقابل تھے جب آفتاب رسالت
بطحا کے پہاڑیون پر روشن ہوا اول انصار کی آنکھین کھلین ۔ اونھون نے اقتباس انوار
رحمت الٰہی کیا حضور کے ساتھہ طرح موافقت و متابعت ڈالی ۔ یہود کی قسمت الٹی تھی
انصار کی موافقت سے اونکا عناد اور بڑھ گیا برخلاف وصیت آبا و اجداد حضور کے
ساتھہ یہودیون نے سرکشی کی اور کیا پایا ۔ ابن ابی شیبہ جابر رضی اللہ سے روایت کرتے
ہین ۔ اوس سے معلوم ہوتاہے کہ حج بیت اللہ سے رجوع کرتے وقت جب حضرت
موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کوہ احد پر پہنچے حضرت ہارون کی قضا آگئی حضرت موسیٰ
نے ایک قبر کھودی اور بھائی سے کہا ای بھائی اب لقائی رب العالمین کے لئے

تیار ہوجاؤ حضرت ہارون زندہ قبر مین داخل ہوے وہین اون کی روح قبض ہوی موسیٰ علیہ السّلام نے قبر کو بھر دیا اور شام کو روانہ ہوے - اب یہود عوالی مدینہ مین جو مسجد قبا کے اطراف ہی رہنے لگے -

اولاد سام سے عمرو بن عامر نامی ایک رئیس نے دیار حجاز کو اپنی سکونت کے لئے اختیار کیا اوسکا بڑا بیٹا ثعلبہ بن عمرو جسکے نسل سے اوس وخزرج مین خاص یثرب مین رہنے لگا -

عوالی مین یہود کے قبائل سے قریظہ اور نضیر مدینہ مین قبائل انصار سے اوس وخزرج رہتے تھے کچھ دن آپسمین موافقت تھی پھر مخالفت ہوگئی اور عداوت اس قدر بڑھگئی کہ یہود کے ظلم وتعدی سے تنگ آکر انصار نے ابوجبیلہ رئیس شام کے پاس جو اصلاً قبائل انصار سے تھا فریاد کی ابوجبیلہ نے ایک فوج جرار روانہ کرکے یہودیون سے انصار کا انتقام لیا پھر یہہ عداوت سواسو برس سے زیادہ رہی یہان تک کہ زمانہ سعادت نشانہ حضورِ کرامت گنجور مین شرف اسلام سے مشرف ہوکر بمنطوق آیہ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا (ترجمہ یاد کرو کہ جب تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تالیف قلوب کی اور اسکی نعمت سے تم آپس مین بھائیان ہوگئے) سارا جھگڑا مٹگیا جس نے ثمانا خراب اور تاراج ہوا اور جس نے مرشد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی اون مین پیوندِ اخوت

اور بھی مستحکم ہوگیا۔

بعض مورخین لکھتے ہین کہ تُبّعَ نامی بادشہ سارے بلاد کو فتح کرتا ہوا مدینۂ طیّبہ
کو پہنچا اور اپنے بیٹے کو اس جا سردار بنا کر گیا مدینہ والون نے اوس سے دغا
کرکے آخر مار ڈالا تبع کو یہہ خبر پہنچی تو انتقام کے لئے ایک لشکر عظیم لیکر
آیا اور مدینہ کو تاراج کرنا چاہا علمای یہود سب جمع ہوے اور تبع سے کہا یہہ شہر
نبی آخر الزّمان کا دار الہجرت ہے اوسکو کوئی شخص خراب کر نہین سکتا خدا
اوسکا ہمیشہ حافظ و ناصر ہی۔ یہہ سُنکر تبع اپنے خیال خام سے باز آیا اور ایک
مکان آرزوی سکونتِ حضور مین تیار کیا اور اون مدینہ والون کے سپرد کیا کہ اگر
شرف سعادت قدم بوسی حاصل ہو تو حضور کے خادمون کے نذر کرنا اور اس کے
ساتھہ ایک خط لکھدیا جسمین یہہ بیتین مرقوم تھین۔

شہدت علی احمد انّہ — رسول الله باری النسم

فلو مد عمری الی عمرہ — لکنت وزیرا له وابن عم

یعنے مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت احمد اللہ کے رسول ہین اگر میری عمر اسقدر دراز
ہوتی کہ مین اون کے زمانہ تک زندہ رہتا تو مین اون کے ساتھہ برادرانہ سلوک سے
رہتا اور اون کے کامون مین وزیر و مشیر ہوتا۔ اس خط کو ایک بڑے عالم کے حوالہ
کیا۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جنکے مکان مین حضور نے مدینہ کو تشریف لاکر
نزول اجلال فرمایا اوس عالم کے اولاد سے تھے اور اُس خط کو ابو ایوب انصاری نے

حضور کو پہنچایا۔

اس وقت مدینۂ طیبہ مین جو لوگ ہین وہ سارے عالم کے اصل و خلاصہ ہین بارگاہ ایزدی مین جسکو شرف قبول حاصل ہوتاہے وہ شخص مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بناتا ہے چمار بھنگی سے لیکر روسا و امرا تک سب فرشتہ خصلت ہین اور صاف معلوم ہوتے ہین کہ یہہ لوگ جنت کے رہنے والے ہین۔ علما اور مشائخین اور قرا تو ماشاء اللہ نور علی نور۔ ساری دنیا کا مادہ ملکیت اس شہر جنت بہر مین نظر آتا ہے یہان کا برے سے برا آدمی دوسرے شہرون کے اچھون سے اچھا ہے یہہ لوگ انسان ہین اور انھین کو انسان کہنا چاہئیے۔

ہجرت رسول اللہ بسوی مدینہ و استقبال اہل مدینہ

جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرماکر بقصد مدینہ منورہ شہر سے نکلے آپ کے ہمراہ آپ کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، اور یہہ خبر مدینہ والون کو پہنچی تو ہر روز استقبال کے لئے شہر سے نکلکر مقام حرہ مین انتظار کیا کرتے تھے۔ ایک روز جبکہ مدنی مسلمان بعد انتظار واپس ہوچکے تھے تو ایک یہودی نے اپنے کسی کام کو جاتے ہوے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا تو بے اختیار چلا اوٹھا کہ ای عرب والو تم اپنے جس محترم اور معزز صاحب کے انتظار مین تھے دیکھو تو وہ آگئے ہین

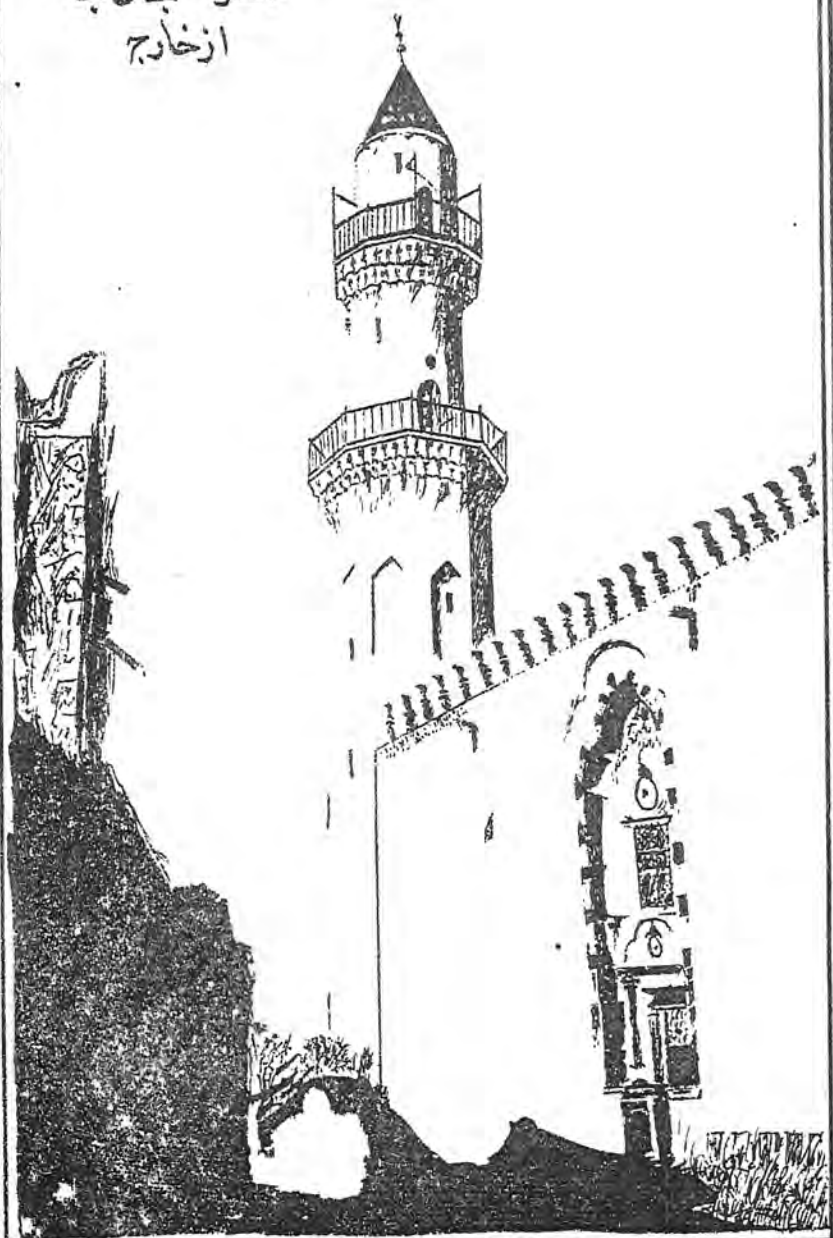
اینک آن سرو خرامان میرسد   اینک آن گلبرگ خندان میرسد

شاد باش ای خستۂ ہجران بلا | کز پیِ دردِ تو درمان میرسد
شوق کن ای بلبلِ گلزارِ عشق | کان گلِ نواز گلستان میرسد
در دل افسردہ روحی میدمد | مردہ تن را مژدۂ جان میرسد
تازہ باش ای تشنۂ وادی غم | کز برایت آبِ حیوان میرسد
دور شو ای ظلمتِ شام فراق | کافتابِ وصل تابان میرسد

یہہ سنتے ہی سارے مسلمان مسلح حضور اقدس مین حاضر ہوے آپ اون کو اپنے دہنے بازو لئے ہوے روانہ ہوے یہان تک کہ مقام قبا مین قبیلۂ بنی عمرو بن عوف سے کلثوم بن الہدم کے پاس ٹہرے اور قبا عوالی مدینہ مین محسوب ہی اور آپکی تشریف آوری مقام قبا مین دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے مہینہ مین ہوی۔ آپکی اقامت قبا مین تقریبا دس روز تھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگون کی امانتین پہنچانے کے لئے مکہ مین تین روز رہے پھر مقام قبا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے۔

بنائی مسجدِ قبا

قبا مین کلثوم بن ہدم کی ملک سے زمین کا ایک قطعہ تھا جس مین کھجورین سکھائی جاتی تھین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے قطعۂ زمین مذکور کو لیا اور وہان مسجد تیار کرنے کے لئے اہل قبا سے فرمایا کہ مقام حرہ سے پتھر جمع کرین جب بہت سے پتھر جمع ہو گئے تو آپ نے قبلہ کے جانب ایک خط



منظر مسجد قبا
از خارج

طاقة الكشف
فی مسجد القبا



منارة الملئكة وهو قائم يصلي في المحراب

لا اله الا الله

محمد رسول الله

اس محراب کے محاذی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے تو کعبہ حضور کو نظر آتا تھا

کھینچا اور ایک پتھر رکھا۔ آپ کے حکم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پتھر کے بازو ایک پتھر رکھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اوسکے بازو ایک پتھر رکھا پھر حضور کے ارشاد پر اصحاب حضور کے اور شیخین کے رکھے ہوئے پتھرون کے مقابل پتھر رکھنے لگے یہان تک کہ مسجد پوری ہوئی۔ یہہ پہلی مسجد تھی جسمین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ مین اصحاب کی جماعت کے ساتھہ نماز پڑہی اور بقول صحیح اسی مسجد کی تعریف مین آیہ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ[1] عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ الخ نازل ہوئی

اس مسجد مین بھی چارون طرف عمارت ہی اور درمیان مین صحن مسجد۔ اور وسط صحن مین ایک قبہ ہے جسکو مبرک الناقہ کہتے ہین یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پہلے اسہی مقام مین بیٹھی تھی۔ عمارت مسجد سے جانب کعبہ کے وسط مین محراب ہے اور اوسکے بازو مین منبر شریف رکھا ہے یہہ منبر سنگ مرمر کا بنایا ہوا ہے جسکو سلطان اشرف قاتیبائی والی مصر نے مسجد نبوی کے لئے تیار کیا تھا اور صدہا سال مسجد نبوی مین رہا آخر ۹۹۸ سنہ ہجری مین سلطان مراد خان مرحوم کے حکم سے مسجد نبوی کے لئے ایک نہایت عمدہ اور خوشنما جدید منبر بنایا گیا اور سلطان اشرف قاتیبائی کا منبر مسجد قبا مین رکھا گیا۔ مسجد قبا کے مصلے کے بائین جانب کے کونے مین ایک محراب ہے جسکا نام طاقۃ الکشف ہی۔

---

[1] البتہ وہ مسجد جسکی بنا پہلے دن سے پرہیزگاری پر ہوی ۱۲ منہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس محراب مین کھڑے ہوتے تھے تو آپ کو کعبہ نظر آتا تھا اسلئے اوسکو طاقۃ الکشف کہتے ہین۔

وصول حضرت رسول اللہ علیہ وسلم بمدینہ طیبہ

پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النجار سے اپنے ماموون کو اپنی تشریف آوری کی خبر دی وہ پانسو آدمی سے زیادہ تھے تلوارین لئے ہوے پہنچے اور کہلے چلئے ہم سب آپ کے تابعدار ہین۔ آپ اور آپکے اصحاب ہماری منازل مین امن چمن سے رہین۔ یہہ خبر پاکر عمرو بن عوف کے قبیلے والے جمع ہوے اور کہا یا رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیك کیا آپ ہم سے ناخوش ہوکر تشریف لیجاتے ہین۔ یا اس سے کوئی اچھا مقام مطلوب ہی۔ آپ نے فرمایا مجھکو مدینہ جانے کا حکم ہوا ہے۔ پھر آپ قصوی نامی اونٹنی پر جسکو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے چارسو درہم کو خرید فرمایا تھا سوار ہوکر چلے اور لوگ آپکے دہنے بائین اور پیچھے چل رہے تھے۔ کوئی پیدل تھا اور کوئی سوار۔ پھر آپنے بطن وادی مین بنی سالم کے پاس نماز جمعہ ادا کی اور مدینہ پہنچے تو مدینہ والون کو بیحد خوشی ہوی عورتین تمام فرط مسرت سے مدحیہ اشعار پڑہتی نکلین۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ۔۔۔ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ۔۔۔ مَا دَعَىٰ لِلّٰهِ دَاعِ

أَشْرَقَ الْبَدْرُ فِينَا ۔۔۔ وَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُدُوْرُ

مِثْلَ حُسْنِكَ مَارَأَيْنَا   قَطُّ يَا وَجْهَ السُّرُورِ

أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا   جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

نَحْنُ جُوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ   يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

ترجمہ۔ ثنیۃ الوداع سے (عوالی کے قریب کے پہاڑونکے سلسلہ کا نام ہے) ایک چاند ہم پر طلوع کیا ہے۔ اللہ کے داعی یعنے رسول ص جب تک اوس کے بندون کو اوسکے طرف بلاتے رہینگے ہم پر اوسکی اس نعمت عظمی کا شکر واجب ہے۔ ہم پر ایسے چودہوین رات کے چاند کا طلوع ہوا ہے جسکے مقابلہ مین سارے چاند چھپ گئے۔ آپ کے حسن کے مانند ہم نے کسی حسین کو دیکھا نہین۔ آپ کا رخ مبارک سرور مجسم کا روشن چہرہ ہے یعنے جو کوئی آپ کو دیکھتا ہے بیحد مسرور ہوتا ہے چہرہ کیا ہے واقع مین چاند کا ٹکڑا ہے بلکہ غیرت شمس و قمر۔ ای ہمارے پیغمبر آپ نے ہمارے لئے وہ احکام لائے ہین جسکو قبول کرنا ہم پر واجب ہے۔ ہم بنی نجار کی کمسن لڑکیان ہین اور آپ کی ہمسائیگی پر ای محمد صلی اللہ علیک وسلم فخر اور ناز کرتی ہین۔ اگرچہ اس ناقص ترجمے سے عربی اشعار کا حق ادا ہوا نہین تاہم اوسکے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کیسے جوشیلے دل اور شوقیہ زبان سے یہہ اشعار نکلے ہین اور اون کے قائل کسدرجہ شراب محبت کے مست اور دریای تعشق کے غرق تھے اونکو سوای چہرۂ محبوب کے کچھہ نظر آتا نتھا محبت کی لے اور نشہ مین جھومتے ہوے غزلخوانی کر رہے تھے ہر ایک

کو آرزو تھی کہ حضور کے مبارک قدم سے اپنا گھر رشک ارم اور غیرت گلزار فردوس
ہو۔ اہل مدینہ اسہی دلی آرزو اور قلبی تمنا مین مضطربانہ اپنے گھرون سے باہر
نکل جوق جوق حضور کے روبرو آتے تھے اور کمال عاجزی سے اپنے اپنے مقامون
کو بتلا کر اترنے کے لئے التجا اور استدعا کرتے تھے۔ کوئی زبان حال سے ترنم ریز
اس شعر کا تھا۔ ؎

گر بر سر و چشم من نشینی　　　ناز ت بکشم کہ ناز نینی

اور کوئی یون زمزمہ سنج ہوتا تھا۔ ؎

گاہ در دل سازو گہ در دین جا　　　ہر دو جائی تست یا بدر الدجیٰ

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے ناقہ کو چھوڑ دو
وہ جہان بیٹھیگا مین وہین اترونگا کیونکہ وہ مامور بہ ہے اور اوسکو اترنے کا مقام
دکھلایا گیا ہے۔ پھر وہ ناقہ اس مقام پر بیٹھا جہان اسوقت مسجد نبوی ہے اور
ایک روایت سے جہان حجرۂ شریف واقع ہے۔ پھر وہ اونٹنی اوٹھی اور ذرا سا
مشرق طرف ہٹ کر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر بیٹھی صحابی موصوف
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اونٹنی سے اوتار کر حضور
کے ملاحظہ اقدس مین گزرانکر اپنے مکان کو لیگئے اور حضور نے فرمایا المرء
مع رحلہ یعنے ہر شخص اپنے سامان کے ساتھ ہے پھر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان مین اترے ذٰلک

فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَاۓ ـ ۵

مبارک منزلے کان خانہ راماہی چنین باشد ہمایون کشوری کان عرصہ راشاہی چنین باشد

یہہ مکان مسجد کے شرقی جانب واقع ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان سات مہینے قیام فرمایا۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان مین جسکا پتا نقشۂ منسلکہ سطح زمین مسجد سے ملتا ہے قبلہ کے جانب دیوار مین ایک محراب ہے اسی مقام مین ناقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا تھا۔ اب زایرین اس مقام کی زیارت کرتے ہین اور دو رکعت نفل ادا کرتے ہین۔

تعمیر اوّلِ مسجدِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جس مقام مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ پہلے بیٹھا تھا وہان آپنے مسجد بنانی چاہی۔ وہ مقام دو یتیم انصاری لڑکون کی ملک سے تھا۔ جو اسعد بن زرارہ کے آغوش مین پلتے تھے یہان بھی کھجورین سکھائی جاتی تھین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو خرید کرنا چاہا تو یتیم لڑکون نے اسکو ہبہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا آپ نے نہ مانا اور آخر دس دینار کو خرید کیا۔ اوسمین صرف ایک دیوار تھی اور کوئی سقف نتھی۔ اوس زمانہ مین قبلہ بیت المقدس کے جانب تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے سعد بن زرارہ وہان جماعت سے نماز پڑہا کرتے تھے اوس مقام مین مشرکون کے قبور اور غرقد اور کھجور کے درخت تھے آپ نے قبورِ مشرکین کو کھدوایا اور

درخت کٹوا کر قبلہ کے سمت باڑہ لگائی مکہ سے تشریف لاکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین جو ابتدائی مسجد بنائی اوسکی وسعت ستر ہاتھ یعنی اڑ ساٹھہ ہاتھہ چوڑی تھی۔ پھر بعد فتح خیبر جب مسجد کی توسیع کی گئی تو اوسکا طول وعرض برابر سو سو ہاتھہ تھا۔

مسجد کا پایا پتھر سے تین ہاتھہ عریض بنایا گیا تھا اوسکی تعمیر اینٹ سے ہوی تھی۔ بناء مسجد مین خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس نفیس سے کام کرتے تھے قبلہ کی دیوار بیت المقدس کے سمت اینٹ سے بنائی اور جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو یہہ دیوار مقام اہل صفہ کی حد ٹہری۔ صفہ مسجد کے اخیر ایک سایہ دار مقام تھا جسمین مساکین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے جسکو کوئی گھر وار نتھا۔ اس مسجد کے تین دروازے تھے ایک قبلہ کے جانب۔ دوسرا باب عاتکہ جسکے محاذی اسوقت باب الرحمان یا باب الرحمۃ ہے۔ تیسرا باب ال عثمان جسکے محاذی اسوقت باب جبرئیل ہے جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو آپنے جانب قبلہ کا دروازہ بند کیا اور اوسکے محاذی ایک دروازہ کھولا مسجد کے ستون لکڑی کے بنائے اور سقف کھجور کے پتون کی تھی اور باقی کو صحن مسجد بنا کر چھوڑا۔

بنای مسجد کے ساتھہ ہی ساتھہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین سے حضرت سودہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے

لئے مکان بنوائے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مکان وہی ہے جہان اس وقت حجرۂ شریف واقع ہے۔ باقی ازواج مطہرات کے مکانات یکے بعد دیگرے اوقات مختلفہ مین بنائے گئے۔ اور پھر جب امہات المومنین کا انتقال ہوچکا تو ولید بن عبد الملک کی خلافت مین عمر بن عبد العزیز متولی بنا مسجد نے امہات المومنین کے مکانون کو مسجد مین داخل کیا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر جو ابتدا مین کی اوسکے حدود حسب ذیل تھے۔ یعنے قبلہ کے جانب مصلی شریف کے عقب کی دیوار۔ شام کے طرف باب جبرئیل کے دہنے بازو کے مقابل۔ مشرق مین منبر سے چوتھے ستون کے قریب جسکو اسطوانہ توبہ کہتے ہین حجرۂ شریف سے دو ہاتھ کے فاصلہ پر۔ اور مغرب کے سمت بھی منبر سے چوتھا ستون۔

لہ یہہ بیان صاحب نزہتہ الناظرین کا ہے لیکن مسجد کے طرز حدود مسجد النبی علی بنار الاولی کے دیکھنے سے جو اسوقت نظر آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی حد غربی ستون رابعہ عن مصلی النبی ہے جیسا کہ نقشہ منسلکہ سے ظاہر ہوتا ہے اور شیخ سمہودی خلاصتہ الوفا مین مطری سے نقل کرتے ہین کہ مسجد نبوی کی حد غربی وہ ستون ہے جو منبر کے بعد جانب غرب واقع ہے یہہ قول موافق نقشہ حالیہ کے ہے اور اسی صورت مین محراب نبوی وسط مسجد مین واقع ہوتی ہے اور طول مسجد بھی قریب ستر ہاتھہ کے ہوتا ہی جیسے سابق مین گذرا منبر کا کسیقدر کنارہ ہونا حرج نہین کرتا برخلاف اسکے اگر حد غربی منبر سے چوتھا ستون ٹہرائی جاے تو مصلاے نبوی وسط مسجد مین نہین رہتا اور طول مین المشرق والمغرب بہت زیادہ قریب نود ہاتھہ کے ہوجاتا ہی۔ پس راقم سطور کی نظر مین وہی قول راجح ہے جسپر مطری کو اعتماد ہی ۱۲ منہ

تعمیر ثانی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خیبر سے مظفر و منصور تشریف لائے تو مصلیون کی کثرت کی وجہ سے آپ نے مسجد کی توسیع کی۔ قبلہ کی حد تو وہی قدیم حد قائم رہی۔ شرق مین شباک (جالی) حجرۂ شریف تک توسیع کی۔ مغرب مین منبر سے پانچوین ستون تک وسیع فرمایا۔ شام کے سمت باب النسأ تک توسیع کی تو اب مسجد کی پیمایش طول مین ایک سو ہاتھ اور عرض مین ایک سو ہاتھ ہوی۔ تعمیر مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ اینٹ اوٹھا کر لیجاتے تھے کبھی فرماتے تھے اللھم ان الاجر اجر الآخرۃ فارحم الانصار و المہاجرۃ ترجمہ۔ یا اللہ البتہ اجر ہی تو آخرت کا اجر ہے پس انصار اور مہاجرون پر رحم کر۔ اور کبھی فرماتے تھے اللھم لاخیر الاخیر الاخرۃ فانصر الانصار والمہاجرۃ ترجمہ۔ یا اللہ خوبی ہے تو آخرت کی خوبی ہے۔ پھر انصار اور مہاجرون کی مدد کر۔ تمام اصحاب اس کام مین مصروف تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنا مسجد مین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونکے ساتھ ہوتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اینٹون پر اینٹین اسقدر جمائے لیجاتے تھے کہ مبارک پیٹ سے سینہ تک ہوتی تھین۔ مین نے خیال کیا کہ اسقدر بوجھ اوٹھانا حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھاری ہے عرض کی یا رسول اللہ صلواۃ اللہ وسلامہ علیک آپ میرے حوالہ فرمائین حضور نے فرمایا ای ابوہریرہ اینٹین بہت ہین تم دوسری اینٹین اوٹھالاؤ کیونکہ لاعیش الاعیش الاخرۃ ترجمہ۔ آرام ہے تو آخرت کا آرام ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اصحاب ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر دو دو اینٹین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اون سے مٹی جھٹکنے لگے اور فرمایا شاہ باش عمار باغی گروہ اوسکو قتل کریگا وہ اونھین جنت کو بلاتا ہوئگا اور وہ اوسکو دوزخ کو بلاتے ہوئینگے۔ صدقے حضور کی ہمدردی کے کیسی غمخواری ہے۔ آیۂ کریمۂ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (ترجمہ جس چیز سے تمکو تکلیف ہو وہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت شاق اور ناگوار ہے) آپکی غمخواری کا ایک کرشمہ ہے۔ اس بنا ثانیہ مین مسجد کی توسیع کے لئے زمین کی ضرورت ہوی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب زمین سے جو ایک انصاری تھے پوچھا کہ اس قطعہ زمین کو بمعاوضہ ایک عمارت جنت کے دیدے۔ وہ راضی نہوے پھر حضرت عثمان ذوالنورین تشریف لائے اور اوس زمین کو اوسکے مالک سے دس ہزار درہم کو خرید کیا۔ پھر حضور نبوی مین حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ اوس زمین کو جس قیمت سے آپ اوس انصاری سے خرید فرمانا چاہتے تھے مجھ سے بھی اوسی قیمت پر خرید لیجے۔ پھر آپ نے اوسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بمعاوضہ

قصر جنت خرید فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مسجد کی توسیع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین حضرت عباس رضی اللہ کے گھر کو مسجد مین داخل کیا۔ اور مغرب کے طرف دو ستون جنکا اندازہ بیس ہاتھہ ہے بڑھائے اور جانب قبلہ ایک کمان جسکا عرض دس ہاتھہ تھا بڑھائی۔ شام کے سمت مسجد کو تیس ہاتھہ وسیع کیا اور شرق کی طرف علی حالہ چھوڑ دیا۔ اب مسجد کا طول ایک سو چالیس ہاتھہ اور عرض ایک سو بیس ہاتھہ ہوا مسجد کے چھے دروازے بنائے گئے دو قبلہ کے دہنے جانب اور دو بائین سمت اور دو پیٹھہ سے باب النبی مین جسکو اب باب جابرئیل کہتے ہین کوئی تغیر ہوا نہین باب عاتکہ (حال باب الرحمہ) قدیم دروازے کے محاذی بنایا گیا۔ مروان کے گھر کے نزدیک باب السلام بنایا اور باب جبرئیل کے بازو ایک دروازہ کہولا جسکو اسوقت باب النسا کہتے ہین۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد مین جو توسیع کی وہ ۱۷ھ ہجری مین ہوی۔ یہہ بنا بھی اینٹ کی تھی اور ستون لکڑی کے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بنا مین مسجد کی توسیع جو جانب مغرب ہوی اوسمین عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کامل مکان اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نصف مکان داخل مسجد ہوا۔ اور شرق مین امہات المومنین کے مکانات ہونے سے

براہ ادب آپ نے اونکو اونکے حال پرچھوڑ دیا۔

مسجد کے کنارۂ شرقی پر شام کے سمت ایک صفہ بنایا جسکو بطیحا کہتے تھے جہان لوگ بیٹھکر بات چیت کیا کرتے اور اشعار پڑہا کرتے تھے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا مکان جو مسجد مین داخل کیا گیا اوسکا تفصیلی حال یون کہا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مسجد مسلمانون پر تنگ ہوگئی ہے مین اوسکو وسیع کرنا چاہتا ہون۔ ایک طرف امہات المومنین کے مکان ہین اونکو توڑنے کی میری طاقت اور مجال نہین لیکن دوسرے طرف آپکا مکان ہے آپ اوسکو دیدین کہ مسجد مین توسیع کیجائے اور اوس کے معاوضہ مین آپ جو قیمت طلب کرتے ہین مین اوسکے ادا کرنے کو حاضر ہون اگر منظور ہو تو اوسکے عوض مدینہ مین آپ جہان چاہین مکان خرید کر دیتا ہون۔ یا چاہئے تو اپنا مکان مسلمانون پر صدقہ کیجئے یعنے مفت دیجئے غرضکہ ان تین باتون سے کسی ایک امر کو مان لینا آپ پر لازم ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو یہہ مکان علیحدہ کرکے دیا ہئی مین اوسکو ہرگز ندونگا۔ آخر اس جھگڑے مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حکم مقرر ہوے اونھون نے کہا مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہئی کہ حقسبحانہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السّلام کو حکم کیا کہ خدا کا گھر بنائے جہان اوسکا ذکر ہوتا رہے۔ داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی اوسکے ایک کونے

کی تکمیل کے لئے بنی اسرائیل سے ایک مرد کے گھر کی ضرورت ہوی داؤد علیہ السلام نے اوسکو خرید کرنا چاہا صاحب مکان راضی نہین ہوا۔ داؤد علیہ السلام بہر حال اوس مکان کو لے لینے پر آمادہ ہوے۔ وحی آئی ای داؤد مین نے تجھکو اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کہا تھا اور تو لوگون کے گھر غصب کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ تیری سزا یہی ہے کہ یہہ کام تجھ سے پورا نہو۔ پھر اونکی دعا اور درخواست پر کہ یہہ کام اونکی اولاد سے پورا ہو سلیمان علیہ السلام نے اوسکی تکمیل کی۔ اس حدیث کے سنتے ہی عمر رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا تقاضا کرنے سے باز آئیے۔ اور عباس رضی اللہ عنہ نے اوسیوقت مکان کو مسلمانون پر ایثار کیا۔

جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کا نصف مکان ایک لاکھ درہم کو خریدکیا اور دوسرا نصف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بنا مین داخل مسجد ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مسجد کی توسیع

پھر حضرت عثمان رضی اللہ نے ۲۹ سنہ ہجری مین اپنے ایام خلافت مین مسجد کی توسیع کی۔ اوسکا آغاز غرۂ ربیع الاول ۲۹ سنہ ہجری مین ہوا اور انصرام غرۂ محرم ۳۰ سنہ ہجری مین اس مدت مین آپ بذات خود مصروف کار تھے مسجد سے کبھی باہر نجاتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو مصروف نماز رہتے تھے۔ آپ نے قبلہ کے جانب ایک کمان اور مغرب کے سمت ایک کمان بڑھائی اسوقت قبلہ کی جو دیوار ہے وہ حد بنای عثمانی ہے۔ مغرب کے جانب منبر سے آٹھوین ستون تک۔

اور شام کے طرف دس ہاتھہ کی توسیع کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساری مسجد کو بشمول بناء عمر رضی اللہ عنہ بالکل منہدم کیا اور از سر نو مسجد کی تعمیر کی۔ مسجد کی دیوارین پتھر کی بنائین۔ ستون بھی پتھر کے بنائے جسکے جوف یعنے خلو مین لوہے کے ستون سیس سے جما دئے گئے تھے۔ سقف ساج کی لکڑی کی بنائی۔ آپ نے بھی عمر رضی اللہ عنہ کی طرح مسجد کے چھے دروازے رکھے۔ دو مغرب کے جانب۔ دو مشرق کے سمت۔ اور دو شام کے طرف۔ یہہ شامی دروازے اور اون کے سوای اطراف مسجد مین جو اور دروازے تھے تجدید دیوار کے وقت بند کر دئے گئے۔ اوسکے بعد ہمیشہ مسجد کے چار دروازے ہی رہے۔ یہان تک کہ سلطان عبد المجید خان مرحوم کے زمانہ مین مسجد کی بنا از سر نو ہوی تو شام کے طرف ایک دروازہ کھولا گیا جو اسوقت باب المجیدی کہلاتا ہے اور سلطان نے اوسکا نام باب التوسل رکھا۔

چونکہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بنا مین اصل مسجد نبوی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھون بنی تھی منہدم ہوی لہٰذا اونکی بناء سے لوگ خوش نتھے۔ کہتے ہین کہ جسوقت بناء عثمانی کا کام چل رہا تھا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ خدا کرے یہہ کام پورا نہو۔ لوگون نے پوچھا آپ کیون ایسا کہتے ہین تو کہا کہ اوسکی تکمیل پر فتنہ نازل ہونے والا ہے۔ اور وہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہے لوگون نے کہا کہ آخر عمر رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوے تھے تو

کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے ہزار درجہ بڑھکر ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد عدن سے روم تک خونریزی ہوگی۔ اور فی الواقع ختم خلافت بنی امیہ تک جتنی خونریزی ہوی اوسکا سلسلہ اسی ایک قتل عثمان ذو النورین سے شروع ہوا۔

ولید بن عبد الملک کے عہد مین مسجد کی توسیع

پھر ولید بن عبد الملک کے زمانہ مین مسجد کی توسیع ہوی جسکا آغاز ۸۹ شہ ہجری مین ہوا۔ اور انصرام ۹۱ شہ ہجری مین۔ اوسنے مغرب مین دو کمانین بڑھائین اور مشرق مین مسجد کو موجودہ دیوار شرقی تک بمقدار تین ستون کے وسیع کیا اور امہات المومنین کے حجرات کو منہدم کرکے داخل مسجد کیا۔

جسوقت حجرات شریف منہدم کروئیے گئے لوگون مین ایک مصیبت واقع ہوی اور سارا مدینہ رونے لگا۔ سعید بن المسیب کہتے ہین کاشکے یہہ حجرے اپنے حال پر چھوڑ دئیے جاتے کہ لوگ دیکھتے کہ حضرت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا مین کیسی زندگی بسر کی۔

ولید نے شرقی حصہ دیوار قبلہ کو حد قبلہ بناء عثمانی کے ساتھہ ملا دیا۔ شام کے جانب صحن مسجد مین مربع قبور شریف سے دس ستون کے صفوف بنائے اور اوسکے بعد اور چار ستون بنائے تو گویا مربع قبور شریف سے چودہ ستون کے چار صفین بنائین اوسنے بھی اپنی بنا مین عثمان رضی اللہ عنہ کے طرح پتھر اور لوہے

سے کام لیا۔ دیوارون پر نقش و نگار کئے۔ سقف ساج کی بناکر اوسپر طلاکاری کی۔

توسیع مسجد کے زمانہ مین ولید کے طرف سے عمر بن عبدالعزیز عامل مدینہ تھے اونہین کی نظارت مین توسیع مسجد کا کام ہوا۔

کہتے ہین کہ جب ولید بن عبدالملک حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ پہنچا ایک روز منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا کہ اوسکی نظر چہرۂ ماہ پارۂ حضرت حسن بن امام حسن رضی اللہ عنہما پر پڑی اوسوقت آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین تشریف رکھتے تھے۔ اور آئینہ دست مبارک مین لئے اپنے جمال جہان آرا کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ ولید نے خطبہ سے فارغ ہوکر عمر بن عبدالعزیز کو طلب کیا اور زجر و توبیخ کی کہ کیون اہل بیت نبوی کو ابھی اس مکان مین رہنے کی اجازت دی اور کیون فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر داخل مسجد نہین کیا گیا۔

اُس مکان مین حضرت حسن بن حسن بن علی اور فاطمہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہم رہتے تھے اونھون نے گھر کو تحویل کرنے سے انکار کیا تو ولید کا حکم ہوا کہ اگر اہلبیت نبوت مکان سے نہ نکلین تو اون پر گھر گرا دیا جائے۔ پھر لوگ بغیر اجازت اوس خاندان **مصطفوی** کے گھر کا سامان باہر لیجانے لگے اور گھر کو منہدم کرنا شروع کیا تو ناچار اہلبیت مکان سے نکل گئے۔ اور دن وہاڑے مدینے سے نکلکر دوسری جاے رہنے لگے۔ اس مکان کے معاوضہ مین سات ہزار دینار حضرت حسن بن امام حسن رضی اللہ عنہما کے پیش کئے گئے آپ نے اوسکو قبول نہین کیا

اور انکار کو قسم سے مؤکد فرمایا۔ عمر بن عبد العزیز نے ولید کو اس امر کی اطلاع دی اوس نے لکھا اہلبیت سے گھر چھین لو اور قیمت بیت المال مین داخل کردو۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے متعلق بھی حضرت عمر کی اولاد سے اس قسم کا جھگڑا ہوا اوسوقت حجاج بن یوسف مدینہ مین تھا حکم کیا کہ گھر اونکے سرون پر گرادو۔ لیکن جب یہہ کیفیت ولید کو پہنچی تو اوسنے عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے اولاد کی خوشنودی حاصل کرنے مین کوتاہی نکرنا گھر کی قیمت اون کے خاطر خواہ دینا نہ لین تو اونکی تعظیم کرنا اور ایک حصہ مکان کا اونکے لئے چھوڑ دینا اور مسجد مین اونکا ایک دروازہ بھی باقی رکھنا۔

افسوس کہ ولید نے توسیع مسجد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے عوض جگر گوشگان رسول مقبول بقیۂ خاندان علی رضؓ و بتولؓ کو بے خانمان کر کے گھر سے نکالا اور یون ظلم و تعدی سے پیش آیا۔ یہان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور بنی امیہ کی حکومت کا فرق صاف نظر آتا ہے کہ اس مسجد کی توسیع کے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عباس بن عبد المطلب کی ناخوشی کو گوارا نہین کیا اور ولید نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے پوتا پوتی کو اُن کے گھر سے بجبر و تعدی باہر کیا۔

مہدی عباسی کے عہد مین مسجد نبوی کی توسیع

پھر مہدی عباسی نے اپنی خلافت مین شام کے طرف دس ستون بنائے اوسکی

بناکا آغاز ۱۶۱ سنہ ہجری اور اختصار م ۱۶۵ سنہ ہجری مین ہوا۔ پس اس مقدار زیادتی پر مسجد کا خاتمہ ہوگیا۔ اوسکے بعد جو کچھہ عمارت کی تجدید ہوی وہ اپنی حدود کے اندر ہوی اور کسی مقام مین تغیر و تبدل ہوا نہین۔ بعض لوگ مامون الرشید کیطرف بھی توسیع فی المسجد کی نسبت کرتے ہین اور وہ ثابت نہین۔

طول و عرض مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عرض مقدم مسجد شریف کا حسب بیان ابن زبالہ قبلہ کی جہت مین ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) ہاتھہ ہے اور عرض موخر ایک سو تیس (۱۳۰) ہاتھہ۔ علامہ سمہودی کے تحقیق مین عرض مقدم ایکسو سینتٹھہ اور نصف (۱۶۷½) ہاتھہ اور عرض موخر ایک سو پینتیس (۱۳۵) ہاتھہ۔ اور طول مسجد دوسو ترپن (۲۵۳) ہاتھہ۔ سید برزنجی لکھتے ہین کہ مین نے خود ناپا تو عرض مقدم ایکسو پچہتر (۱۷۵) ہاتھہ۔ عرض موخر ایکسو پینتیس (۱۳۵) ہاتہہ اور طول دوسو پچپن (۲۵۵) ہاتہہ پایا۔

راقم سطور کو اگرچہ کامل چالیس روز اس مبارک بقعہ مین رہنا نصیب ہوا لیکن پیمایش کو حد ادب سے متجاوز پاکر معذور رہا اور صرف بیان اسلاف پر اکتفا کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدود روضۃ المطہرہ اور اوسکے حالات

حد روضۂ مطہرہ کے متعلق (جسکی نسبت حدیث شریف ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ ترجمہ۔ درمیان میرے گھر اور میرے منبر کے ایک روضہ ہے ریاض جنت سے۔ وارد ہے) علما کو اختلاف ہے۔ بعد تحقیق جو ثابت

ہوا وہ یہہ ہے کہ مصلای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان اور اوسکے عقب کی دو کمانین یعنے جنوب مین محراب نبوی کے عقب کے ستون سے شمال مین تین کمان تک. اور مشرق مین حجرہ شریف کی جالی سے مغرب مین منبر تک پانچ کمانین داخل حدود روضہ مطہرہ ہین۔

یہہ مقام بہت آراستہ ہے مسجد کے سارے ستون سنگ عقیق کے ہین اور قدآدم مرمر کی تختیون سے اور طلائی نقش ونگار سے مزین ہین۔ ترکی قصیدہ نعتیہ ان ستونون پر مرقوم ہے۔ صبح سے عشا تک یہان قرآن شریف کی تلاوت ہوا کرتی ہے۔ حدیثِ مذکور کے معنے مین کہ میرے گھر اور منبر کے مابین جو قطعہ ہی وہ جنت کے باغون سے ایک باغیچہ ہے علما کو اختلاف ہے کہ آیا وہ حقیقۃً روضہ جنت ہے یا مجازاً جنت کہلاتا ہے۔ امام مالکؒ اور علما کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ روضہ مطہرہ مثل اور قطعات زمین کے نہین بلکہ واقع مین جنت کی کیاریون سے ایک کیاری وہان لاکر رکھی گئی ہے۔ جیسے حجرِ اسود جنت سے لایا گیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بلحاظ کثرت ثوابِ عبادت کثرتِ نزولِ رحمتِ الٰہی اور کثرتِ حصولِ سعادت کے یہہ مقام مجازاً روضۃ من ریاض الجنۃ کہلایا۔ حافظ ابن حجر اس قول کو راجح بتلاتے ہین۔ اور دوسرے قول پر اونکو اعتراض ہے کہتے ہین کہ اسصورت مین فضیلت کی کوئی خصوصیت نہین رہتی اور حالانکہ حدیث شریف کے سیاق سے ثبوت فضیلت پائی جاتی ہے نظر تحقیق وانصاف سے

معنی حقیقی سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین کیونکہ حجرِ اسود کے جنت سے لائے جانے کی خبر جس مبارک ذات سے ملی اوسی مقدس سرکار نے روضہ مطہرہ کے روضۃ من ریاض الجنۃ ہونے کی خبر دی ہے۔ اوسمین ایک نازک بھید یہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ انتقال حجرِ اسود سے مختص ہوے تو فخر نسل ابراہیمی حضرت محمد عربی علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کا بھی انتقال روضۂ مطہرہ سے مختص ہونا امرِ لازمی تھا کہ الولد سرٌّ لابیہٖ۔

روضۂ مطہرہ کے جانب شرقی شباک مقصورۂ شریف کے کنارہ جانب قبلہ پر ایک تختی نصب ہے جسمین مطلا حروف سے یہہ دو حدیث مرقوم ہین۔ (۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَلَّذِيْ اَخْبَرَ فِيْ صَحِيْحِ الْخَبَرِ اَنَّ حَوْلَ الْعَرْشِ سِتِّيْنَ اَلْفَ عَالَمٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمُحِبِّ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ يَلْعَنُوْنَ لِمُبْغِضِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ (۲) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔ ترجمہ[1] الٰہی رحمت کاملہ نازل کر ہمارے سرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھون نے حدیث صحیح مین خبر دی ہے کہ عرش کے اطراف ساٹھ ہزار عالم ہین جو ہمیشہ ابوبکر اور عمر کے دوستون کے لئے مغفرت طلب کرتے ہین اور ابوبکر و عمر کے دشمنون پر لعنت کیا کرتے ہین[2] اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغیچون سے ایک باغیچہ ہے اور

میر منبر جنت کے کہاریوں نے ایک کیاری پہچے

مسجد نبوی کا پہلے مرتبہ جلنا

غرہ رمضان المبارک شب جمعہ ۶۵۴ھ ہجری کو مسجد نبوی مین شمال کے جانب زاویۂ غربی کو آگ لگی۔ اوسکی وجہ یہہ ہوی کہ خدام مسجد سے ایک شخص منارون کے قنادیل روشن کرنے کے لئے مخزن غربی مین داخل ہوا وہان ایک لکڑی کی جالی مین ایک چنگاری پڑگئی اور بھڑک اوٹھی جسکے بجھانے مین بہت کوشش کی گئی مگر سب بیکار ہوگئی آخر مسجد کی ساری سقف جلگئی اور سوا اس قبہ کے جو اسوقت صحن مسجد مین تھا اور جس مین مصحف عثمانی رکھا تھا کچھہ باقی نرہا اس اگ کی کیفیت فی الفور خاتم خلفای عباسیہ معتصم باللہ کو پہنچی ۶۵۵ھ مین تجدید عمارت کے لئے عراقی قافلہ کے ساتہہ کاریگر آلات لیئے ہوے آئے۔ اسی اثنا مین محرم ۶۵۶ھ ہجری مین تاتاریون کا غلبہ ہوا اور خلیفہ مع اہل و عیال مارا گیا

ترمیم و تجدید عمارت مسجد نبوی بعد حریق اوّل

پھر مصر سے الملک المنصور نور الدین علی بن الملک المعز عز الدین ایبک الصالحی نے۔ اور یمن سے ملک المظفر شمس الدین یوسف بن المنصور عمر بن علی بن رسول نے تعمیر مسجد کے لئے آلات اور اسباب روانہ کئے۔ اس عرصہ مین والی مصر معزول ہوا اور اوسکی جائے اوسکے باپ کا غلام ملک المظفر سیف الدین محمود بن محمد ودود ذیقعدہ ۶۵۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا اور مصر مین داخل ہوتے ہوتے ہی مارا گیا اور مسجد کا کام پورا ہونے نہ پایا۔ اوسی

سال کے اواخر مین الملک الظاہر رکن الدّین بیبرس الصالحی والی مصر ہوا اور اوسی کی ریاست مین مسجد کی مرمت کا کام پورا ہوا۔

پھر ۷۰۵ھ ہجری دو سال کی مدت مین ملک النّاصر محمد بن قلاؤن الصّالحی کے ایام سلطنت مین صحن مسجد کی شرقی اور غربی جہات کی سقف از سرِ نو بنائی گئی اوسکے بعد متعدد اوقات سقف مسجد مین خلل پیدا ہونے کی وجہ سے اوسکی ترمیم اور تجدید ہوتی رہی۔ پھر روضہ شریف کی سقف مین خلل پیدا ہوا امیر بردبک الناجی المعمار نے ۸۳۱ھ ہجری مین اوسکی ترمیم کی۔

پھر ملک اشرف قائتبائی کے زمانہ مین مسجد کی سقف از سرِ نو بنانے کی ضرورت ہوی۔ منارۂ شرقیہ مین جسکو منارۂ بخاریہ کہتے تھے اور اب منارۂ سلیمانیہ کہتے ہین شق پیدا ہوا ۹۴۷ھ ہجری مین سلطان سلیمان نے اوسکو از سرِ نو بنایا۔ اسیوجہ سے اوسکا نام منارۂ سلیمانیہ ہوا۔ پھر سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے زمانہ مین اوس منارہ مین شق پیدا ہوا اور اوسکے حکم سے ترمیم ہوی۔

مسجد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا بارِ ثانی جلنا

تیرہوین رمضان المبارک ۸۸۶ھ ہجری کو شب کے وقت جبکہ رئیس المؤذنین منارۂ رئیسیہ پر چڑہا اور دوسرے مؤذنین بھی باقی منارون پر چڑہے اور تذکیر وتہلیل مین مشغول ہوے یک بیک چار طرف سے ابر پیدا ہوا گرج کے ساتہہ بجلیان گوندنے لگین سونے والے سب کے سب جاگ اوٹھے بجلیون سے آنکھون مین چکاچوند آتی تھی

اس حالت مین ایک بجلی گری جسکا ایک حصہ منارۂ رئیسیہ کے ہلال پر گرا رئیس نے فی الفور جان بحق تسلیم کی اور منارۂ مذکور اور حجرۂ شریف کے مابین جو سقف تھی اس مین ایک بڑا روزن ہوگیا اور اوس روزن سے مسجد مین آگ لگی۔ سارے شہر مین مسجد کو آگ لگنے کا شور مچگیا۔ امیر مدینہ اور اہالی مدینہ سب جمع ہوگئے اور آتش کو بجھانے کی کوشش کیگئی لیکن وہ بھڑکتی رہی۔ آگ بجھانے مین جن لوگون نے سعی کی اون سے تقریبًا دس آدمی ہلاک ہوے جنمین نائبِ خازنُ الحرم بھی تھا۔

کہتے ہین کہ جس شب کو مسجد کو آگ لگی اکثر لوگون نے سفید پرندون کو دیکھا کہ آگ کو ہمسایہ کے مکانون مین لگنے سے روکتے تھے۔ بڑے بڑے شعلے اطراف پھیلتے تھے لیکن اطراف کے مکانون پر اونکا کوئی اثر ہوتا نتھا۔

امیر مدینہ منورہ سید شریف زین العابدین نے خبر دی کہ ایک صادق الکلام عربی نے اوس شب کو خواب دیکھا کہ آسمان مین جراد یعنی ٹڈیان پھیل گئین ہین۔ اور اوسکے عقب مین بڑی آگ لگی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کو روک لیا اور فرمایا کہ مین اسکو اپنی امت سے روک لیتا ہون جزاہ اللہ عن امتہ افضل ماجازی نبیا عن امتہ۔ اُس آتش کا اثر اس قدر ہوا کہ ساری مسجد مثل تنور کے ہوگئی۔ صرف حجرۂ شریف اور اوسکے ستون باقی رہگئے اور صحن مسجد کا قبہ بھی جو سابق کی آگ مین سلامت رہا تھا اور جسکا بانی خلیفہ الناصر لدین اللہ تھا اب بھی سالم رہا۔ اس آتش مین بجز اوس سامان کے جسکے نکالنے مین پہلے پہل جلدی کیگئی

سبب بنی ماشمی

بہت سا مال کتب اور مصاحف جلگئے۔

اس حادثہ کی خبر ۱۶ ر رمضان المبارک کو سلطان ملک اشرف قاتیبائی والی مصر کو دی گئی اور ہر طرف اوس سے ایک عام شورش پیدا ہوی کہ اس مقدس مقام کو آگ لگنے کی کیا وجہ ہے آخر سب کے پاس یہہ ثابت ہوا کہ امت کے بُرے اعمال کی وجہ یہہ صورت ہوی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی آگ کی صورت مین ظاہر ہوی۔ خداوند عالم نے تنبیہ کے لئے اس نشانی کو ظاہر کیا اور لسان قدرت یہہ ندا کر رہی تھی کہ ای گروہ گناہگاران ذرا نظر عبرت سے دیکھو کہ تمہارے بُرے اعمال کی شامت سے باوصف تقدس اور حرمت ذاتی کے اس مقدس مقام مین آگ لگی تاکہ تمہارے ہاتھون کی ناپاکی کو اوس سے دور کرے۔ اب لازم ہے کہ تم معاصی سے توبہ اور خدا کے طرف اخلاص سے رجوع کرو

شریف سمہودی رحمہ اللہ اس آگ کی وجہ یون بتلاتے ہین کہ اون روزون مسجد شریف پر روافض کا عمل جاری تھا اور وہ ہر طرح متصرف تھے اون کے خبث باطن کی وجہ یہہ آگ لگی۔ اور کہا کہ اس سے پہلے جو آگ لگی اس وقت دیوارِ مسجد پر دو شعر لکھے نظر آئے جسکا مفہوم یہہ تھا کہ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حادثہ سے جلا نہین جو باعث ہتک حرمت سمجہا جائے اور اوس سے خوف پیدا ہو بلکہ رافضیون کے ناپاک ہاتھون نے اوسکے نقش و نگار کو میلا کیا تھا تو خدا نے جلا کر اوس کو پاک کیا۔

حریق ثانی کے بعد سلطان اشرف قایتبائی کے عہد مین مسجد نبوی کا ترمیم پانا

جب بادشاہ مصر سلطان اشرف قایتبائی کو اس حریق ثانی کی خبر پہنچی تو فی الفور مسجد شریف کی تنظیف اور ترمیم کا اہتمام کیا گیا ایک سو سے زیادہ صانع اور کاریگر آلات و اسباب کے ساتھ روانہ کیئے گئے۔ منارۂ رئیسہ پورا منہدم کیا گیا اور نئے سر سے اوسکی بناہوی دیوار جانب قبلہ بھی نئی بنائی گئی۔ دیوار شرقی باب جبرئیل تک نئی بنائی گئی۔ محراب عثمانی کی توسیع ہوی۔ اوسپر قبہ بنایا گیا۔ حجرۂ شریف پر دیوارون کے اطراف بلند ستون قایم کر بعوض سقف اون پر ایک لطیف قبہ بنایا گیا اور پھر اون ستونون کے سرون پر اور ایک بڑا قبہ بنایا گیا۔ باب السلام کے مقابل دو قبے تیار ہوے۔ باب السلام۔ اطراف حجرۂ شریف۔ دیوار قبلہ اور محراب عثمانی مین مرمر سفید سے کام لیا گیا۔ منبر شریف موذنون کے کھڑے مرمر سے بنائے گئے۔ باب الرحمہ کے منارہ کی نیو ڈالی گئی۔ اور غربی دیوار منارہ باب الرحمہ سے باب السلام تک نئی بنائی گئی۔ پھر مسجد کی سقف تیار ہوی۔ شریف سمہودی کا بیان ہے کہ اس ترمیم مین ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ ہوے۔

سلطان عبد المجید خان مرحوم کے عہد مین مسجد نبوی کی تعمیر۔

سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین مسجد نبوی کی یہہ حالت ہوی کہ بعض مقامون مین سقف گرنے کے قریب ہوگئی اور مسجد گرنے لگی۔ یہہ خبر سلطان المرحوم عبد المجید خان کو پہنچی تو تحقیق حالات

کے لئے رمزی افندی کو بصاحبت عثمان افندی مہندس کے روانہ کیا۔ وہ مدینۂ طیبہ کو آئے اور بعض مقامون کو گراکر دیکھا پھر آستانۂ علیا کو واپس آکر عرض حال کیا تو تعمیر و ترمیم مسجد کے لئے فرمان نافذ ہوا اور آستانۂ علیا سے حلیم افندی بولایت تعمیر مسجد ساز و سامان اور کاریگرون کی جماعت کے ساتھہ روانہ ہوے حلیم افندی نے ینبع البحر کو پہنچکر معدنون کے لئے پہاڑون کی تحقیق اور تفتیش شروع کی۔

وادی عقیق مین جو مدینہ طیبہ سے تین میل پر ہے ایک بہت بڑا پہاڑ ملا جسکے پتھر کا رنگ سرخ تھا یہہ دیکھکر متولی عمارت حلیم افندی بہت خوش ہوے اور اوسکو سلطان کی خوش طالعی کا سبب جانا کیونکہ اس سے پہلے جن بادشاہون نے تعمیر مسجد نبوی مین اہتمام کیا اونسے کسیکو ایسا معدنی پہاڑ ملا نتھا۔

تعمیر مسجد کیلئے وادی عقیق سے پتھر کا ملنا

وادی عقیق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھا آپ کے لئے وہان سے شکار کیا جاتا تھا اور اوسی کی کنکریون سے قبور شریف کا نشان[١] بنایا گیا تھا۔ اوسکے متعلق ایک عجیب روایت بیان کیجاتی ہے کہ جب مہندسین تحقیق حال مین اطراف مدینہ سعی کرتے ہوے اوس وادی یعنے وادیٔ عقیق کیطرف آئے تو اونھون نے ایک عربی مقدس بزرگ کو دیکھا جو اِس پہاڑ کا پتا بتا رہے تھے۔ پھر جب اون کے طرف توجہ کیگئی کہ بمعاوضہ سراغ دہی جبل عقیق اون سے حسن سلوک

[١] اس زمانہ مین عادت تھی کہ بعد دفن میت قبر کے نشان کے لئے زمین پر لال کنکری بچھائی جاتی تھی ١٢ منہ

کیا جائے تو اون کو بنا پایا۔ اور سب کو تعجب ہوا۔ متولی عمارت مسجد نے پہاڑ پر خیمے نصب کیئے اور سنگ تراش پتھر پھوڑ کر کام کرنے لگے۔

بدویون کا فتنہ

اس اثنا مین ایک فتنہ برپا ہوا بدوی پہاڑون پر جمع ہو کر ستانے لگے مسافرون اور زائرون کو لوٹ لیتے تھے۔ پہاڑ سے مدینہ کو سامان لانے کے مزاحم ہوتے تھے کاریگرون پر زندگی تلخ کرتے تھے۔ جب سرکاری سپاہی آتے تھے تو بدوی منتشر ہو جاتے تھے اور اونکی واپسی پر اپنی شرارت پر عود کرتے تھے۔ اس طریقہ پر ایک مدت گزری اور عمارت کا کام ملتوی رہا یہان تک کہ ۱۲۸۰ ہجری مین دولت علیہ نے خالد پاشا کو روانہ کیا۔ خالد نے اپنی دانائی سے سارے فتنہ کو فرو کیا۔ اور پھر عمارت کا کام برابر جاری ہو گیا۔ اور انہی ایام مین سلطان کے حکم سے باب مجیدی کھولا گیا تاکہ سامان لانے مین سہولت ہو اور ساکنین اماکن قریبہ کو تصدیع نہو کیونکہ اس سے پہلے سامان باب الرحمہ سے لایا جاتا تھا اور لوگون کو اس سے تکلیف ہوتی تھی اکثر گھرون والے شکایت کرتے تھے۔ جب باب مجیدی کھولا گیا اور سامان اس رستہ سے آنا شروع ہوا تو ساری شکایتین رفع ہو گئین۔

پھر عمارت کا کام شروع ہوا پہلے شامی سقف کو منارۂ بخاریہ یعنے منارۂ سلیمانیہ سے منارۂ شکیلیہ یعنے منارۂ مجیدیہ تک گرا کر از سر نو اوسکی تعمیر کی اور دیوار جانب شام کو بسبب اوسکی استواری کے بحال رکھا۔ یہہ سقف چار کمانون پر

شامل تھی اب اوسکے صرف دو کمانین بنائی گئین۔ پہلے ستون سنگ سیہ کے تھے جسکے جوف مین لوہے کے ستون سیس سے جمائے ہوے تھے اب سارے ستون سنگ سرخ کے بنائے گئے۔ ہر ستون اپنے اوپر اور نیچے کی چوکیون کے علاوہ گیارہ گیارہ ہاتھ اونچا ہے۔ اکثر ستون ایک ہی پتھر کے تراشے ہین۔ صرف اونکی چوکیان علیحدہ پتھر کی ہین۔

منارہ سلیمانیہ کے متصل حکم سلطانی سے جو دروازہ کھولا گیا اوسکا نام باب التوسل رکھا گیا جسکو اسوقت باب المجیدی کہتے ہین۔ باب التوسل کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ اس دروازہ سے مسجد مین داخل ہوتے وقت حجرۂ شریف بالکل مقابل رہتا ہے اور مقام توسل و استمداد کا ہے۔

کہتے ہین کہ اسی دروازے کے مقابل حمید بن عبدالرحمن بن عوف کا مکان تھا اوسکا نام **دار الضّیافۃ** تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان یہین اترا کرتے تھے۔ پھر صحن مسجد مین جو قبہ تھا اوسکو گرا دیا اور اوسکی زمین کو چارون طرف سے پست کیا۔ زمین کو کھود کر پست کرنے مین ایک حوض نکل آیا جسکے چار زینے تھے اور اس حوض مین عین الزرقا سے ایک نل لایا گیا اور فوارہ لگایا گیا تھا جسکے پانی سے لوگ استنجا پاک اور وضو کیا کرتے تھے جسکے وجہ سے کشف عورت ہونے کا اندیشہ رہتا تھا اور وہ باعث ہتک حرمت مسجد شریف سمجھا گیا اسلئے حوض اور فوارہ بند کردیا گیا اور دروازون پر حنفئے اور وضوخانے بنائے گئے

جس سے مصلی وضو کرین۔

خنفیہ پانی کے مخزن کو کہتے ہین جسمین کارک لگائے رہتے ہین یہہ خنفیے سارے دروازون پر ہین۔ باب الرحمہ اور باب النسا پر کارک متعدد ہین مصلیون کو اوسنے بہت آرام ہے۔

عین الزرقا اوسی نہر کا نام ہے جو مسجد قبا کے مغربی جہت مین بئر جبیر سے لائی گئی ہے پھر اوسکے ساتھہ بئر النبی۔ بئر الرباط اور بئر غدق کا پانی شامل کر دیا گیا ہے۔ یہہ نہر جانب قبلہ و غرب جاتی ہے اوسکی ایک شاخ شمال طرف لائی گئی ہے جو مسجد غمامہ پر سے ہوتی ہوی باب مصری سے مدینہ مین لائی گئی ہے باب السلام کے پاس اوسکا خزانہ ہے اور پر چرخ لگائے گئے ہین۔ اہل مدینہ اوسی سے پانی پیتے ہین۔ جو شخص کہ اس نہر کو مدینہ کو لایا وہ امیر سیف الدین بن الحسین بن ابی الہیجا۔ تھا۔

(عود الی المقصود) منارہ رئیسیہ سے باب جبرئیل تک مسجد مین تنگی تھی اس حد تک دیوار کو گرا کر تقریبا پانچ ہاتھہ زمین داخل مسجد کیگئی اور اوس کے بعد دیوار کی بنا ڈالی گئی۔ پہلے اس جای جنازہ رکھکر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسوقت جنازہ روضہ مطہرہ مین رکہا جاتا ہے اوسکا تفصیلی حال انشاء اللہ آیندہ آئیگا۔

اُسکے بعد منارۂ شکیلیہ کے لئے پانی تک بہت ہی بڑا پایہ کھودا گیا اس پایہ کو بڑے بڑے میخون سے خوب مضبوط کیا اور سنگ سیہ سے پایہ کی بھرتی ہوی اوسکی کرسی تک کو سنگ سیہ سے بنایا۔ منارہ کو ازسرنو بنایا۔ اسی وجہ سے

اس کو منارۂ مجیدیہ کہتے ہین کیونکہ سلطان عبد المجید خان مرحوم کے زمانہ مین اسکی تجدید ہوی۔ جیسے منارۂ بخاریہ کو سلطان سلیمان خان مرحوم کے زمانہ مین ازسر نو تیار ہونے سے منارۂ سلیمانیہ کہتے ہین۔

غربی دیوار کو بھی اوسکے استحکام کی وجہ سے علی حالہ رکھہ چھوڑا لیکن سقف اس جہت مین بھی چار کمانون پر تھی اوسکو تین کمانون پر قایم کیا اور مابین الاساطین کو وسیع کیا۔ اگرچہ تعداد مین ایک کمان کم ہوگئی لیکن سقف کے عرض کی حد اصلی مین کوئی فرق نہین آیا۔ اب جانب غربی مین بشمولِ اساطین ملصقہ دیوار چار صفوف اساطین پر تین کمانین قایم ہوین۔ یہہ اساطین ملصقہ دیوار سب نئے ہین جو آگے نہ تھے۔

باب جبرئیل سے نکلے بعد خارج مسجد تھوڑی سی جای سایہ دار ہی اور اوس سے ایک دروازہ قبلہ کے جانب کھلا ہے جس سے نکلین تو دار العشرہ مین داخل ہوتے ہین اور دار العشرہ سے نکلنے کے لئے جانب شام ایک دروازہ ہی یہہ ہر دو دروازے سلطان عبد المجید خان مرحوم کے وقت کے بنائے ہوے ہین۔

باب جبرئیل سے نکلے بعد دروازۂ جانب قبلہ تک جو جای ہے یہہ وہی جاے ہے جہان ہمارے سرکار اور مولا اکثر جنازہ کی نماز پڑہا کرتے تھے اگرچہ آپ نے عین مسجد مین بھی نماز جنازہ پڑہی ہے لیکن اکثر اوقات اوسی جای نماز جنازہ ہوا کرتی تھی۔ مسلم شریف مین روایت ہے کہ حضرت صدیقہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن ابی وقاص کے جنازہ پر مسجد مین نماز پڑہنے کو فرمایا لوگون نے

انکار کیا تو فرمایا کیا لوگ اس قدر جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو
بھول گئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن بیضا ر کے
جنازہ پر مسجد ہی مین نماز پڑہی ہے۔ ایک روایت مین یون فرماتی ہین کہ قسم اللہ کی البتہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضار کے ہر دو فرزندون یعنے سہیل
اور اوسکے بھائی کے جنازون پر مسجد مین نماز پڑہی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مسجد مین نماز پڑہی۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے
عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد مین نماز پڑہی۔ اور جنازہ منبر کے متصل رکھا گیا تھا۔

حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ اس سے مسجد مین نماز پڑہنے کے جواز پر اجماع
نظر آتا ہے اور یہی مذہب ہی شافعی مالک اور احمد کا اور احناف اوسکو مکروہ سمجھتے
ہین۔ لیکن حرمین شریفین مین احناف بھی دوسرے ائمہ کی تقلید کرتے ہین اور
کسی حنفی کو اس سے انکار نہین بلکہ اوسکے جواز پر فتویٰ بھی دیا ہے۔ علامہ قطب
الدین الحنفی نے اپنی کتاب اعلام مین امام ابو یوسف سے بھی ایک قول مثل امام
شافعی کے نقل کیا ہے۔

اوسکے بعد مدینہ والون کی یہہ عادت تھی کہ سارے جنازون کی نماز
داخل مسجد ہونے لگی اور اعیان شہر پر روضہ مطہرہ مین نماز پڑہائی جاتی تھی۔ اہل شیعہ
سے صرف اونکے سادات پر نماز جنازہ داخل مسجد ہوتی تھی اور باقی جنازون پر خارج
مسجد۔ اہل سنت سے باستثنا محتاجون اور مسافرون کے سارے جنازے مسجد

جواز نماز جنازہ درون مسجد

مین لائے جاتے تھے۔

آجکل مدینہ والون کی یہہ عادت ہے کہ بطریق فال نیک اپنے جنازون کو باب الرحمہ سے مسجد مین لاتے ہین اگرچہ مذکور دروازہ اونکی راہ مین نہو۔ پھر میت کو باب التوبہ کے مقابل مواجہ شریف مین رکہہ کر حاملان جنازہ تھوڑی دیر کھڑے رہتے ہین میت کے طرف سے سلام اور طلبِ شفاعت کرتے ہین۔ پھر صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما سے توسل کرکے مواجہ شریف کے طرف رجوع کرتے ہین اور دعا کے بعد ہجوم زائرین کے وقت محراب عثمانی کے روبرو اور دوسرے اوقات روضہ مطہرہ مین محراب نبوی کے روبرو جنازہ رکہا جاتا ہے اور بعد نماز روضہ مطہرہ سے ہوتے ہوے باب جبرئیل سے نکلکر بقیع شریف کو لیجاتے ہین۔

جبکہ جنازہ محراب عثمانی کے پاس رکہا جاتا ہے تو احناف میت کے پاؤن امام کے بائین جانب کرتے ہین خواہ میت مرد کی ہو یا عورت کی اور شوافع میت مرد کی ہو تو پاؤن امام کے دہنے جانب کرتے ہین اور عورت کی ہو تو مثل احناف کے پاؤن امام کے بائین جانب کرتے ہین۔ برخلاف اوسکے جب میت محراب نبوی کے پاس روضہ مطہرہ مین رکھی جاتی ہے تو احناف اور شوافع بلا اختلاف میت مرد کی ہو یا عورت کی پاؤن امام کے دہنے جانب اور سر قبر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف کرتے ہین اور یہی مقتضای ادب ہی اور بس۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ کا مواجہہ قبر شریف مین رکھا جانا

حضرت امام حسن علیہ السلام کا جنازہ سب سے پہلے مواجہ قبر شریف مین رکھا گیا تھا۔ امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کو وصیت کی کہ مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لی ہے۔ میری نعش کو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھنا لیکن لوگ مجھ کو حجرۂ شریف مین داخل ہونے کی اجازت نہ دینگے۔ اوسوقت مجھ کو میری مان کے پاس دفن کرنا۔ اس وصیت کے مطابق امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے جنازہ کو مواجہ شریف مین رکھا اور جبکہ آپکو داخل حجرۂ شریف کرنے کی اجازت نملی توحسب وصیت بقیع غرقد مین اپنی والدہ محترمہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس دفن کیا۔ آج اوس پر ایک بڑا قبہ بنا ہوا ہے جسکو قبہ اہلِ بیت کہتے ہین۔ اور بقیع مین سب سے بڑا قبہ یہی ہے۔ اسمین عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔ سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام۔ امام محمد باقر علیہ السلام۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام۔ اور خاتون قیامت حضرت خیر النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قبور ہین۔ علامہ ابن سلیمان ذخر النافع مین ایک روایت سے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو بھی یہین مدفون بتاتے ہین۔ زبیر بن بکار کی روایت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہین مدفون ہین۔ صاحب نزہۃ الناظرین کہتے ہین کہ یہان حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی زیارت کے متعلق مین نے کسی کو تعرض کرتے

اول جنازہ جو مواجہ شریف مین رکھا گیا وہ امام حسن کا تھا

ہوے نہ دیکھا تو پس لازم ہے کہ زیارت مین ان ہر دو بزرگون کا بھی نام لیکر سلام پڑہے

(رجوع الی المقصد) اس اثنا مین ناظر عمارت مسجد کی وفات ہو گئی اور

اونکی جای آستانہ علیا سے ۱۵ صفر ۱۲۷۰ھ ہجری کو ادہم پاشا مدینہ آئے پھر باب النسا

سے باب جبرئیل کے مابین عمارت کی تجدید کی اور ستونون کے مابین وسیع کیا اور یہہ

تجدید اس دروازے تک ہوی جو حجرہ شریف مین شام کے جانب صحن کے مقابل

ہے۔ دُکّۃ الاغوات کے بازو ایک دومنزلہ مخزن بنایا جسمین حجرہ شریف کے شمع

وغیرہ جو شب کو جلتے ہین اور عود دان اور فانوس رکہے جاتے ہین۔ دُکّۃ الاغوات کے

اطراف پیتل کا کٹہرا بنایا گیا ہے اور اوسکے قبلہ کے جانب ایک چبوترہ بنایا گیا ہی

جو دکۃ الاغوات سے کسی قدر پست ہے اوسکے اطراف بھی پیتل کی جالی کا کٹہرا ہی

اور اوسکے وسط مین محراب تہجد ہے جسپر طلا سے آیہ تہجد[2] لکہی ہی۔[1]

تخلیۃ المسجد بعد الصلوٰۃ العشا

ہر روز بعد نماز عشا کے خدام مسجد نبوی باستثنا اوس شخص کے جو شیخ الحرم سے

اجازت شب باشی لیکر رہتا ہے سارے مصلّیون کو مسجد سے باہر روانہ کر دیتے ہین

اور اس کام مین اسقدر جلدی کیجاتی ہے کہ بعد نماز عشا کے اطمینان سے سلام پڑہنے

کا قابو کم ملتا ہے۔ اور یہہ سنت عمری ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی عادت

تھی کہ بعد نماز عشا کے لوگون سے فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اپنے منازل کو چلے جائین

الا وہ شخص جو مصروف نماز ہوتا تھا۔

[1] پہلے یہہ مقام اہل صفہ تہا ۱۲ منہ [2] فتہجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا ۱۲ منہ

القفص للحرمة

۱۲۵۰ھ ہجری مین جبکہ سلطان محمود خان مرحوم کی بی بی مدینہ طیبہ کو زیارت کے لئے آئی اوسکے واسطے مسجد مین شرقی جانب صحن کے کھانون مین ایک مقام لکڑی کے کٹیرے سے محفوظ کیا گیا جسکو القفص للحرمة کہتے تھے سلطان عبد المجید خان مرحوم کے حکم سے اوسکی توسیع لیگئی جبکہ وہ مقام بھی تنگ ہوگیا تو ۱۳۰۰ھ ہجری مین شیخ الحرم محمد حافظ پاشا کے حکم سے منارۂ سلیمانیہ تک اوسکی توسیع کیگئی۔

دکة المحافظ

باب جبرئیل سے مسجد مین داخل ہونے والے کے دہنے بازو ایک چھوٹا سا چبوترہ بنایا گیا۔ یہان شیوخ حرم بیٹھا کرتے ہین اور اوسکو دکة المحافظ کہتے ہین اور محافظ سے مقصود محافظ مدینہ یعنے شیخ الحرم ہے۔ مدینہ طیبہ مین جو ترکی افسر حکمران ہوتا ہے اسکو والی مدینہ کہتے نہین بلکہ اوسکو محافظ مدینہ یا خادم الحرم یا شیخ الحرم کہتے ہین اور یہی امر مقتضا ادب ہے۔ کیونکہ سلطان مدینہ اور والی مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ہین جو اسوقت اپنے حجرۂ مبارک اور مرقد منور مین زندہ ہین صرف سنت الٰہی سے ہمارے آنکھون سے محجوب ہین۔

سقف المسجد

مسجد شریف کی سقف جانب قبلہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ مین صرف تین کھانون پر تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جانب

قبلہ ایک کمان بڑہائی اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جانب قبلہ ایک کمان بڑہائی
اور پھر ایام دولت ناصر محمد قلاؤن الصالحی مین شام طرف دو کمانون پر سایہ ڈالا گیا۔ پھر
سلطان مراد خان کے زمانہ مین جانب شام تین کمان تک سقف بڑہائی گئی باوصف اسکے
سقف مسجد حد مسجد اصلی تک نہ پہنچی اسلئے یہہ رای قایم ہوی کہ اور دو کمانون پر سقف
ڈالکر مسجد کو حد اصلی تک پہنچادین۔ پھر معمار مسجد صالح افندی کی حسن تدبیر سے اوس
سقف کا کام پورا ہوا۔ اور ساری مسجد کی سقف ایک وتیرہ پر بنائی گئی۔ اور اس امر کا
کا پورا لحاظ رکہا گیا کہ کوئی ستون اپنے مقام اصلی سے ہٹایا نجائے۔ بہرحال تعمیر مسجد
اس کیفیت سے ہوی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک
مین جو ستون جس مقام مین تھا اب بھی اوسی مقام مین ہے۔ فرق صرف یہہ ہے کہ
اوسوقت ستون لکڑی کے تھے اور زیادہ ضخیم نتھے اور اب سنگ عقیق کے اور
ضخیم ہین گویا قدیم ستون کا محل اور مقام حالیہ ستون کے اندر مندرج ہے۔ پس آثار قدیمہ اور مآثر نبویہ
کے سارے برکات باقی رہے۔

پھر متولی عمارت مسجد راشد افندی نے منارۂ تشکیلیہ کو جسکی سلطان
کے حکم سے تجدید ہوی اور اوسکا کام صرف کرسی منارہ تک پورا ہوا تھا اپنی نظارت
مین ہلال منارہ تک پورا کیا اور اس منارہ کا نام منارۂ مجیدیہ ہوا۔ یہہ منارہ نہایت محکم
ہے اور اوسپر بہت سا نقش ونگار ہے اوسکے دریچون کے اطراف برآمدہ تیار کرکے
لوہے کی جالی کا کٹہرا لگا دیا گیا ہے۔

جبکہ مسجد کی تعمیر پوری ہو چکی تو ناظر عمارت مدینہ نے مدینہ کے ادیبون سے
تاریخ بنای مسجد کی فرمایش کی اور ایک مستطیل پتھر اوسکے کندہ کرانے کے لئے مہیا کیا
لایق ادیبون سنے قطعات تاریخ لکھے جس مین سلطان کی تعریف تھی اور انتخاب کے لئے
حضور سلطانی مین روانہ کیا۔ اعلیحضرت نے اُن اشعار کو مسجد مین لگانا پسند نہین فرمایا۔
شعراکو بطریق انعام سوا سو طلائی مجیدی روانہ کیئے اور شیخ الاسلام محمد رفیق
افندی کی راے کے موافق اوس پتھر پر حدیث شریف صلوٰۃ فی مسجدی ھذا
افضل من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام۔ (ترجمہ میری اس مسجد
مین ایک نماز دوسرے مسجدون کے ہزار نمازون سے افضل ہے سوا مسجد الحرام کے)
کندہ کرائی گئی اور وہ پتھر مسجد کے روبرو کے کمانون سے وسطی کمان کے
اوپر نصب کیا گیا ہے۔

ستون محاذی فرق مبارک کے پایہ مین پانی کا جاری ہونا

فرق مبارک کے محاذی اساطین کے لئے جبکہ پایہ کھودا گیا تو اسطوانہ توبہ اور اسطوانہ
سریر کے مابین سر مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاذی
پانی جاری ہوا جسکا ذائقہ بہت لطیف تھا اور بو نہایت پاکیزہ اہل مدینہ اوسکو تبرک
کے طرح لئے جاتے تھے اور تھوڑا پانی حضور سلطانی مین بھی روانہ کیا گیا۔ پھر اوس مقام
مین پانی کے لئے لوگون کا ہجوم ہونے لگا تو بپاس ادب وہ پایہ جلد بھر دیا گیا جس
سے پانی کا چشمہ بند ہو گیا۔ بعض لوگ اوس چشمہ کی نکلی ہوی مٹی کو بھی تبرک جانکر

اپنے اپنے گھرون کو لیگئے اور اثاث البیت کی طرح اوسکی حفاظت کرتے رہے
راقم سطور اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتا ہے کہ اوسکو بھی اس مبارک مٹی سے اوسکے ایک
رضیعہ ہمشیر نے ایک حصہ دیا۔ اسوقت بھی اگرچہ پچاس برس سے زیادہ مدت منقضی ہوگئی
اس مبارک مٹی مین خوشبو ہے اور اوسکا ذائقہ لطیف۔

ختم بناء مسجد کے بعد متولی عمارت اسعد افندی نے جشن مولد شریف اور
ختم بنا کا ولیمہ کیا اور یہہ ولیمہ وادی عقیق کے اوس پہاڑ کے دامن مین کیا گیا جہان سے
مسجد کے لئے پتھر تراشے گئے تھے۔ اس دعوت مین امراء مدینہ اعیان مدینہ اور فقراء و
مساکین مدینہ سب مدعو تھے۔ اس پہاڑ کے بائین جانب ایک پتھر نصب کیا گیا ہے

جسپر یہہ الفاظ کھدے ہوے ہین اخذ من ھٰذا الجبل احجار الحرم الشریف
ترجمہ۔ حرم شریف کے پتھر اسی پہاڑ سے لئے گئے ہین۔

پھر آستانہ علیہ سے خوشنویس عبداللہ افندی مدینہ کو آئے اور اکثر قرآنی
سورے اور آیات دیوارون پر اور کلاون کے قبون کے اندر رقم کئے۔ اب جتنے تحریرین
نظر آتی ہین سب اسی خوش قسمت خوشنویس کے ہاتھ کی کاریگری ہے۔ یہہ ساری
تحریرین سال مین ختم ہوئی تعمیر مسجد کا کام ۱۲۷۷ھ ہجری اواخر ذی حجہ مین اسعد افندی کے زمانہ
مین انصرام کو پہنچا۔ گویا چودہ برس کی مدت مین پوری مسجد از سر نو بنائی گئی۔

مسجد شریف کی تیاری کے اخراجات کا دفتر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ صرف ملازمون کی معاش اور کاریگرون کی اجرت مین ایک لاکھ چالیس ہزار کیس

خرچ ہوے اور ہر کیس کے پانچ طلائی مجیدی ہوتے ہین اور ہر طلائی مجیدی کے
ایک سو تیس قرش ہوتے ہین از روی حساب یہہ رقم تخمینا چالیس لاکہہ روپیہ سکہ
رائج الوقت سرکار انگریزی کے مساوی ہوتی ہے۔ اور جو رقم کہ خریدی سامان و آلات
مین صرف ہوی وہ اسکے علاوہ ہی۔

مسجد نبوی کے محرابونکا بیان

اسوقت مسجد نبوی مین چھے محراب ہین۔

محراب نبوی جہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تھے
اوسپر ہذا محراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکہا ہے اس
کے ہر دو بازو سے مطلا کثیرہ مین کمان نمار استے بنائے ہوے ہین۔ مشرقی کمان پر جبکہ
دیکہنے والے کا منھہ قبلہ طرف ہو ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض
الجنۃ اور اوسکی پیٹھہ پر یعنے جب دیکہنے والے کا منھہ جانب شام ہو من زار قبری
وجبت لہ شفاعتی صدق رسول اللہ لکہا ہے اور مغربی کمان پر جانب
داخل ان الایمان لیا زر الی المدینۃ کما تا زر الحیۃ الی جحرھا اور جانب
خارج من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی لکہا ہے۔ حضرت
سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات کے مبارک زمانہ
مین اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے عہد برکت مہد مین محراب صورت حالیہ
کے موافق مجوف (خلودار) ہوتی نتھی۔ اس صورت مجوفہ پہ جسنے محراب بنائی

وہ عمر بن عبد العزیز تھے جسنے ولید بن عبد الملک کے حکم سے عمارت مسجد کی نظارت کی اور وہ مقام خاص جہان حضرت سرور انام علیہ افضل الصلوۃ والسلام نماز پڑہتے تھے محراب نبوی مین کہڑے ہونے والے کے دہنے بازو واقع ہی اوسکو مصلای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین۔ اور اوسپر ھذا مصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکہا ہے

دوسری محراب **محراب عثمانی** ہے یہہ وہ مقام ہے جہان حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت مین توسیع مسجد کے بعد مسلمانون کے ساتہہ نماز پڑہا کرتے تھے اور یہہ محراب بنای عثمانی سے دیوار قبلہ مین محراب نبوی کے مقابل تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دشمنون کے خوف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصلے پر اینٹ کا ایک مقصورہ بنایا اوسمین جہروکے تھے جس سے جماعت امام کو دیکہہ سکتی تھی۔ پہر مروان بن الحکم نے اپنے مصلے پر پتہر کا مقصورہ بنایا جبکہ یمانی نے اوسکو نیزہ مارا۔ اس محراب کو بھی عمر بن عبد العزیز متولی عمارت مسجد نے مجوف بنایا۔ مسجد نبوی کو جو اول مرتبہ آگ لگی اوسمین مقصورہ عثمانی جلگیا اور محراب وسیع کیگئی۔ اور حریق ثانی یعنے دوسرے دفعہ کی آگ لگنے کے بعد جو ترمیم ہوی اوسمین محراب عثمانی مقابلہ محراب نبوی سے کسیقدر ہٹادی گئی اور طول مین دراز کیگئی۔ محراب عثمانی سے مقصود وہ جای ہے جہان کہڑے ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصلیون کے ساتہہ امامت کرتے تھے اوسکو بھی مصلای عثمانی کہنا بجا ہے۔ جیسے محراب نبوی کے بازو مصلاے

بنی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

تیسری محراب محراب حنفی یا محراب سلیمانی ہے۔ یہہ محراب منبر شریف کے سمت غربی مین تیسرے ستون کے پاس ہے اوسکا بانی طوغان تھا۔ اوسکی بنا ۸۶۱ھ ہجری مین ہوی۔ اس محراب کے ہردو بازو بھی مطلا کثیرہ مین کمان نما راستے بنائے ہوے ہین۔ شرقی راہ پر جبکہ ناظر کا رخ جانب قبلہ ہو لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ اور اوسکے پٹھہ پر شفاعتی یوم القیمۃ حق فمن لم یومن بہا لم یکن من اہلہا اور غربی کمان کے جانب داخل جبکہ ناظر کا رخ سمت قبلہ ہو محمد رسول اللہ الصادق الوعد الامین اور اوسکی پٹھہ پر شفاعتی لاہل الکبائر من امتی لکہا ہے۔ سمہودی اپنی کتاب وفاء الوفا مین لکہتے ہین کہ مسجد نبوی مین ہمیشہ ایک امام کے ساتہہ نماز پڑہی جاتی تھی اور امام محراب نبوی مین کہڑا ہوتا تھا لیکن موسم حج و زیارت مین جبکہ جماعت کی کثرت ہوتی تھی امام محراب عثمانی مین کھڑا ہوتا تھا یہان تک کہ دولت اشرف اینال مین طوغان نے محراب حنفی کی بنا مین کوشش کی۔ مدینہ والون نے اوسکو منع کیا اور جمال الدین یوسف ناظر الخواص الشریفہ دولت مصریہ نے مدینہ والون کی تائید کی تو طوغان کی چل نسکی اور جب جمال الدین مذکور کا انتقال ہوچکا تو طوغان نے اپنی تجویز کی تحریک ازسرنو کی اور اوسمین سعی بلیغ سے کام لیا آخر ۸۶۰ھ ہجری مین اوسکی اجازت ملی۔ اوسکے بعد ہمیشہ پنجوقتہ نماز محراب نبوی مین شافعی امام پڑہاتا تھا اور اوسکے ختم ہوتے ہی حنفی امام محراب سلیمانی مین پڑہاتا تھا۔ مگر تراویح کہ ہردو

امام وقت واحد مین نماز پڑہاتے تھے۔ انتہی قول سمہودی۔ جعفر سید برزنجی کہتے ہین کہ سنہ ۱۲۱۹ ہجری تک اسی طرح عملدرآمد تھا۔ لیکن سلطان محمود خان مرحوم کے عہد مین جب محمد علی پاشا والی مصر زیارت شریف کو آیا تو امامت احناف کو مقدم کیا الا نماز صبح جسکو شافعی اول وقت پڑہتے ہین اور محراب نبوی مین باری باری سے ایک شبانہ روز حنفی امام اور ایک شبانہ روز شافعی امام نماز پڑہانے لگے۔ مگر موسم مین احناف محراب عثمانی مین نماز پڑہاتے ہین اور اونکے سلام کے بعد شافعی محراب نبوی مین۔ غیر موسم مین صبح کی نماز پہلے شافعی امام اپنی باری کے موافق محراب نبوی مین یا محراب سلیمانی مین اور اُس کے بعد مالکی محراب عثمانی مین اور اوسکے بعد حنفی اپنی باری کے موافق محراب نبوی مین یا محراب سلیمانی مین پڑہاتے ہین۔ اسوقت بھی یہی عادت جاری ہے جسکو محرر سطور نے مشاہدہ کیا۔ اس انتظام سے جن روزون احناف کی باری محراب سلیمانی مین نماز پڑہنے کی ہوتی ہے مصلیون سے ایک فضیلت فوت ہوجاتی ہے کہ اگر وہ پہلی جماعت کا خیال رکہکر حنفی جماعت کے ساتہہ نماز پڑہ لین تو محراب نبوی چھوٹ جاتا ہے اور اگر محراب نبوی کی جماعت اختیار کرلین تو پہلی جماعت کا ثواب فوت ہوجاتا ہے طوغان نے اہل مدینہ کے خلاف پہلے بنای محراب سے سنگ تفرقہ ڈالا اور پھر محمد علی پاشا اس فضیلت کے فوت ہونیکا باعث ہوا۔

سلطان سلیمان بن سلطان سلیم نے محراب حنفی کو از سر نو سنگ رخام سیہ و سفید سے محراب نبوی کی شبیہ بنایا اسی لئے اوسکو محراب سلیمانی کہتے ہین اور اس تجدید

محراب کی تاریخ ۹۲۶ھ ہجری یا ۹۳۶ھ ہجری ہے۔ محراب مذکور کے عقب مین جو کتبہ ہے کہ اوسکی بنا ۹۳۶ھ مین ہوی یہہ کاتب کی غلطی ہے کیونکہ سلطان سلیمان کی تخت نشینی ۹۲۶ھ مین ہوی جبکہ اوسکی عمر ۲۶ سال تھی اور سلاطین عثمانیہ کا غلبہ مصر پر سلطان سلیم خان کے زمانہ مین ۹۲۲ھ ہجری مین ہوا۔ ابن فرحون کا بیان ہے کہ مدینہ طیبہ مین پہلے صرف دو مذہب تھے مالکی اور شافعی جب شمس[1] الدین عجمی مدینہ کو آیا تو شافعیون کی ایک جماعت کو حنفی فقہ کی تعلیم اور تعلم پر آمادہ کیا اونھون نے اوسکا کہا مان لیا اور اپنے وقت کے امام ہوے اس طریقہ سے حنفی مذہب مدینہ طیبہ مین تقریباً ۹۲۳ھ ہجری سے جاری ہوا۔

مدینہ مین حنفی مذہب ۹۲۳ ہجری سے جاری ہوا

چوتھی محراب **محرابُ التہجّد** ہے اور وہ حجرہ فاطمہ کے پیچھے جانب شمال حجرہ شریف سے خارج ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد اس مقام مین پڑھا کرتے تھے حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رمضان شریف مین قیام لیل مسجد مین فرماتے تھے اور غیر رمضان مین اپنے گھر مین۔ یہہ مقام حجرہ شریف اور مسجد اصلی نبوی دونون سے خارج ہے۔ یہہ محراب باب جبرئیل کے محاذی تھی۔ تجدید بناء مسجد مین کسقدر ہٹائی جاکر اوسکے مقام حالیہ مین بنائی گئی۔ اس محراب مین نماز پڑھنے والے کے بائین ہاتھہ پر باب جبرئیل واقع ہوتا ہے اس محراب پر آیۂ تہجد لکھی ہی جیسے آگے گزرا۔

[1] یہہ شمس الدین غالباً سلطان شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ تھا جو غلامون کے خاندان اولین سے گزرا ہی ۱۲

پانچوین محراب **محراب فاطمہ** ہے رضی اللہ عنہا۔ یہہ محراب داخل مقصورہ مقابل محراب تہجد ستون ملصق بقبر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر بنائی گئی ہے۔ اور اسطوانۂ تہجد اور اسطوانہ قبر فاطمہ کے مابین ہے۔ اور مثل محراب نبوی سنگ رخام سے مجوف بنائی ہوی ہے آجکل اوسپر پردہ پڑا رہتا ہے۔ بغیر پردہ اٹھانے کے نظر نہین آتی۔ اوسکی زمین مثل حوض کے سطح زمین حجرۂ شریف سے کسی قدر پست ہے۔ اوسکے اطراف سفید مرمر بچھا ہوا ہے۔ آجکل لوگ تبرکا اوس محراب مین نماز پڑہنے سے محروم ہین۔ کیونکہ محراب مذکور داخل شباکِ حجرہ ہے۔

چھٹوین محراب **محراب دکۃ الاغوات** ہے جو دکۃ الاغوات کے متصل جہت شام مین واقع ہے آگے اس مقام پر مشائخ حرم نماز پڑہا کرتے تھے اسوقت یہہ مقام رمضان مین تراویح کے لئے مختص ہے۔

تحویل قبلہ کی کیفیت اور محراب سمت بیت المقدس کا مقام

مقام تحویل قبلہ کے متعلق علما کو اختلاف ہے کہ آیا مسجد نبوی مین ہوا یا مسجد قبلتین مین۔ لیکن روایات کی تحقیق سے تحویل قبلہ مسجد قبلتین مین ثابت ہوتا ہے۔ عثمان بن محمد بن اخنس روایت کرتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبلتین مین ظہر کی نماز پڑہی۔ دو رکعتین ہو چکی تھین کہ کعبہ کے جانب پھر جانے کا حکم ہوا۔ آپ عین نماز مین پھر گئے اوسوقت میزاب الرحمہ[۱] آپ کے مقابل تھا

[۱] کعبہ کی جہت شام مین سقف کعبہ سے جو پرنالہ حطیم مین گرتا ہے اوسکو میزاب الرحمہ کہتے ہین اسکے نیچے حجر اسمعیل ہے۱۲

اور ایک دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ دوسری رکعت کے رکوع مین تھے
کہ توجہ الی الکعبہ کا حکم ہوا آپ فی الفور پھر گئے اور آپ کے پیچھے کے صفوف بھی دوڑ
کرتے ہوے کعبہ کے سمت پھر گئے اوس روز سے اس جای کا نام مسجد قبلتین ہوا
ابن رزین کی روایت مین ہے کہ تحویل قبلہ محلہ بنی سلمہ مین مسجد قبلتین مین ظہر کی نماز مین ہوا
اور ایک روایت مین ہے کہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین عصر کی نماز مین ہوا
حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحویل قبلہ کے
بعد بنی سلمہ مین جو اول نماز پڑہی وہ ظہر کی تھی اور مسجد نبوی مین جو پہلی نماز پڑہی وہ عصر کی تھی
غرض کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے
مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد بروایت قتادہ سولہ مہینے اور بروایت ابن عباس
سترہ مہینے بیت المقدس کے طرف نماز پڑہی۔ آپ مدینہ کو ربیع الاول مین تشریف
لائے اور تحویل قبلہ دوسرے سال رجب مین ہوا۔ پس جسنے سترہ مہینے کہا اوسنے
ربیع الاول اور رجب کو جدا جدا دو مہینے محسوب کیا اور سولہ مہینے کہنے والے نے
دونون مہینونکے تھوڑے تھوڑے دن ملا کر ایک مہینا شمار کیا۔

ہجرت کے قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مین
نماز پڑہتے تھے کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان کرتے تھے گویا ہر دو قبلہ[1] آپکے

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جب آپ مسجد الحرام مین نماز پڑہتے تھے رکن حجر آپکے دہنے بازو اور رکن یمانی بائین بازو
ہوتا تھا کیونکہ جبھی کعبۃ اللہ اور بیت المقدس ہر دو روبرو ہوتے ہین ۱۲ مولف

روبرو ہوتے تھے۔ جب مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اللہ جلشانہ کے حکم سے آپ بیت المقدس کے جانب نماز پڑہنے لگے۔ یہودیون نے کہا کہ اگر ہمارا دین حق پر نہوتا تو نماز ہمارے قبلہ کے جانب پڑہی نجاتی۔ پھر آپ کو آرزو ہوی کہ قبلہ کعبہ کے جانب ہوجائے آیۂ کریمہ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ الخ نازل ہوی اور توجہ الی الکعبہ کا حکم ہوا۔ بیوقوف یہودیون نے کہا مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَيْهَا جواب دیا گیا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اور ایک دوسری روایت مین تحویل قبلہ کی کیفیت یون بیان کی گئی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا مجھ کو آرزو ہی کہ میرا رب مجھکو یہودیون کے قبلہ سے پھیر دے جبرئیل علیہ السلام نے کہا مین فرشتہ ہون مجھکو کوئی قدرت نہین آپ اپنے رب سے دعا کیجئے پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان پر گئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے جانب جنگل کی راہ لی آپ یہان دو رکعتین پڑہتے اور وہان دو رکعتین پڑہتے اور دعا فرماتے جاتے تھے کہ کعبہ مسلمانون کا قبلہ ہو اسی کیفیت سے آسمان کے

لہ پوری آیۃ یون ہے قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ ترجمہ۔ تحقیق ہمنے دیکھا تیرے (باربار) منہ پھرانے کو طرف آسمان کے (تحویل قبلہ کی آرزو مین) پھر پھیرتے ہین ہم تجھ کو ہی قبلہ طرف جو تجھ کو منظور ہی۔ پھر (اب) پھیر منہ اپنا طرف مسجد حرام کے اور (ای مسلمانو تم دبہی) جہان رہوا پنے منہو نکو مسجد الحرام کیطرف پھیر دو۔ لہ کس چیز نے ان (مسلمانون) کو اوس قبلہ سے پھیرا جسپر وہ (نماز پڑہتے تھے) لہ ترجمہ کہو کہ مشرق اور مغرب (دہر دو جہت) اللہ کے ٹہرائے ہوی مین جدہر چاہا اپنے بندونکو پھیرا دیا۔

جانب دیکھتے ہوے آپ احد کے کنارے پر پہنچے کہ آیۂ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَاءِ الخ رجب کے مہینے مین زوال آفتاب کے بعد قبل از ظہر نازل ہوی اور یہہ واقعہ جنگ بدر سے دو مہینے پہلے واقع ہوا۔ آپ اپنی مسجد مین قبلہ کا جانب برابر فرمانے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور ہاتھہ سے اشارہ کیا سارے پہاڑ وغیرہ جو مابین کعبہ اور آپ کے حائل تھے زائل ہو گئے۔ کعبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مد نظر ہو گیا اور کوئی شئی حائل نرہی اور جب آپ تعین قبلہ سے فارغ ہو چکے تو جبرئیل علیہ السلام نے پھر اوسی طرح ہاتھہ سے اشارہ کیا سارے پہاڑ مثل سابق حائل ہو گئے۔ اوسوقت آپکا متعینہ قبلہ بالکل میزاب الرحمۃ کے مقابل تھا۔ اگر کوئی شخص اسطوانہ عائشہ کے طرف پیٹھہ کر کے شام کیطرف چلے اور باب جبرئیل کے مقابل کھڑا ہو تو وہ وہی مقام ہے جہان تحویل قبلہ سے پہلے ہمارے سرکار اور آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد مین بیت المقدس کے جانب نماز پڑہا کرتے تھے۔

تحویل قبلہ کے بعد کوئی دس روز حضور نے اسطوانہ عائشہ کے پاس نماز پڑہی ہے

منبر نبوی

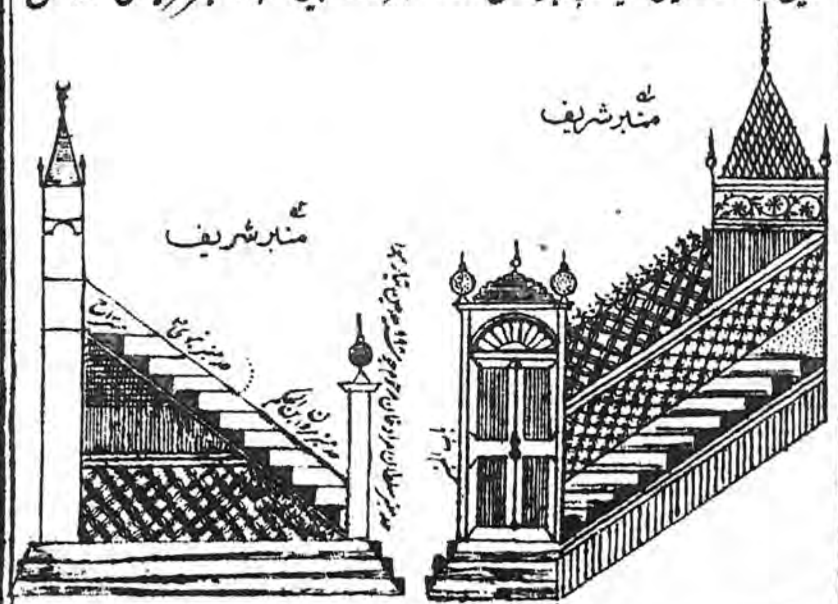
منبر شریف کے متعلق دارمی نے اپنی مسند مین حدیث بریدہ سے یون روایت کی ہی کہ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات جب خطبہ پڑہتے تھے اور قیام طویل ہوتا تھا تو آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ لوگون نے

خرمے کی ایک ڈالی آپ کے پہلو سے زمین کھود کر نصب کی جب آپکا خطبہ دراز
ہوتا تھا تو آپ اوس پر تکیہ فرمایا کرتے تھے اتفاقاً ایک شخص مدینہ کا تازہ وارد کہنے لگا
کہ اگر حضور کو پسند ہو تو مین آپ کے لئے ایک ایسی چیز تیار کر دون کہ آپ چاہین تو اس
پر کھڑے ہو کر وعظ فرمائین اور چاہین تو اوس پر بیٹھ جائین۔ یہہ خبر جب حضور کے سمع
مبارک تک پہنچی اور اوسکی تیاری کا حکم فرمایا پھر تین یا چار زینون کا منبر بنایا گیا۔
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس سے آرام ہوا جب حضور منبر پر تشریف
رکھنے لگے اور خرمے کی ڈالی پر تکیہ کرنا موقوف ہوا تو یہہ ڈالی رونے لگی جیسی اونٹنی روتی
ہے۔ کہتے ہین کہ اس منبر کا بنانے والا باقوم تھا جسنے قریش کے لئے کعبہ بنایا تھا
حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ منبر کا بنانے والا میمون تھا اور بعض اور کچھہ نام بتاتے ہین۔
یہہ منبر لکڑی کا بنایا ہوا تھا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ اول حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مٹی کا بنایا ہوا تھا اور منبر کو تین زینے تھے چوتھے زینے کو
مستراح کہتے تھے اسی لئے بعضون نے اوسکے چار زینے بتائے ہین۔ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے زینے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ ایک زینہ اتر کر دوسرے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
عنہ اور ایک درجہ اتر کر پہلے زینے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی
خلافت کے چھے برس زمین پر قدم چھوڑ کر پہلے زینے پر بیٹھا کرتے تھے اور اوسکے
بعد موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہونے لگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانہ مین منبر کو جامہ یعنے غلاف پہنایا گیا۔ اور ایک روایت سے پہلے جس نے منبر کو غلاف پہنایا وہ معاویہ تھے یہہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین امیر معاویہ سے یہہ کام ہوا ہو پس بلحاظ خلافت اوسکی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرف کی گئی۔ اور بلحاظ صدور فعل امیر معاویہ کے طرف۔ امیر معاویہ کے زمانہ مین مروان نے منبر شریف کو شام کو لیجانے کی غرض سے اوسکے مقام سے اوکھیڑا مدینہ مین اندھیرا ہو گیا آفتاب کو گرہن لگا یہان تک کہ دن کو تارے نظر آنے لگے مروان نے یہہ عذر کیا کہ لوگون کی کثرت سے مین نے اوسکو بلند کرنے کے لئے اوکھیڑا۔ اسی بنا پر مروان نے منبر شریف مین اور چھے زینے بڑہا دئے کہ منبر کو نو زینے ہوے اور خلفا منبر کے ساتوین زینے پر کھڑے ہونے لگے اور وہ قدیم منبر کا پہلا زینہ تھا۔ اوس وقت منبر کے بالائی تین زینے اور مستراح منبر نبوی کے بقیے او نیچے کے چھے زینے مروان کے بنائے ہوے۔

سنہ ۶۵۴ ہجری تک مسجد نبوی مین یہی منبر تھا اور اوس سال جو آگ لگی تو وہ منبر جلگیا۔ بعض مورخون کا بیان ہے کہ مروان کا منبر جو امیر معاویہ کے حکم سے بنایا ہوا تھا پرانا ہو جانے سے خلفائی عباسیہ نے منبر کو از سر نو بنایا اور حریق اول مین منبر عباسیہ جلگیا۔ شیخ الہند عبد الحق دہلوی جذب القلوب مین اس قول کو صحیح بتاتے ہین۔ پھر سنہ ۶۵۶ ہجری مین سلطان مظفر والی یمن نے ایک نیا منبر تیار کروا کر منبر نبوی کی جای رکھوایا۔ پھر الظاہر رکن الدین بیبرس نے ایک منبر تیار کیا

اور والی یمن کے منبر کو نکال اپنا بنایا ہوا منبر وہان قائم کیا۔ پھر ۷۹۷ سنہ ہجری مین الظاہر برقوق نے منبر تیار کیا اور رکن الدین کے منبر کے عوض قائم کیا۔ ۸۲۰ سنہ ہجری مین المؤید الشیخ نے برقوق کے منبر کو نکال کر اپنا منبر قائم کیا۔ ۸۸۶ سنہ مین المؤید کا منبر جلگیا اور مدینہ والون نے چونے اور اینٹ سے ایک منبر بنایا جو ۸۸۸ سنہ ہجری مین ضایع ہوگیا اور سلطان اشرف قاتیبائی نے مرمر سے ایک منبر بناکر نصب کیا ۹۹۸ سنہ ہجری مین سلطان مرادخان بن سلطان سلیم خان نے ایک نہایت خوبصورت اور منقش منبر سنگ مرمر سے تیار کروایا اور اشرف قاتیبائی کے منبر کو مسجد قبا کو روانہ کیا اور اپنا بنایا ہوا منبر اوسکی جاے قائم کیا۔ اس منبر کی تاریخ بنا "منبر اعمر سلطان مراد" ۹۹۸ ہے یہی منبر آج تک مسجد نبوی مین قائم ہے اوسکے بارہ زینے ہین علاوہ مستراح۔ نو زینے داخل دروازہ منبر اور تین خارج دروازہ گویا سطح زمین مسجد سے تین زینے چڑھکر داخل دروازہ منبر ہوتے ہین موجودہ منبر شریف کی صورت اسطرح ہے



یہی منبر اسوقت مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نورافزای مردمک دیدۂ زائرین ہے منبر شریف کے متعلق بہت سے احادیث آئے ہین (۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میرا منبر جنت کی کیاریون سے ایک کیاری پر ہے۔ (۲) ابن جبیر کی روایت مین ہے کہ منبر شریف کا ایک جانب حوض کوثر کے نالے پر واقع ہے۔ منبر شریف کے پاس جھوٹی قسم کھانے والون کے حق مین سخت وعید وارد ہے۔ مدینہ والے اس وقت بھی جب کسی سے سخت حلف لینا چاہتے ہین تو منبر کے پاس حلف لیتے ہین گویا وہ قسم اون کے پاس ہمارے ملک کی قسم جعفری سے بڑھکر ہے۔ سابق مین بیان ہوچکا کہ سب سے پہلے جس نے منبر کو غلاف پہنایا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے یا اون کے حکم سے معاویہ۔ پھر سلطان الصالح بن الناصر محمد والی مصر ہر پانچ یا چھے برس مین ایک بار جدید غلاف روانہ کرنے لگا جو دیباج کا بنایا ہوتا تھا۔ آجکل جو منبر پر غلاف اور اوس کے دروازہ پر پردہ پڑا رہتا ہے وہ ہرے ریشم کا ہے جسکو سلطان عبد العزیز خان مرحوم نے ۱۲۸۳ھ ہجری مین روانہ کیا۔ یہہ پردہ ہر جمعہ کو نماز کے وقت ڈالا جاتا ہے اوسکے بعد مخزن متصل باب جبرئیل مین رکھا جاتا ہی۔

ستونِ حنانہ

منبر شریف کے بیان مین ستون حنانہ کا ذکر بھی خالی از لطف نہین اسلئے لکھا جاتا ہے کہ جب جان عالم و عالمیان سرور جن و آدمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنایا گیا اور حضور اوسپر رونق افروز ہونے لگے تو وہ

خرمے کی شاخ جسپر آپ منبر بنانے سے پہلے وعظ و خطبہ کے وقت تکیہ کرتے تھے آپکی جدائی سے رونے لگی جیسی اونٹنی روتی ہے اور حاضرین اوسکی آواز سنتے تھے یہان تک کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اوسکو تسکین دیکر خاموش کیا اور فرمایا کہ اگر مین اوسکو خاموش نہ کراتا تو قیامت تک یہہ شاخ رویا کرتی۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو دفن کیا۔ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ مین وارد ہے کہ جب حضور نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سنی تو اوسکے پاس تشریف لائے اور دست مبارک کو اوس پر رکہا اور فرمایا کہ اگر تو چاہتی ہے مین تجہکو پہلے جہان تھی وہین نصب کردیتا ہون پھر تو جیسی تھی ویسی ہی ہو جائیگی۔ اور اگر چاہتی ہے کہ مین تجہکو جنت مین لگاؤن اور تو پہولے پہلے جنت کا پانی پیا کرے اور اللہ کے دوست تیرا میوہ کہایا کرین تو مین ویسا ہی کرتا ہون۔ آپنے دو مرتبہ فرمایا کہ مین نے ایسا ہی کیا اور خبر دی کہ اوس شاخ نے جنت مین لگائے جانے کو پسند کیا۔ قاضی عیاض لکھتے ہین کہ ستون حنانہ کے یہہ الفاظ (بل تغرسنی فی الجنۃ فیاکل منی اولیاء اللہ واکون فی مکان لا ابلی فیہا یعنے بلکہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مجہکو جنت مین لگا دینا کہ اللہ کے دوست میرا میوہ کہائین اور مین ایسے مکان مین رہون جسکو سڑنا گلنا نہین) حضور کو اور نزدیک والون کو سنائی دئیے۔ ستون حنانہ کے مدفن کے متعلق اقوال مین اختلاف ہے تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا مدفن مابین مصلای شریف اور کرسی شمع کے ہوا جیسا کہ نقشہ منسلکہ مین بتایا گیا ہے جو چاہے تبرکًا اس جائے

نماز پڑھ سکتا ہے۔

اُستن حنانہ ایک خشک چوب تھی حضور کے فیض صحبت سے انسان کا درجہ پایا جنت الخلد کا رہنا نصیب ہوا۔ کہتے ہین۔

۵

روز محشر اوٹھیگا مثل بشر — محو نظارۂ رخ سرور

نظم

مولوی غلام امام شہید فرماتے ہین۔

چوب کے طالع رسا دیکھو — کیسا رتبہ اوسنے بلا دیکھو
اوسکو دیکھو کہ کیسا ہوا کامل — ہم کو دیکھو کہ کیسے ہین غافل
دل ہمارا نہین ہے پتھر ہی — بلکہ پتھر بھی اوس سے بہتر ہی
آدمی ہم نہین بہائم ہین — کھاتے پیتے ہین اور نائم ہین
پاؤن خود ہی اوٹھا نہین سکتے — خود ہی کہتے ہین آ نہین سکتے
اپنی غفلت ہی اور قصور بھی ہے — پھر زبان پر کلام زور بھی ہے
کہتے ہین زندگی جو پائینگے — اب نہین اگلے سال جائینگے
جی نہین چاہتا نکلنے کو — ورنہ مانع ہے کون چلنے کو
جانے والے چلے ہی جاتے ہین — دہیان مین کب کسیکو لاتے ہین

اس مین شبہ نہین کہ مسلمان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے اور آپ سے دلی عقیدت رکھتے ہین لیکن اگر مسلمانی انسانیت سے ر دلوع پانا منظور ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف عقیدت ہی نہین بلکہ

خالص محبت ضرور ہے اور محبت کا ادنیٰ تقاضا یہہ ہے کہ محبوب کے دیدار سے ہمیشہ کامیاب رہے اگر قسمت سے دیدار محبوب میسر نہو تو اقل درجہ اوسکے آثار اور نشانیوں کو دیکھکر دل کو تسکین دیتا رہے۔ کوشش اس امر کی کرتا رہے کہ اپنا کوئی قول اور فعل اپنے محبوب کے خلاف مرضی نہو خاصکر ایسے وقت کہ بشہادت آیہ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ہمارے سارے اعمال ہمارے محبوب کے دیکھہ بھال کو پیش ہوتے ہین اور وہ نظر کر رہا ہی کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ **رباعی**

یاران ست ہرچہ یار کنند | برمراد خود اختیار کنند

خانۂ عشق در خرابات است | نیکنامی درو چہ کار کنند

اگر یہہ نہین تو دعوی محبت و انسانیت فضول اور بیکار ہی خدا ہمکو اور سارے مسلمانون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع سنت نصیب کرے

اللّٰھمّ ارزقنا محبّۃ نبیّک المصطفی فی الاخرۃ والاولی واحینا علی سنتہ وتوفّنا علی ملّتہ واحشرنا تحت لوائہ واوردنا حوضہ واسقنا من کاسہ واعصمنا من جمیع البلاء والبلواء الخارج من الارض والنازل من السّماء واحفظنا من شر الفاتن وعافنا من جمیع المحن

سلہ ترجمہ۔ اے میرے اللہ مجھ کو تیرے نبی مصطفی کی محبت دنیا اور آخرت مین نصیب کر اونکی سنت پر جلا اونکے مذہب پر ہماری موت کرا ونکے جھنڈے کے نیچے ہمکو محشور کر اونکے حوض پر ہمکو پہنچا۔ اونکے کاسے ہمکو کوثر پلا۔ سارے زمینی اور آسمانی فتنون اور بلاؤن سے ہمکو بچا۔ ہمکو فتنون کے شر سے محفوظ رکھہ ساری محنتون اور مصیبتون سے عافیت دے ۱۲

واصلح لنا ما ظهر منہا وما بطن واغفر لنا ولوالدینا ولمن احسن الینا

ولجمیع المسلمین والمسلمات برحمتك یا ارحم الراحمین وصلی اللہ

علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین واخر دعوانا ان الحمد

للہ رب العلمین

اساطین ماثورہ مسجد نبوی

اول **اسطوانہ مخلقہ** (یعنے میرانا اور قدیم ستون) یہہ ستون مصلای شریف کے قبلہ کے جانب ہے نصف اوسکا ظاہر اور نصف محراب نبوی کی دیوار مین شامل ہے ستون حنانہ بھی اوسی کے روبرو کرسی شمع کی جای نصب تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض اصحاب نفل نماز اسی مقام مین اور فرض نماز صف اول مین پڑہنے کو دوست رکھتے تھے۔ دوسرا **اسطوانہ عائشہ** رضی اللہ عنہا اوسکو **اسطوانہ مہاجرین** اور **اسطوانہ قرعہ** بھی کہتے ہین۔ مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین اوسکے پاس جمع ہوکر بیٹھا کرتے تھے۔ تحویل قبلہ کے بعد حضور نے اوسکے پاس دس روز تک نماز مکتوبہ پڑہائی ہے۔ اوسکے بعد اپنے مصلے کے پاس نماز پڑہنے لگے۔ حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا مین مروی ہے کہ حضرت رسول

ترجمہ۔ ہماری ظاہری اور باطنی اصلاح کر۔ ہمارے گناہ ہمارے والدین کے اور محسنون کے گناہ بخش اور تمام مردون اور عورتون کو بخش۔ اپنی رحمت سے اے رحم کرنے والون مین بڑے رحم کرنے والے۔ اور اللہ کی رحمت بہترین مخلوقات حضرت سیدنا محمد پر انکے آل واصحاب پر ہو اور ہماری اخیر دعا یہہ ہے کہ ساری حمد وستایش اللہ کو سزاوار ہی جو عالم کا پروردگار ہے ۱۲ منہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد مین اس ستون کے روبرو البتہ ایک ایسی جاے ہے کہ اگر لوگون کو معلوم ہو تو قرعہ ڈالکر وہان نماز پڑہا کرینگے (اسی لئے اسکو اسطوانہ قرعہ بھی کہتے ہین) لوگون نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اوس مقام کا پتا پوچھا تو آپ نے نہین بتایا۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جو حضرت صدیقہ کے حقیقی بھانجے تھے آپ سے پوچھا تو آپ نے آہستہ سے کچھہ کہا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اوٹھے اور اسطوانہ عائشہ کے پاس نماز پڑہی جس سے معلوم ہوا کہ وہ مقام جسکی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی وہی اسطوانہ عائشہ ہے۔ اس ستون کے پاس حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم عبداللہ بن زبیر اور عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نماز پڑہا کرتے تھے۔ ابن زبالہ کی روایت مین ہے کہ یہہ مقام اجابت دعا کا ہے۔ یہہ ستون مصلای محراب نبوی کے عقب مین بائین طرف واقع ہے۔ منبر شریف سے تیسرا۔ شباک حجرۂ شریف سے تیسرا۔ اور قبلہ کی جہت سے بھی تیسرا ستون ہے گویا روضۂ مطہرہ کے وسط مین واقع ہی اور اوس پر ھٰذہ اسطوانۃ عائشۃ مرقوم ہے۔

تیسرا اسطوانہ توبہ ہے جو ابو لبابہ کے توبہ سے مشہور ہے۔

ابو لبابہ کے توبہ کا قصہ اسطرح ہے کہ غزوۂ تبوک پر جانے سے رُک جانے سے یا بنی قریظہ کو کسی راز کی اطلاع دینے پر حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ پشیمان ہوکر اپنے ہاتھون کو اوس ستون سے جو پہلے اس مقام پر تھا باندہ رکھا تھا کوئی کام

کرتے تھے دس دن اسی طرح گذرے یہان تک کہ اونکی سماعت اور بصارت
مین فرق آنے لگا نماز اور حاجت کے وقت اونکی لڑکی ہاتھہ کھولدیتی تھی اور بعد فراغت
پھر باندہ دیتی تھی۔ اور ابو الیابہ رضی اللہ عنہ قسم کھا چکے تھے کہ جب تک حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کو معاف فرماکر ہاتہہ نکھولین وہ اپنی ذات سے نکھولینگے
حضور کو یہہ خبر پہنچی فرمایا اگر ابو لبابہ مجہ سے آکر کہتا تو مین اوسکے لئے مغفرت چاہتا
لیکن اب جو وہ قسم کھا بیٹھا ہے مین اوسکو کہول نہین سکتا جب تک خدا اوسکی توبہ قبول
نہ کرے پھر صبح کے وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین جب اونکے قبول توبہ کی
آیت اتری تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ہاتہہ کھولدئیے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پاس

نوافل پڑہا کرتے تھے اور نماز صبح کے بعد اوسکو تکیہ لگا کر قبلہ کے جانب متکف بیٹھا
کرتے تھے ابن زبالہ کا بیان ہے کہ ضعفا ومساکین اصحاب اصحاب صفہ اور مہانان
نو وارد سب صبح کو اوس ستون کے پاس حلقہ باندہے بیٹھے رہتے تھے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز اوسطرف تشریف لاتے اور فقیرون کے
درمیان جلوس فرماتے اور شب کو جو کچہہ قرآن سے نازل ہوا ہوتا سناتے تھے او
تعلیم دین فرمایا کرتے تھے۔ ابن ماجہ کی روایت مین ہے کہ جب حضور معتکف ہوتے
تھے تو آپ کا فراش یا چار پائی اسطوانہ توبہ کے پیچھے ڈالے جاتے تھے اور یہہ
ستون منبر سے چوتھا اور حجرۂ شریف سے دوسرا ستون ہے اور بلا فصل اسطوانہ

عائشہ کے مشرق طرف ہی۔

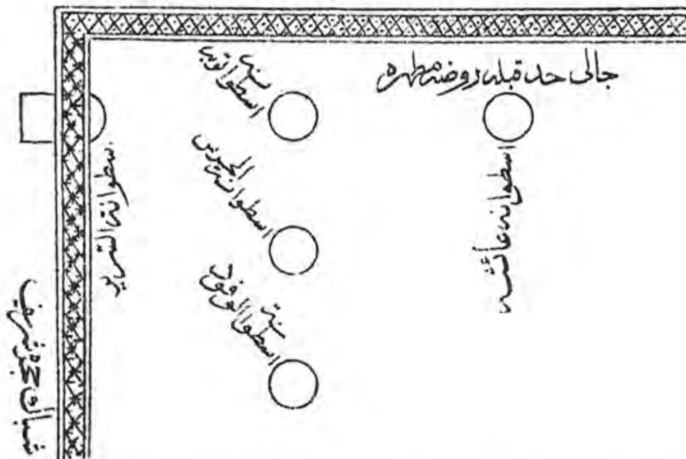
چوتھا اسطوانۃ السریر ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چارپائی اوسکے پاس رکھی جاتی تھی اسلیئے اوسکو اسطوانۃ السریر کہتے ہین یہہ ستون قبر شریف سے فرق مبارک کے محاذی ہے حضور کی چارپائی پہلے اسطوانۃ توبہ کے نزدیک رکھی جاتی تھی اور پھر جب مسجد کی توسیع ہوی تو اسطوانۃ سریر کے پاس رکھی جانے لگی۔ یہہ ستون جالی مبارک سے ملصق ہے۔ ستون عائشہ ستون توبہ اور ستون سریر ایک صف مین واقع ہین اون مین کوئی فاصل نہین۔ اصل اسطوانۃ السریر کا اکثر حصہ داخل شباک مبارک ہے۔ سلطان اشرف قایتبائی کے زمانہ مین حجرہ شریف کے بڑے قبہ کے لئے جسکو قبۃ الخضرا کہتے ہین ایک نصف ستون اسطوانۃ السریر سے لگا ہوا تیار ہوا۔ اب خارج شباک مبارک یہی نصف ستون نمایان ہی اور کمال اتصال کی وجہ اسی پر ھٰذہ اسطوانۃ السریر لکھا ہے۔

پانچوان اسطوانۃ الحرس ہے اسکو اسطوانۃ المحرس اور اسطوانۂ علیؓ بھی کہتے ہین کیونکہ حضرت علی اوسکو تکیہ لگائے ہوے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حراست فرماتے تھے۔ یہہ ستون اسطوانۂ توبہ کے عقب مین جانب شمال واقع ہے۔

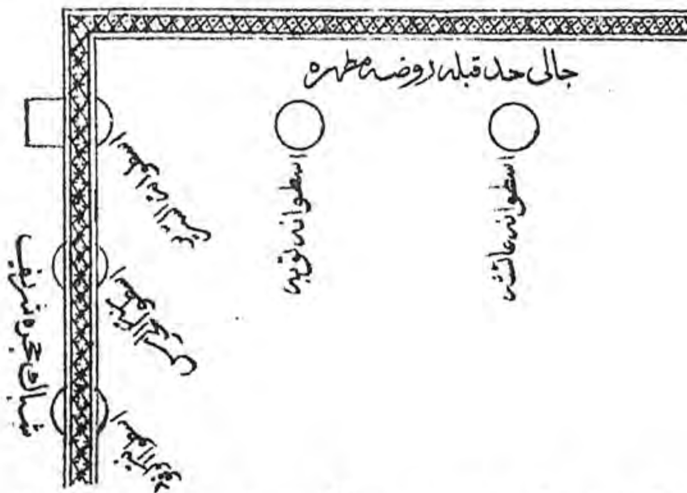
چھٹوان اسطوانۃ الوفود ہے قبائل عرب جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو حضور اونکے لئے اس ستون کے پاس تشریف

رکھا کرتے تھے۔ یہہ ستون اسطوانۃ الحرس کے عقب مین شمال طرف ہی۔

تنبیہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکور ستونون کا انتظام حسب ذیل ہی۔



لیکن اسوقت مسجد نبوی مین جو کتبے ستونون پر ہین اور جسکو محرر سطور نے مشاہدہ کیا اور اسی کے مطابق نقشہ منسلکہ مرتب کیا وہ حسب ذیل ہین۔



سید برزنجی نزہۃ الناظرین مین فرماتے ہین کہ اسوقت جو مسجد مین لکھا ہی وہ کاتب

کی غلطی ہے اور فی الواقع وہی صحیح ہی جو پہلے مذکور ہوا۔

ساتوان اسطوانہ مربع قابر ہی جو مربع قبر شریف سے ملصق ہے اوس کو مقام جبرئیل کہتے ہین یہہ ستون داخل حجرۂ شریف ہے اسی ستون کے پاس سے دیوار مربع قبور شریف غربی جہت سے شمالی جہت طرف پھرتی ہے در اصل وہ غربی شمالی زاویہ مربع قبور شریف ہے۔ اوسکے اور اسطوانۃ الوفود کے مابین ایک ستون داخل حجرۂ شریف ملصق بشباک ہی۔ اسی ستون کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ تھا اور حضور اوس دروازہ پر تشریف لاکر دروازے کے دونون بازو پکڑکر فرمایا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔ ترجمہ۔ سلامتی ہو تمپر ای اہل بیت اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے ای اہل بیت کہ تمسے پلیدی کو دور کرے اور تمکو پاک کرے پورا پاک کرنا۔ اسی لئے ابن عساکر کی روایت مین اسطوانۃ الوفود کے متعلق لکہا ہے کہ وہ گنتی مین اسطوانہ جبرئیل سے تیسرا ستون ہے۔ اسوقت حجرۂ شریف کے اطراف جالیون پر قفل لگا ہوا ہے اسلئے لوگ اصل اسطوانۃ السریر۔ مقام جبرئیل اور محراب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تبرکا نماز پڑہنے سے محروم ہوگئے۔

آٹھوان اسطوانۃ التہجد ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ شب مین ایک حصیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے پیچھے بچھاتے تھے اور اوسپر تہجد پڑہا کرتے تھے لوگون نے جب یہہ دیکھا تو سب جمع ہونے

لگے آپ نے وہان سے حصیر کو اوٹھوا دیا اور مکان مین داخل ہوگئے اور فرمایا مین ڈرتا ہون کہ کہین تہجد تمپر فرض ہوجاوے اور پھر تم اوسکی طاقت نرکھو۔

یہہ آٹھہ ستون وہ ہین جنکے فضائل مین اہل تاریخ نے کچھہ نہ کچھہ لکھا ہے والا مسجد شریف کا ہر ایک ستون فضیلت خاص رکھتا ہے اور سب کے سب مبارک اور ہر ایک کے پاس نماز مستحب ہئی کیونکہ حضرت انس رض کی روایت سے کہ لقد ادرکت کبار الصحابۃ یبتدرون السواری عند المغرب یعنے مین نے مغرب کی نماز کے وقت کبار صحابہ کو ستونون کے طرف جلنے مین جلدی کرتے ہوے دیکھا ہی۔ کسی نہ کسی بڑے جلیل القدر صحابی کا مصلّی ہے۔

مسجد شریف مین کل ستون تین سو ستائیس (۳۲۷) ہین۔ نقشہ منسلکہ مین اگر تعداد کی کمی نظر آتی ہے تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ بعض ستون منارون اور دیوارون کے اندر آگئے ہین۔

مسجد نبوی کی قندیلون کا بیان

مسجد شریف مین حجرۂ شریف کے علاوہ روزانہ ہمیشہ چھے سو بتیس ۶۳۲ آویزی قندیلین روشن کیجاتی ہین۔ ان مین روغن زیتون جلایا جاتا ہے۔ فرشی قنادیل و شمع اور فرشی اور آویزی درختون مین موم بتی کی روشنی ہوتی ہے۔ ہر سہ محراب کے دو طرفہ قدآدم سے بلند اور ضخامت مین ایک قدم قطر والے موم بتی جلائے جلتے ہین گویا ہر ایک بتی ایک مستقل ستون ہے۔ بسرج سڑہی پر چڑہکر اوسکو روشن کرتے ہین اور یہہ بتی سال مین

دو بار بدلتے ہین۔ اختلاف احوال اور اوقات مین کبھی زیادہ بھی ہوتے ہین جو قنادیل کہ قبلہ کی جہت مین ہین اون کی زنجیر مین چاندی کی ہین اور باقی برنجی۔ سب سے بڑا بلورین درخت جو روضۂ مطہرہ کے پاس ہے وہ عباس پاشا والی مصر کا بھیجا ہوا ہے اوسکی زنجیر بھی چاندی کی ہے۔ اور چار فرشی درخت بلورین جسکی خمیدہ شاخون مین قنادیل روشن کئے جاتے ہین روضۂ مطہرہ اور اوسکے مغرب طرف ایک صف مین رکھے ہوے ہین یہہ درخت بھی اوسی عباس پاشا کے بھیجے ہوے ہین۔

کہتے ہین کہ سب سے پہلے جس مبارک ذات نے مسجد شریف مین قنادیل لٹکانے کا حکم دیا وہ حضرت عمر تھے۔ جبکہ لوگون نے تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا شروع کی تو آپ نے قنادیل لٹکانے کا حکم دیا۔ تفسیر قرطبی مین ہے کہ جب تمیم داری شام سے قنادیل تیل وغیرہ روشنی کے سامان لئے آئے اور اتفاق سے وہ شب جمعہ تھی اونھون نے ابوالبراز نامی ایک لڑکے کو قنادیل روشن کرنے کا حکم دیا وہ لڑکا بعد غروب آفتاب قنادیل مین تیل پانی اور بتی ڈالکر روشن کر رہا تھا کہ حضور برامد ہوے پوچھا یہہ کسکا کام ہے لوگون نے کہا کہ حضور یہہ تمیم داری کی کارگزاری ہے آپ نے فرمایا اسلام روشن ہوا۔ ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد مین قنادیل کی روشنی کرنا قابل تحسین اور امر مستحب ہے جس سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مرتب ہوی اور آپ نے کلمہ تحسین فرمایا۔ مقصورۂ مبارک

کے اندر داخل شباک شریف ایک سو چھے قندیلین ہین اکتیس قندیلین طلائی یاقوت والماس فاخرہ سے مرصع ہین اور طلائی زنجیرون سے مواجہ شریف مین آویزان ہین باقی قنادیل معمولی ہین۔ اور صندوق قبر شریف فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دہنے اور بائین جانب چاندی کے انڈون کے دستے آویزان ہین۔ دیوار مواجہ شریف پر قیمتی موتیون کے گندہے ہوے چنور آویزان ہین۔

مسجد شریف کے قنادیل کے متعلق امام سبکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام تنزیل السکینہ علی قنادیل المدینہ ہے اور اوسمین اوسکے صحت اور جواز کے قائل ہین ۱۲۷۰ھ ہجری کے اوائل مین سلطان عبد المجید خان مرحوم کے پاس سے حجرہ کے لئے دو شمعدان آئے جنکی بلندی قد آدم ہے۔ یہہ شمعدان طلای خالص کے ہین اور اسمین سر سے پاؤن تک الماس کی مرصع کاری ہے اونکی چمک سے دیکھنے والون کی آنکھین خیرہ ہوتی ہین۔ کہتے ہین کہ اونکی قیمت فی شمع تقریبًا ایک لاکھہ پچاس ہزار مجیدی اشرفی ہے جو بحساب فی مجیدی چودہ روپیون کے تقریبًا اکیس لاکھہ روپیہ رائج الوقت سرکار انگریزی کے مساوی ہوتی ہے۔ اسوقت یہہ ہر دو شمع حجرۂ شریف مین قبلہ کے سمت رکھے ہوے ہین ایک فرق مبارک کے محاذی اور دوسرا پای مبارک کے روبرو ہی۔

ان دونون شمعدانون مین ہر روز ضخیم موم بتی جلتی ہے جو لوگ زیارت کو آتے ہین اوسکا ستیال تبرکا لیجاتے ہین اور تجربہ سے یہہ موم پیٹ کے درد کو بہت

مفید ثابت ہوا ہے۔ مدینہ والے اکثر یہی علاج کیا کرتے ہین۔

اس مقام مین اگر یہہ بیان کرون کہ خداوند عالم سرآسمان جاہ کو مغفرت کرے اون کے روانہ کئے ہوے دو طلائی قنادیل بھی داخل حجرۂ شریف ہین تو حق انصاف سے قرین ہے۔

مذکور شمعدانون سے پہلے دو شمعدان طلای خالص کے غیر مرصع سلطان کے پاس سے آئے تھے یہہ دونون شمعدان دکۃ الاغوات کے بازو والے مخزن مین رکھے ہوے ہین۔ اور ہر روز مغرب کے وقت شیخ الحرم وغیرہ تبرکا ان شمعدانون کو لئے ہوے مقصورۂ شریف مین داخل ہوکر روشن کرتے ہین اور نماز صبح تک یہہ شمعدان وہین روشن رہتے ہین۔ غروب آفتاب سے کچھہ پہلے مسجد کے قنادیل روشن کئے جاتے ہین اور اوسی وقت شیخ الحرم۔ نائب شیخ الحرم۔ مدیر خزینۃ الحرم۔ قاضی مدینہ اور اغوات سے بوابان حجرۂ شریف سفید لباس مین کمربستہ داخل مقصورۂ شریف ہوتے ہین اور مقام متبرک کو روشن اور عطر و گلاب سے معطر کرتے ہین۔ لوبان اور اگر جلاتے ہین۔ اون لوگون کے سوا اور بھی لوگ جو مقدس سمجھے جاتے ہین یا وہ لوگ جو اس امر کی تمنا کرتے ہین سفید لباس مین کمربستہ موم بتی لئے ہوے داخل مقصورۂ شریف ہوتے ہین بشرطیکہ پہلے سے اوسکا تقرر ہوا ہو۔ اور اس کام کے لئے متمنی لوگ بوابونکو کچھہ نذر دیا کرتے ہین۔

پردۂ حجرۂ مبارک کے اندر اطفال نومولود کی داخلی

ہر پنجشنبہ اور دوشنبہ کو بعد نماز مغرب مدینہ کے نومولود لڑکے داخل حجرۂ شریف کئے جاتے ہین۔ ان نومولودون کو اون کی مائین مکلف لباس مین پھولون سے آراستہ لاتی ہین۔ اون بچون کے پیٹ پر ایک روٹی بندہی ہوی ہوتی ہے بعد داخلی وہ بچے اون کی ماؤن کو واپس دئیے جاتے ہین اور لوگ اون سے پھول اور روٹی کے ٹکڑے بطریق تبرک لیتے ہین۔

یہان ایک امر قابل لحاظ ہے کہ یہہ نومولود اپنے غسل کے وقت سے جو غالباً عصر کے وقت ہوتا ہے دوسری صبح تک ایک مستی کے عالم مین رہتے ہین اونکی پیشانی چمکتی رہتی ہے نہ دودہ پیتے ہین اور نہ روتے اور نہ بول و براز کرتے ہین۔ ان نومولودون کو صاحب نوبت خوجہ یعنی بواب روضہ مواجہہ شریف مین پردۂ مربع قبور شریف کے اندر کچھ دقیقے رکھہ چھوڑتا ہے۔ پھر باہر لاکر وارثون کے تحویل کرتا ہے۔

کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ان نومولودون کے منہہ پر پھرتا ہے۔ ان بچون پر زائرین کا ایسا ہجوم ہوتا ہے کہ اگر اُن کے وارثون کے طرف سے اچھی خبر گیری نکی جائے تو بچون کے اضمحلال اور ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

کوکب دُرّی کا بیان

مربع قبور شریف کی دیوار جانب قبلہ مین روی مبارک کے محاذی کوکب دری نام والا

ایک بے بہا الماس جمایا ہوا ہے جو کبوتر کے انڈے سے کچھ کم ہے اور اوسکا قطر ایک انچہ سے دیڑہ انچہ تک ہی شکل قریب بیضوی کے ہے۔ اوسکے اطراف چھو الماس انگریزی دوانی سکہ کے برابر ہین۔ یہہ سب الماس نہایت صاف شفاف اور بے عیب ہین پردۂ حجرۂ شریف مین مقابل ان الماسون کے اسقدر پردہ کترو یا گیا ہے جس سے وہ الماس صاف نظر آتے ہین۔ علامت مواجۂ شریف کے لئیے یہہ الماس نصب کئے گئے ہین۔ کوکب دری اور اوسکے ساتھہ کے الماس اگرچہ بہت درخشندہ ہین مگر مواجہ آفتاب رسالت مین اونکی کوئی رونق نظر نہین آتی۔

باب التوبہ کے روزن سمت غربی سے جو جالی مبارک مین ہی کوکب دری صاف نظر آتا ہے۔ کوکب دری کو جسنے تحفۃً روانہ کیا وہ سلطان احمد خان مرحوم بن سلطان محمد خان مرحوم تھا۔

ضمناً عبرت کے لئیے یہان اون بدبختون کا ذکر کیا جاتا ہے جنھون نے مسجد نبوی اور حجرۂ شریف کی ہتک پر کمر باندہی اور خداوند عالم نے اونھین تاراج اور ہلاک کیا۔

اون اشقیا کا ذکر جنھون نے مسجد نبوی اور حجرہ شریف سے بے ادبی کی اور اپنا کیا پایا

(۱) جماز بن ھبۃ بن جماز بن منصور حسینی امیر مدینہ تھا ۱۱۳۶ھ ہجری مین جبکہ ثابت بن نعفیر کی تولیت کا حکم آیا تو جماز نے سرکشی کی مفسدون کو جمع کیا

مدینہ والون کے گھر لوٹ لئے اور داخل مسجد ہوکر قبہ صحن مسجد کے دروازے کو توڑا اور سارا سامان مثل طلائی اور نقروی قنادیل کے لوٹ لیگیا۔ پھر حجرۂ شریف کا قصد کرکے سیڑہی منگوائی اور حجرۂ شریف کا غلاف آتارنا اور اطراف کے قنادیل کو بھی لوٹ لینا چاہا مگر اللہ نے اوسکو روک دیا اور وہ گھبرایا ہوا نکلا اور جو کچھ مسجد سے لوٹ لایا تھا اسکو کہین دفن کردیا پھر وہ اور جس جسکو مقام دفن سے اطلاع تھی مارے گئے اور اوس کا مقام کسی کو معلوم نہوا۔

(۲) امیر عزیز بن هیاذع بن هبة الحسینی الحجازی تھا جس نے ۷۴۲ھ ہجری مین قبہ صحن مسجد کے ایک جانب کا سامان بزعم قرض لیا اوسکو قاہرہ کو لیگئے جہان وہ حالت قید مین قید حیات سے آزاد ہوا۔

(۳) برغوث بن بتیر بن جریس الحسینی
(۴) دبوس بن سعد الحسینی الطفیلی

} ہے دونون ۷۶۰ھ ہجری مین ستائیسوین شب ذی الحجہ کو مخفی طور سے سقف مسجد مین داخل ہوے (اوس زمانہ مین مسجد کے دو سقف تھے ایک دوسرے کے اوپر اور ماببین اونکے لوگ چل سکتے تھے) اور حجرۂ شریف کے محاذی ہوکر بہت کچھ قسم قنادیل وغیرہ سے لوٹ لیا اور کسی کو خبر نہوی جب یہہ دونون کمبخت وہان سے نکلے راستہ مین گرفتار ہوگئے۔ امیر مدینہ نے اونکو قتل کیا اور سولی پر چڑہایا ان کم بختون سے تھوڑا مال ملگیا۔ برغوث کا بیان ہے کہ جسوقت مین لوٹ لیکر بھاگ رہا تھا اور مدینہ کے باہر جاتا کوئی میرے آڑے ہوتا تھا او

ف۱ اسوقت صحن مسجد مین ایک قبہ تھا جسمین مسجد کا سامان رکھا جاتا تھا ۱۲ منہ

مدینہ کے طرف جاتا تھا تو راستہ صاف ملتا تھا گویا کوئی مجھکو ہانک کر مدینہ کے طرف لا رہا تھا

(۵) امیر مدینہ حسن بن زبیر المنصوری۔ یہہ شخص ایک مسلح جماعت کے ساتھہ ۶ ربیع الاول ۱۱۰۹ ہجری کو ظہر کے وقت مسجد شریف مین داخل ہوا اور خزانہ دار حرم سے قبہ صحن شریف کی کنجیان طلب کین اوسنے انکار کیا پھر اوسکو سخت مارا اور قبہ کا دروازہ توڑ کر جو کچھہ سامان اور نقدی سے اوسمین تھا قلعہ کو لیگیا۔

(۶) سعود الوہابی تھا جو ۱۲۲۱ ہجری مین حجاز پر مستولی ہوگیا تھا۔ اوس نے مدینہ کو تاراج کیا حجرۂ شریف مین جو کچھہ نقدی چاندی سونا اور جواہر لآلی قنادیل وحباب سے موجود تھا لوٹ لیا مدینہ والون کو اونکے گھرون سے نکال کر بے خانمان کیا لوگ اہل وعیال کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور جنت البقیع کے سارے قبے جیسے قبہ اہلبیت قبۃ الازواج اور قبۃ البنات منہدم کئے قبۃ الخضرا کو بھی توڑنا چاہا مگر اللہ جل شانہ اوس کا محافظ تھا ظالم کے ہاتھہ سے بچالیا۔ سعود نامسعود اوس پر قادر نہو سکا کئے دن مسجد شریف مین اذان اقامت اور نماز نہین ہوی۔ ایک مدت سعود مدینہ مین رہا اور قنادیل طلائی اور نقروی کو توڑ کر کسیقدر اپنے ساتھیون پر تقسیم کیا اور باقی کے سکے بناکر مدینہ مین جاری کئے۔ یہہ سکے اصلی سکون سے جدا تھے اور ملک حجاز مین رائج تھے پھر سلطان محمود خان کے حکم سے محمد علی پاشا والی مصر ایک فوج قاہرہ لیکر آیا اور بسرکردگی طوسون پاشا بن محمد علی پاشا کے قریۂ خیف واقع شاہراہ مدینہ مین ایک سخت لڑائی ہوی فتح کسیکو ہوی نہین۔ طوسون پاشا اپنی فوج لئے ہوے ینبع البحر کو چلا گیا

اور سعود اپنے بیٹے عبد اللہ کو ایک فوج قاہرہ کے ساتھہ مدینہ مین چھوڑ کر آپ بلاد درعیہ
کو چلا گیا پھر محمد علی باشا ایک لشکر جرار لیکر آیا اور اون بدبختون کا قلع و قمع کیا عبد اللہ
بن سعود اور اوسکی جماعت کو قید کر کے مصر لیگیا۔ پھر وہ استنبول بھیجے گئے اور وہان
تین روز کے بعد قتل کئے گئے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

عمل خندق ۔ ۵۵۷ھ ہجری مین سلطان عادل نور الدین الشہید محمود بن زنگی نور اللہ
مرقدہ کی سلطنت کے زمانہ مین بعض نصرانی سلاطین کو یہہ سوجھی کہ حضور اقدس کے جسد
مبارک کو حجرۂ شریف سے نکال لین اور انھین اونکے شیطان نے اس خیال خام مین
کامیابی کی امید دلائی تھی اس بنا پر اُن ملعونون نے دو نصرانیون کو مغربیون کے لباس
مین روانہ کیا یہہ دونون مدینہ منورہ داخل ہوے اور فقرہ بنایا کہ اندلسی ہین اور حجرۂ
شریف کے قبلہ کے سمت خارج مسجد آل عمر رضی اللہ عنہ کے گھرون کے متصل جسکو
اب دار العشرہ کہتے ہین فروکش ہوے۔ بناوٹ سے صلاح حال مین معروف و مشہور ہوے
اہل مدینہ کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے ہمیشہ زیارت حجرۂ شریف اور زیارت
بقیع کرتے تھے صائم الدہر اور قائم اللیل تھے ان لوگون نے ایک سرنگ ڈالی جسکی
انتہی حجرۂ شریف کے پاس ہوتی تھی ہر روز تھوڑی تھوڑی مٹی نکالا کرتے تھے اور
اپنے منزل کے کسی کنوئے مین ڈالتے تھے اور کبھی گونی مین بھر کر بقیع غرقد کو لیجاتے
اور قبرون کے درمیان ڈالا کرتے تھے اسطریق سے اون پر ایک مدت گذری۔ ایکروز

سلطان شہید مرحوم بعد تہجد خواب مین حضور کی دیدار سعادت آثار سے مشرف ہوا دیکھا کہ فرماتے ہین ای محمود ان دونون کے شر سے تو مجھکو بچالے اور پھر آپ نے ان دونون نصرانیون کے طرف اشارہ کیا یعنے اونکو بتلایا۔ بادشہ اس خواب متوحش سے گھبرا کر اوٹھا وضو کیا نماز پڑہی اور پھر سویا۔ وہی خواب نظر آیا ایساہی تین مرتبہ ہوا۔ تیسرے دفعہ کے بعد بادشہ پھر سویا نہین اور اپنے وزیر معتمد علیہ جمال الدین موصلی کو طلب کیا اور فی الفور شباشب تہیہ سفر کر کے اپنے ساتھہ مال کثیر اور حسب روایت مجدالدین ایکہزار کی فوج لئے ہوے اور ایک روایت سے اپنے خاصگون سے بشمول وزیر مذکور کے بیس آدمی کو لئے ہوے مدینہ طیبہ کے جانب راہی سولہ دن کے سفر مین شہر طیبہ کو پہنچکر روضہ مطہرہ مین نماز پڑہی اور زیارت حجرۂ شریف سے مشرف ہوکر سوچنے لگا کہ کیا کیا جائے وزیر نے پوچھا کہ آیا بادشہ اون شخصون کو اگر روبرو آئین پہچان سکتا ہے کہ بادشہ نے کہا کہ ہان۔ پھر وزیر نے مدینہ والون کو مسجد شریف مین جمع کیا اور کہا کہ سلطان بقصد زیارت آیا ہے اور اوسکے ساتھہ خیرات کے لئے بہت کچھہ مال و متاع ہی تم سب کے سب آو اور بادشہ سے اپنا اپنا نصیب لیتے جاؤ۔ لوگ آنے لگے اور خیرات و صدقات سے مالامال جانے لگے جو کوئی آتا تھا سلطان اوسکو نظر غور سے دیکھتا تھا جب خواب کے دیکھے ہوے شخصون کا پتا نہ لگا تو پوچھا آیا مدینہ والون سے کوئی باقی بھی رہگیا ہے۔ سب نے بعد غور و فکر کے کہا کہ نہین مگر دو مغربی جو کسی سے کچھہ لیتے نہین اور نہایت صالح ہین۔ یہہ سنتے ہی بادشہ کا دل جمع ہوا اور کہا کہ اون کو

فی الفور میرے پاس لاؤ جب وہ لائے گئے تو وہی خبیث صورتین تھین جو خواب مین بتلائی گئین۔ پوچھا تم کون ہو کہا ہم مغربی ہین حج کو آئے تھے بعد زیارت جوار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اقامت اختیار کی پوچھا کیا سچ کہتے ہو انھون نے اپنے قول کو مؤکد کیا۔ پوچھا کہان رہتے ہو کہا حجرہ شریف کے متصل رباط مین پھر بادشہ نے اونکو روک لیا اور خود آپ اونکے گھر کو گیا بہت سا مال دیکھا اور بہت سی کتابین طاقچون مین نظر آئین اوسکے خلاف کوئی چیز نظر نہین آئی اور مدینہ والون نے اونکی بڑی تعریف کی کہ یہہ لوگ پنجوقتہ نماز روضہ مین پڑھتے ہین ہمیشہ روزہ رکھتے ہین روز بقیع اور قبر شریف کی زیارت کرتے ہین ہر شنبہ مسجد قبا کو جایا کرتے ہین۔ مدینہ والون کی حاجت روائی مین کبھی کوتاہی نہین کرتے۔ پھر خود بادشہ مکان کو گھوم کر دیکھنے لگا اور ایک حصیر کو جسپر وہ بیٹھا کرتے تھے اوٹھا کر دیکھا ایک تختی بچھی ہوی نظر آئی اوس تختی کو اوٹھایا تو ایک سرنگ نظر آئی کہ مسجد کی دیوار قبلہ کے نیچے سے حجرہ شریف کے قریب تک پہنچ رہی تھی لوگون نے جب یہہ دیکھا تو گھبرائے۔ پھر سلطان نے ان ملعونون سے حقیقت حال دریافت کی ایک بڑے زجر و توبیخ اور زد و کوب کے بعد اعتراف کیا کہ وہ نصرانی تھے جنکو نصرانی بادشاہون نے انتقال جسد شریف کے لئے روانہ کیا تھا اور اوسپر بہت سی دولت و مال کا وعدہ کیا گیا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ جب سرنگ حجرہ شریف کے قریب پہنچی تو سارے مدینہ مین زلزلہ پیدا ہوا جس سے پہاڑ حرکت کرنے لگے بجلی پر بجلی گرتی تھی اوسی روز بادشہ بھی صبح

مین داخل مدینہ ہوا۔ اور یہہ لوگ گرفتار ہوگئے۔ جب اونکا حال ظاہر ہوا بادشاہ
زار زار رونے لگا اور حکم کیا کہ شباک شرقی کے نیچے ان دونون ملعونون کی گردن
ماری جائے۔ قریب شام اونکے ناپاک جسم جلائے گئے۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ رباط عجم وہی مقام ہے جہان یہہ دونون
نصرانی فروکش تھے۔ یہہ غلط ہے رباط عجم سے حجرۂ شریف مین بعد مسافت ہی رباط
عجم کو اسلئے رباط عجم کہتے ہین کہ اوسکا بانی جمال الدین اصفہانی تھا اور اس وقت
اوسکی اور اوسکے دوست اسد الدین شیرکوہ کی قبور اسی رباط عجم مین ہین۔

غرضکہ بعد احراق اجسام ملاعین بادشہ نور الدین نے حکم کیا کہ حجرۂ شریف کے
اطراف ایک پنیا سوت (یعنے پانی کے سطح تک) عمیق خندق کھود دی جائے اور اوس
خندق مین سیسا پگلا کر بھر دیا جاے جسکی فی الفور تعمیل ہوی اور زمین کے اندر اطراف حجرۂ
شریف سیسے کی ایک ضخیم دیوار قایم ہوگئی۔

امراء عبیدیہ مصر کا خبط۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد مین لکھا ہے
کہ بعض زندیقون نے امراء عبیدیہ مصر کو ورغلایا کہ اگر حضور شریف کا مبارک جسد
اور شیخین کے اجساد مدینہ سے مصر کو لاکر دفن کئے جائین تو ملک مصر اور مصر والونکی
برکت کا سبب ہوی۔ چونکہ اوس زمانہ مین حرمین شریفین کی ولایت والیان مصر سے
متعلق تھی بادشاہ مصر نے ایک عمارت عالی مصر مین اس خیال محال سے بنائی کہ اجسام
مقدس کو اوس مین دفن کرے اور اوس عمارت پر ایک بلند حظیرہ بھی بنایا اور اپنے

ایک معتمد علیہ امیر کو جسکا نام ابوالفتوح تھا مدینہ کو روانہ کیا کہ اجساد شریف کو لے آئے

جب مدینہ والون کو یہہ خبر پہنچی تو نہایت پریشان ہوے اول ملاقات مین ابوالفتوح

کو مار ڈالنا چاہا۔ ابوالفتوح نے قسم کھائی کہ اگر میرا سر بھی کاٹ لیا جاے مجہ کو پروا نہین

لیکن موضع شریف پر دست درازی مجہ سے نہو سکیگی۔ پھر اوسی شب مین ایک آندہی

چلی اور زلزلہ پیدا ہوا جسمین اونٹ پالان کے ساتھ اور گھوڑے زین کے ساتھ مثل

گیند کے اُڑتے تھے۔ ابوالفتوح کے دل مین اس تہدید غیبی سے بڑا خوف پیدا ہوا

اور وہ واپس چلا گیا۔

خسف الرفضہ ۔ اور ایک واقعہ غریبہ محب طبری نے ریاض النضرہ مین

بیان کیا ہے کہ حلب کے بعض روافض امیر مدینہ کے پاس آئے اور بہت سے ہدایا او

تحف دیکر ورغلانا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مبارک جسدون کو

حجرۂ شریف سے نکال لینے کی اونکو اجازت دے۔ امیر مدینہ بدمذہب تھا مال دنیا کے

لالچ سے اونکے دام مین آگیا اور بواب حرم شریف کو حکم دیا کہ شب مین جسوقت یہہ حلبی

لوگ آئین حرم کا دروازہ اونپر کھولدے اور اونکے کسی کام کا مزاحم نہو اور ان کو منع نکرے

اس بواب کا نام شمس الدین صواب تھا وہ کہتا ہے کہ بعد نماز عشا جب لوگ اپنے منازل

کو چلے گئے اور حرم کے دروازے حسب عادت بند کر دئے گئے چالیس آدمی کدالی

اور بیلچے لئے ہوے باب السلام پر پہنچے اور دروازے پر مارا مین نے امیر کے

حکم کے مطابق دروازہ کھول دیا اور ایک کونے مین بیٹھے دیکھہ رہا کہ کیا قیامت ہونے

والی ہے اور بے اختیار رو رہا تھا۔ سبحان اللہ کیا دیکھتا ہون کہ یہہ لوگ ہنوز منبر شریف کے محاذی ہوئے نہ تھے کہ ایک ستون کے پاس جو زیادتی بناء عثمان رضی اللہ عنہ سے قریب ہے زمین پھٹ گئی اور یہہ چالیسون آدمی اپنے اسباب کے ساتھ دہس گئے اور اون کے خسف کے آثار اونکے لباس وغیرہ سے سطح زمین پر عبرت کے لئے نمایان تھے۔ طبری نے اس روایت کے راویونکی توثیق کی ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

الحجرة الشّریفة

حجرۂ شریف اصل مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا حجرہ ہے اوسکی بناء مثل مسجد کی بناء کے اینٹ اور لکڑی سے تھی سقف لکڑی اور خرمے کے پتون کی تھی۔ سقف پر کملی کی چاندنی تنی رہتی تھی۔ پھر جب حضور کا وصال ہوا تو اوسی حجرہ مین آپ مدفون ہوئے سقف کی بلندی اتنی تھی کہ کھڑا ہونے والا اوسکو مس کر سکتا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر مکان ایسے ہی تھے۔ دیوارین اینٹ کی ہوتی تھین اور مکان مین ایک حجرہ لکڑی کا بنا ہوا ہوتا تھا۔ جسپر کملی کی چاندنی تنی رہتی تھی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے دو دروازے تھے ایک مغرب کے طرف جو اس وقت موجود ہے اور باب عائشہ کہلاتا ہے۔ دوسرا شام کے طرف حضور کی رحلت کے بعد اصحاب ایک دروازے سے داخل ہوکر صلواۃ وسلام پڑہکر دوسرے دروازے سے نکلتے تھے۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا مکان حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے قبلے طرف تھا دونون کے مابین ایک تنگ راہ تھی جس سے

وہ آپسمین باتین کیا کرتی تھین۔ باب التوبہ کے محاذی جہان زائرین آجکل کھڑے ہوکر سلام پڑہا کرتے ہین وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کا مقام ہے۔ پھر حضرت صدیقہ نے اپنے مکان کے دو حصے کئے ایک مین قبر شریف تھی اور دوسرے مین آپ رہتی تھین اور دونون کے مابین دیوار بھی تھی اور حضرت صدیقہ کبھی کبھی حجرہ قبر شریف مین جایا کرتی تھین۔ پھر جب حضرت عمر وہان دفن ہوے تو جب تک اپنے آپکو چادر سے خوب ڈہانک نہ لیتی تھین حجرہ قبور شریف مین جاتی نہ تھین[1]۔

باقی ازواج مطہرات کے مکان مسجد کو گھیرے ہوے تھے۔ اکثر جہت مشرق مین تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان سے باب النسا تک بلکہ رباط السبیل تک جو عورتون کے لئے ہے اور شمال مین باب النسا سے محل قدیم باب الرحمہ تک جو قبر شریف کے محاذی ہوتا ہے اور قبلے طرف مکان حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے محاذی محراب نبوی تک تعداد مین کل نو مکان تھے اور خلافت ولید مین بناء مسجد کے وقت کل ازواج مطہرات کے مکانات داخل مسجد شریف کر دئیے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مین توسیع مسجد کے وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی مکان کی دیوارین پختہ بنائین اور یہہ مکان بنای ولید بن عبد الملک تک زائرون کو صاف نظر آتا تھا۔ عمر بن عبد العزیز نے ولید کے

---

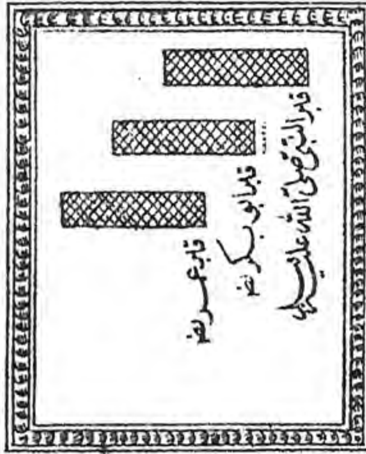
[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقہ کو نامحرم سے پردہ کرنیکا کس قدر خیال تھا یہانتک کہ آپنے نامحرم کے قبر سے بھی پردہ کیا ۱۲

حکم سے اون دیوارون کو منہدم کیا اور اوسکے عوض منقش پتھرون کی دیوارین بنائین اور اوسکے اطراف ایک خطیرہ بنایا اور کسی مین دروازہ نہین رکھا۔

کہتے ہین کہ قبور شریف کے اطراف تین دیوارین ہین ایک دیوار حضور کے اصلی مکان کی۔ دوسری دیوار پتھر کی جسکو عمر بن عبدالعزیز نے بنایا۔ تیسری خطیرہ کی دیوار۔ حجرۂ شریف جیسا اسوقت نظر آتا ہے اوسکے پانچ ضلع ہین لیکن اس خطیرہ کے اندر وہ مربع ہے جسکی ناپ جانب قبلہ ۱۰ ⅔ ذراع۔ جانب شام ۱۱ 5/12 ذراع اور جانب شرق وغرب مین ۵/۸ بتائی جاتی ہے۔ اور بلندی ۱۳ ½ ذراع ہے۔ یہہ پیمائش سید سمہودی کی بتائی ہوی ہے۔ اصل حجرۂ شریف مستطیل تھا اوسپر قبہ بنانے کے لئے عرض مین کسیقدر وسعت کی گئی پھر وہ مربع ہوا اوسی پر اشرف قاتیبائی کا بنایا ہوا قبہ قائم ہے۔

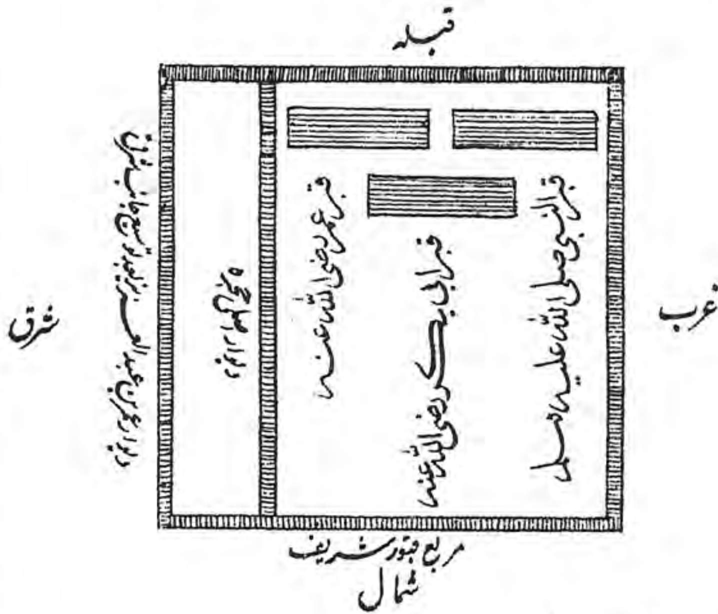
سید سمہودی کہتے ہین کہ حضور کی مرقد مبارک قبلہ کی دیوار سے متصل ہے اور مغربی دیوار سے دو ہاتھہ پیچھے ہے کیونکہ فرق مبارک کی علامت کے لئے دیوار حجرۂ شریف پر جانب قبلہ ایک چاندی کی میخ لگائی گئی تھی جسکے بدل اسوقت کوکب دری ہے اور راس الماس سے دیوار غربی تک پانچ ہاتھہ کا فاصلہ ہے اور اس فاصلہ سے تین دیوارون کی تین ہاتھہ کی ضخامت وضع کرنے سے صرف دو ہاتھہ کا فاصلہ رہتا ہے پس معلوم ہوا کہ فرق مبارک دیوار غربی مکان اصلی سے دو ہاتھہ کے فاصلہ پر ہے۔ امام شافعی سے ایک قول نقل کرتے ہین کہ لحد شریف

دیوار جانب قبلہ کے تحت مین ہے۔ اور قبور شریف بقول مشہور اسطرح ہین کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ تقدس نشانہ کے پیچھے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے شانۂ مبارک سے پیچھے ہے جسکی صورت یون ہے۔



یہہ تینون قبور شریف پہلے مسطح تھے پھر عمر بن عبدالعزیز کے زمانے مین بناءِ مسجد کے وقت جب قبور شریف پر دیوار گری تو قبرین چوٹی دار ہوگئین۔ بخاری شریف مین سفیان ثوری کی روایت سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ ابو داؤد کی روایت بھی تسطیح قبور پر دلالت کرتی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک بھی قبر کو چوٹی دار بنانے سے مسطح بنانا افضل ہے اور مسطح بنانے کا یہہ مفہوم نہین کہ سطح زمین سے برابر کردیا جائے بلکہ مقابل چوٹی دار کے ہے۔ کہتے ہین کہ بناءِ عمر بن عبدالعزیز مین حجرۂ شریف کی دیوار شرقی ضائع ہوگئی تھی جب اوسکی تجدید کے لئے پایہ کھودا گیا تو میت کے قدم نظر آنے لگے

لوگ اسکو قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر گھبرا گئے پھر عروہ نے کہا قسم اللہ کی یہہ حضور کے قدم نہین بلکہ عمر رضی اللہ عنہ کے قدم ہین پھر فی الفور پایہ بھر دیا گیا اور مشرق طرف حجرہ ذرا اساوسیع کر دیا گیا اس بنا پر نظم قبور کو یون بتاتے ہین



لیکن اصح وہی نقشہ ہے جسکو ہمنے پہلے بتایا ہے۔

شیخ الہند عبد الحق دہلوی جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ ۵۵۰ شہ ہجری مین جمال الدین اصفہانی نے حجرۂ شریف کے اطراف ایک جالی صندل کی قائم کی۔

حجرۂ شریف کے غلاف کا بیان

تقریبا ۷۶۰ شہ ہجری مین ابن ابی الہیجا شریف نے کہ سلاطین مصر کے وزرا سے تھا ایک پردہ دیبای سفید سے تیار کروایا اور سرخ ریشم سے اوسپر سورۂ یٰسٓ کا نقش کر کے

حجرۂ شریف پر آویزان کرنے کو روانہ کیا۔ وہ زمانہ خلیفہ مستکفی باللہ کی خلافت کا تھا بارگاہ
خلافت سے اجازت لیکر مذکور پردہ کو حجرہ شریف پر آویزان کیا۔ اوس کے بعد یہہ
عادت رہی کہ مصر کے بادشاہون سے ہر ایک سلطان اپنے جلوس کے ابتدائی
ایام مین حجرۂ شریف کے لئے پردہ روانہ کرنے لگا اوس کے بعد سلاطین روم نے
اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا۔

کسی زمانہ مین والی مصر سلطان الصالح اسمٰعیل بن الناصر محمد بھی بیت المال
مصر سے ایک قریہ خرید کر کے اوسکی آمد سے ہر سال کعبہ کا پردہ اور پانچ یا چھے سال مین
ایک بار حجرۂ شریف اور منبر شریف کا پردہ دیباج سے تیار کروا کر روانہ کرتا تھا۔

ابن النجار کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ ابن ابی الہیجا نے دیبای سفید
کا جو پردہ روانہ کیا اوسکو لال ریشم کا کمر بند تھا اور اسی کمر بند مین سورہ یس رقم تھا
پھر دو برس کے بعد خلیفہ المستضیٔ باللہ نے دیبای بنفشی کا پردہ اسی قسم کا روانہ کیا
پہلا پردہ مشہد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا گیا اور اوسکی جاے یہہ پردہ لٹکایا
گیا۔ پھر خلیفہ الناصر لدین اللہ نے دیبای سیاہ کا پردہ روانہ کیا اوسکو بنفشی پردہ پر ڈالا
پھر خلیفہ کی مان جب حج سے واپس ہوی تو ایسا ہی ایک پردہ روانہ کیا وہ بھی الناصر
لدین اللہ کے پردہ پر ڈالا گیا۔

ابن النجار کہتے ہین کہ ہمارے اس زمانہ مین حجرۂ شریف پر تین پردے ہین انتہیٰ
شریف سمہودی زرین سے روایت کرتے ہین کہ اول وہ جنہونے حجرۂ شریف پر پردہ

ڈالاوہ ۱۷۰ہجری مین خیزران ہارون الرشید کی مان تھی اور اوسکے پردہ کو کمربند تھا پھر ہر چھٹے سال مین ایکبار مصر سے پردہ آنے لگا جو سیاہ ریشم کا سفید ریشمی تحریرون سے مملو ہوتا تھا اور اوسپر روپہلی اور سنہری کام ہوتا تھا۔ اسیطرح التقی الفاسی اور الزین المراغی نے بھی ذکر کیا ہے۔

پھر اوسکے بعد بادشاہان روم نے اس مبارک خدمت کو اپنے ذمے لیا اور ابتک وہی جاری ہے۔ ۱۲۷۰ہجری مین سلطان عبد المجید خان مرحوم کا تیار کرایا ہوا پردہ سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے عہد ریاست مین آیا اوسکے ساتھ اور ایک قطعہ سرخ ریشم کا تھا جسپر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اور شیخین کے مبارک نام منقش تھے اوس کو قبور شریف کے روبرو لٹکایا گیا۔ یہہ سرخ قطعہ محرر سطور غفر اللہ ذنوبہ کے مشاہدہ مین نہین آیا۔

مدینہ والونکی عادت یہہ جاری ہے کہ جب نیا پردہ ڈالاجاتا ہے تو قدیم پردے کی تقسیم ہوتی ہے جیسی غلاف کعبہ کی اور اوس کا حکم بھی غلاف کعبہ کا حکم رکھتا ہے۔

اس وقت جو پردہ کہ حجرۂ شریف پر ہے وہ دیبای سبز کا ہے اوسپر ریشم سفید سے آیات قرآنی کلمہ طیب اور درود شریف وغیرہ منقش ہین یہہ پردہ غالباً سلطان مرحوم عبد المجید خان کا تیار کرایا ہوا ہے۔ مدینہ والون کا بھی یہی بیان ہے کہ کوئی پچاس برس سے زیادہ منقضی ہوچکے آستان خلافت سے جدید پردہ آیا نہین۔

سلطان حال سلطان عبدالحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کو اطفای نار فتنہ و فساد ملکی سے پوری فرصت ملی نہین اور آپ کو ابتک اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع ملا نہین۔

سقفِ حجرۂ شریف

مربع قبور شریف پر جو عمر بن عبدالعزیز کا بنایا ہوا ہے پہلے سطح سقف مسجد سے نصف قد آدم بلند ایک سایہ تھا جو اینٹ کی دیوار پر قایم تھا۔ اوس سقف پر لکڑی کی تختیان میخون سے جمائی ہوی تھین اور پھر اوسپر موم جامہ کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ پھر اوسکے بعد ۶۷۸ھ ہجری مین ملک المنصور قلا ون الصالحی نے حجرۂ شریف کے اطراف کے ستونون پر ایک لطیف قبہ بنایا۔ یہہ قبہ اسفل مین مربع تھا اور اعلی مین مثمن یعنے ہشت پہلو۔ اس قبہ پر لکڑی کی تختیان میخون سے جمائی ہوی تھین اور اوس پر سیس کی تختیان جمائی گئین اور یہہ قبہ سقف اول پر بنایا گیا تھا یہانتک کہ حریق اول مین جلگیا۔

پھر ملک الناصر حسن بن قلاون نے اوس قبہ کی تجدید کی اور ۷۶۵ھ ہجری مین ملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد نے اوس قبہ پر سیس کے تختیون کی تجدید کی پھر دولت الظاہر جقمق مین اوسکا استحکام کیا گیا۔ اور امیر بردبک المعمار نے اپنی عمارت کے ایام مین اوسکی اصلاح کی۔ پھر ۸۸۱ھ ہجری مین ملک اشرف قایتبائی نے بعد حریق ثانی اوس قبہ کو از سر نو بنایا اور مربع قبور شریف کی دیوارون پر قایم کیا اور اوسمین سنگ سفید و سیاہ سے کام لیا۔ اوس قبہ کی بلندی سطح زمین حجرہ سے اوسکے ہلال تک

۱۰ ۱/۲ ہاتھ تھی۔ حظیرۂ ظاہر کے دیوار کی بلندی اس قبہ کے مشاہدہ کی مانع ہے۔

سید سمہودی کہتے ہین کہ اس قبہ پر اور ایک قبہ عظیم بنایا جسکے نئے جدید

ستون قایم کئے گئے اور بعض ستون مسجد کے ستونون کے ساتھہ ملصق بنائے گئے

پھر جب قبہ تمام ہوا اوسمین شق پیدا ہوے اور مرمت سے کوئی فائدہ نہین ہوا۔ آخر

یہہ رای قائم ہوی کہ قبہ کے حصہ بلند کو توڑ دین اور قبہ کو کسیقدر چھوٹا بنائین۔ پھر محرابون

مین لکڑی کی پٹریان بچھاکر کام شروع کیا تاکہ اوپر سے کچھہ گرے تو حجرۂ شریف

پر نہ گرے۔ اس تجدید قبہ مین نہایت ادب سے کام لیا گیا۔ شرقی سمت مسجد سے

سیڑھیان لگائی گئین جس سے اسباب کے لانے اور معمارون اور نجارون کے

عمل سے مسجد کے کسی کام مین خلل پیدا نہو۔ اور یہہ عمارت ۸۹۲ھ ہجری مین

مکمل ہوی انتہٰی۔

پھر سلطان محمود خان بن سلطان عبدالحمید خان مرحوم کے زمانہ مین جب اس

قبہ مین شقوق پیدا ہوے تو حسب فرمان سلطانی نہایت ادب سے اوسکی ترمیم کیگئی

حصۂ بلند کو منہدم کرکے از سر نو بنایا اور اس امر کا پورا لحاظ رکھا گیا کہ ہدم عمارت مین کوئی

شے قبہ صغیرہ پر یا مسجد مین یا حجرہ مین نگرے اور مسجد مین کھڑے ہونے والے

کو یہہ بھی خبر ہوتی نتھی کہ اوپر کیا ہو رہا ہے۔ اس عمارت کے کام مین حصول برکت

وسعادت کی نیت سے اکثر مدینہ والے اور انکی اولاد شریک رہے۔ بعد ختم ترمیم حضور

سلطانی سے مدینہ والون کے لئے جو شریک عمل ترمیم قبہ تھے سلطانی ہدایا آئے اور

علی السویہ ہر ایک آدمی کو دو سو پچاس قرش دئے گئے۔ بعدہ ترمیم ۱۲۳۳ھ ہجری مین ہوی اور سلطان موصوف کے آخری عہد یعنے ۱۲۵۳ھ ہجری مین بحکم سلطانی قبہ شریف کا رنگ ہرا کیا گیا اور اس سے پہلے اوسکا رنگ کبود تھا۔

سید برزنجی کہتے ہین کہ یہہ اول بادشاہ تھا جس نے قبہ کو ہرا رنگوایا اور اسی وقت سے اوسکو قبۃ الخضرا کہنے لگے اور اوسکے پہلے بحوالہ بیان سمہودی کہتے ہین اوسکو قبۃ البیضا یعنے سفید قبہ یا قبۃ الزرقا یعنے کبود رنگ قبہ یا قبۃ الفیحا یعنے وسیع قبہ کہتے تھے۔

راقم سطور کہتا ہے کہ شیخ الہند جذب القلوب مین جسکی تسوید ۱۰۰۱ھ ہجری مین ہوی اس قبہ کو قبۃ الخضرا لکھتے ہین تو معلوم ہوا کہ اوسوقت اوسکا رنگ ہرا تھا اور لوگ اوسکو قبۃ الخضرا کہتے تھے۔ ممکن ہے کہ سید سمہودی کے زمانہ تک جو نوین صدی کا آخر تھا یہہ قبہ کبود رنگ یا سفید رنگ کا رہا ہو۔ اوسکے بعد اوسکا رنگ ہمیشہ ہرا ہوتا رہا پھر ۱۲۸۹ھ ہجری مین سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے حکم سے اوس کا ہرا رنگ تازہ کیا گیا۔

اس قبہ مین جانب قبلہ ایک دریچہ ہے اور اوسکے محاذی قبہ صغیرہ مین جو حجرۂ شریف کے دیوارون پر ہے ایک دریچہ ہے اور اوس دریچہ پر جالی ہے اور جالی مین ایک دروازہ ہے اور دریچہ قبہ کبیرہ پر بھی لوہے کی جالی ہے۔

سید سمہودی کہتے ہین کہ پہلے لوگ ایام قحط اور فقدان بارش مین

اس دریچہ کو کھولکر حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعای

استسقا کیا کرتے تھے اور اوسکے بعد یہہ مقرر ہوا کہ باب التوبہ جو جالی مواجہ شریف مین ہی

کھولا جاتا ہے اور لوگ وہان جمع ہوکر دعای باران کیا کرتے ہین۔

القصہ بیان صدر سے یہہ مستفاد ہوتا ہے کہ حجرۂ شریف رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف تین دیوارین اور ایک جالی ہے۔ پہلی دیوار

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی مکان کی۔ دوسری پتھر کی

منقش دیوار عمر بن عبد العزیز کی بنائی ہوی۔ تیسری دیوار خطیرہ۔ اس دیوار کے

اطراف جمال الدین اصفہانی کی بنائی ہوی صندل کی جالی ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان کا حجرہ جس مین تینون

ذوات مقدس کا دفن ہوا واقع مین مستطیل بہئیے بیاضی تھا۔ لیکن عمر بن عبد العزیز

نے قیام قبہ کے لئے اوسکو مربع کیا اور پھر مربع ہونے سے کعبہ کے مربع کا شبہہ ہونے

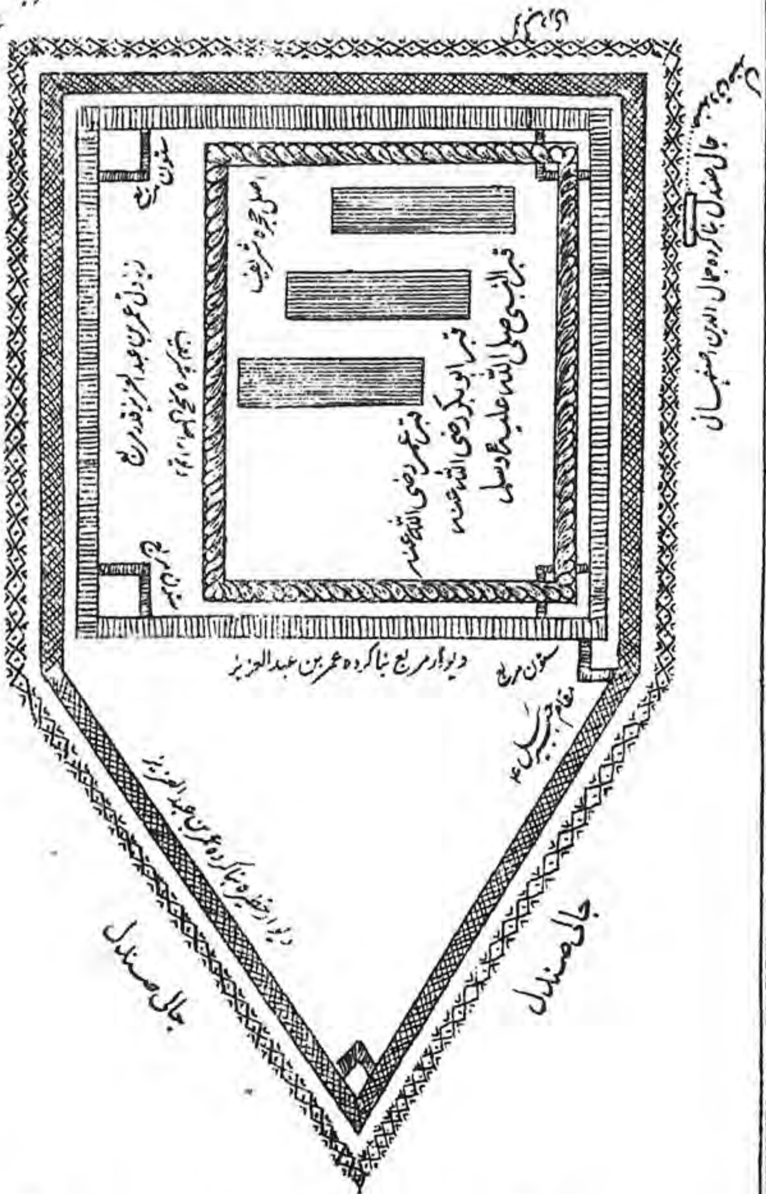
کے اندیشے سے اور نیز اس اندیشہ سے کہ کہین لوگ اوسکے جانب سجدہ کرنے لگین جانب شمال تھوڑی جاے

داخل کرکے خطیرۂ زاویہ دار بنایا۔ اس خطیرہ کے اطراف جالی صندل کی ہے۔ مربع قبور

کے شام کے طرف داخل خطیرہ جو خالی جاے ہے اوس مین جبل عقیق کی کنکریون کا

فرش ہے۔ اور داخل حجرہ قبور شریف پر بھی یہی کنکری بچھی ہوی ہین۔

صورت حجرۂ شریف



سید برزنجی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری ماہ شعبان مین مدینہ منورہ مین ایک سخت

آندھی چلی جس سے شرقی جانب کی بڑی جالی داخل حجرۂ شریف مین گری۔ لوگون مین بڑا اضطراب پیدا ہوا فی الفور شیخ الحرم خیراللہ افندی کو خبر دی گئی وہ اپنے ساتھ علما کی ایک جماعت کو لئے ہوے جن مین مین بھی شامل تھا تحقیق حال کے لئے سقف مسجد پر منارۂ شکیلیہ سے چڑھے۔ یہہ سب نہایت ادب کے ساتھہ قبہ شریف کے طرف متوجہ ہوے اور دیوار قبلہ تک پہنچے کہ جالی مذکور کا حال دیکھین مین قابو غنیمت جانکر نہایت ادب سے گردن بلند کئے ہوے دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہون کہ حجرۂ شریف مربع ہے اور اوس پر پردہ پڑا ہوا ہے جسکی وجہ سے داخل حجرہ نظر نہین آتا اور نہ وہ قبہ نظر آتا ہے جسکا سید سمہودی نے ذکر کیا ہے لیکن پردہ کسی قدر وسط مین بلند تھا جیسے خیمہ ہوتا ہے (غالبا اس پردہ کے نیچے وہی قبہ صغیرہ ہے جس کی وجہ سے پردہ وسط مین بلند نظر آتا ہے) مین نے دیکھا کہ دیوار حجرہ شریف کے اطراف رنگی ہوی جالی کا کٹہرا ہے جو شام کے جانب زاویہ دار بنا ہے جسپر پردہ معلق ہے لیکن جانب شام پردہ جالی پر نہین بلکہ کسیقدر پیچھے ہٹا ہوا دو لکڑیون پر معلق ہے جو حظیرہ کی دیوار شرقی و غربی کے منتہی سے نکلکر اوس ستون پر ملائی گئی ہین جو حجرہ کے شمال طرف واقع ہے۔ اور مربع قبہ شریف کے چارون ستونون کو بھی مین نے دیکھا۔ یہہ ستون پردۂ قبہ صغیرہ سے خارج ہین اور اون پر کوئی ساتر نہین۔ یہہ ستون قبہ کی بلندی سے کسیقدر بلند ہین اور اونکے سرون پر ایک ایک مربع پتھر رکھا ہوا ہے۔ شاید کہ بنای قبہ سے پہلے سقف حجرہ انہی ستونون

پر قائم تھی۔ لیکن جب قبہ بنایا گیا تو اوسکی تعمیر مربع حجرہ کے دیوارون پر کی گئی۔
پھر داخل قبہ کبیرہ کو دیکھنے لگا اوسمین اعلی درجہ کا نقش ونگار پایا قبہ کے اندر جلی
قلم سے کچھ لکھا ہوا ہے۔ مغربی جہت مین جو میرے روبرو تھا مین نے یہہ لکھا پایا۔

انشأ هذه القبة الشريفة العالية المعترف بالتقصير الراجي
عفو ربه القدير القايتبائي۔ یعنے اس قبہ شریفہ عالیہ کا بانی اپنے قصورات
کا معترف اور اپنے رب قدیر کے عفو کا امیدوار قایتبائی ہے۔

مقصورۂ شریف

سنہ ۶۶۸ ہجری مین ملک الظاہر رکن الدین بیبرس نے حظیرہ دائر حجرہ شریف اور
بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اطراف ستونون کے مابین لکڑی کا ایک مقصورہ
بنایا اور اس مقصورہ کے چوبینہ جالی کی بلندی دو قدآدم تھی اوسکے تین دروازے
تھے ایک جانب قبلہ جسکو باب التوبہ کہتے ہین دوسرا شرقی جسکو باب فاطمہ کہتے
ہین۔ تیسرا غربی جسکا باب الوفود نام تھا۔ سنہ ۶۹۴ ہجری مین الملک العادل زین الدین
نے اوسکے اطراف ایک جالی قایم کی جسکی بلندی سقف مسجد کو پہنچی۔ پھر جب
سنہ ۷۲۹ ہجری مین جانب شمال ایک کمان بڑہائی گئی تو شمال کے طرف بھی ایک
چوتھا دروازہ کھولا گیا اوسکا نام باب التہجد یا باب الشامی ہوا۔

شریف سمہودی کہتے ہین کہ اون کے وقت کی عمارت اولی مین
روضۂ مطہرہ کے متصل جالی مین کچھہ مرمت کی گئی۔ پھر جب وہ حریق ثانی مین

جلگئی تو اوسکے عوض جانب قبلہ تانبے کی جالی قائم کی گئی اور اوسکے حصۂ اعلیٰ مین
تانبے کی تار کی رسن بنا کر لگادی کہ کبوترون کو داخل مقصورہ ہونے سے مانع ہواو
باقی جالی جہت شمال و مغرب و مشرق مین نیچے کا حصہ وہی تانبے کا منقش کٹہرا
اورا وپر کا حصہ تانبے کی تار کی جالی کا بنایا گیا اور سارے دروازے تانبے کے
منقش تھے الا دروازہ جہت قبلہ اور وہ ساج کی لکڑی کا تھا پھر اوسکو بھی تانبے
کا منقش بنا دیا۔ اور پھر بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حظیرہ حجرہ شریف کے ما بین ایک
لوہے کی جالی نصب کی گئی جسمین دو دروازے بنائے گئے ایک مثلث حجرہ کے
داہنے بازو دوسرا بائین بازو گویا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر خود ایک مستقل مقصورہ
ہوگیا۔ پھر سلطان احمد بن سلطان محمد نے مقصورہ شریف کے لئے طلائی نقش و نگار
کی جالیان بھجوائین جو مواجہ شریف مین نصب کی گئین اوسکو سعود والوہابی نے لوٹ
لیا۔ پس مقصورہ کے چھہ دروازے ہین دو داخل مقصورہ مثلث حجرہ کے داہنے
اور بائین۔ ایک غرب مین باب الوفود جسکو باب عائشہ کہتے ہین۔ ایک
شرق مین باب فاطمہ اور ایک شام کے طرف باب التہجد اور ایک جانب
قبلہ باب التوبہ۔

باب التوبہ کے ایک کواڑ پر نقروی جالی مین لا الٰہ الا اللہ الملک
الحق المبین اور دوسرے کواڑ پر محمد رسول اللہ الصادق الوعد
الامین منقش ہے اور اوسکے بازو یہہ دو شعر اسی جالی مین منقش ہین۔

یا خیر من دفنت فی القاع اعظمہ　　وطاب من طیبھن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ　　فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

راقم سطور غفر اللہ لہ ذنوبہ نے جو اپنے آنکھون سے مشاہدہ کیا تو جالی مواجہ شریف کو جو باب التوبہ پر ہے چاندی اور سونے سے منقش پایا۔ معلوم نہین یہہ کس کی قائم کردہ ہے سلطان احمد خان مرحوم کی روانہ کی ہوی سنہری اور روپیلی جالی کو اگر سعود الوہابی لوٹ لیگیا تو پھر موجودہ جالی کیسی اور کہان سے آئی ؟

مقصورۂ شریف کے پردے

مقصورہ شریف پر جو پردے پڑے ہین اوس کی ابتدا کب سے اور کس سے ہوی معلوم نہین سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے زمانہ مین ۱۲۸۲ھ ہجری مین جو پردے آئے اوسکے ساتھ مقصورہ شریف کا پردہ بھی آیا۔ سید برزنجی اس پردے کو سبز پردہ سنہری کام کیا ہوا بتلاتے ہین لیکن محرر سطور نے جسکو دولت زیارت اول مرتبہ اوائل صفر ۱۳۲۵ھ ہجری مین ہوی اپنے آنکھون سے جو دیکھا تو پردہ مقصورہ کو بالکل ہرے ریشم کا لیکن سادہ مثل ہندی تافتہ اور بافتہ کے پایا۔ یہہ پردہ مقصورہ کے سرے سے فرش زمین مسجد تک ہی۔ صبح مین جب مسجد کو جھاڑتے ہین تو پردے چھوڑ دیتے ہین تاکہ گرد داخل حجرۂ معلے نہو اور بعد فراغ ریشمی رسیون سے جو پردے کے ساتھ مین کھینچکر پیتل کے میخون سے جو اساطین مین لگائی گئی ہین بلندی پر باندہ دیتے ہین تاکہ زائرون کو داخل مقصورہ مشاہدہ

کرنے کا موقع ملتا رہے۔

صندوق صندل

دیوار غربی حجرہ شریف کے اخیر دیوار قبلہ کے متصل ستون ملصقہ حجرہ کے نیچے ایک صندوق محاذی اسطوانہ سریر کے رکھا ہوا ہے اوسمین صندل ہندی رکھا جاتا ہے اور یہہ صندوق داخل پردہ ہے اوسکی ابتدا کب سے ہوی معلوم نہین لیکن حریق اول مین یہہ صندوق موجود تھا اور حریق ثانی مین جلگیا۔ پھر اوس کی تجدید کی گئی اور اوسکے اوپر ایک مرمر کی تختی جسپر بسم اللہ اور درود شریف منقش ہے لگا دی گئی۔

سید برزنجی کہتے ہین کہ کچھ بعید نہین کہ اس صندوق کا حدوث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہو تاکہ مسجد کی خوشبو کے لئے عود صندل اور عنبر جو آتا تھا اوسمین رکھا جائے۔ پھر دوسرے خلفا اور سلاطین نے اس سنّتِ عمریّہ کی پیروی کی اور مرور زمانہ مین جبکہ خزائن مسجد متعدد ہو گئے تو عود و عنبر وغیرہ دوسرے مقامون مین رکھنے لگے اور صندوق صندل کے لئے مختص ہوا۔ اور ہر سال جب صندل آتا ہے تو صندوق سے پرانا صندل نکالکر جدید صندل کو عطر و گلاب سے تخمیر کر کے رکھتے ہین اور یہہ صندل ایام معلومہ مین شیخ الحرم یا نائب الحرم کے مکان سے لایا جاتا ہے اُسکے ساتھ اغوات یعنے خواجہ سرایان حرم نبوی ازواج خدام مسجد مشائخ حرم کی گھر والیان اور بعض مدینہ والون کی عورتین نعتیہ اشعار اور درود شریف پڑھتی ہوی آتی ہین۔ پھر دسترخوان چنا جاتا ہے۔ حاضرین سب اوس سے

اپنا اپنا حصہ لے جاتے ہین پھر اغوات اس صندل کو تہلیل و تکبیر اور درود شریف کے ساتھہ صندوق مذکور مین داخل کرتے ہین۔ اس ستون کو جسکے نیچے صندوق صندل ہے اسطوانۃ الصندوق کہتے ہین۔

صندوقِ مصحف عثمانی

اسطوانۃ الصندوق کے محاذی اسطوانۃ السریر ہے اوسکے نزدیک داخل شباکؐ اور ایک صندوق ہے جسمین مصحف عثمانی ہے۔ کہتے ہین کہ یہہ وہی مصحف ہے جسکو روبرو رکھے ہوے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے قتل کے وقت تلاوت فرماتے تھے۔ ابن جبیر کا بیان ہے کہ یہہ منجملہ ان مصحفون کے ہے جنکو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بعد تدوین قرآن اقطار و امصار مین روانہ فرمایا نہ وہ جو وقت شہادت روبرو تھا شاطبی نے امام مالک سے مذکور مصحف عثمانی کے غائب ہوجانے کی روایت کی ہے۔ ابن سلام کہتے ہین کہ مین نے بعض امرا کے خزائن مین اُس مصحف کو دیکھا ہے جسکا نام امام مصحف عثمان تھا اور جو وقت شہادت آپ کی تلاوت مین تھا۔ مین نے خون کے نشان اوس قرآن پر دیکھے ہین۔ ابوجعفر النحاس نے اس قول کا رد کیا ہے۔ سید برزنجی کہتے ہین کہ اوسکا رد ہو نہین سکتا۔ امام مالک کے قول مین مصحف شریف مذکور کا معدوم ہوجانا پایا نہین جاتا۔ ممکن ہے کہ بعد غیبوبیت پھر ظاہر ہوا ہو اور اوسکو مدینہ طیبہ کو لاکر مسجد نبوی مین رکھا ہو۔

اس وقت مصر مین ایک مصحف ہے جسپر فَسَيَكْفِيكَهُمُ

اللہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کی آیت پر خون کا نشان ہے اور ایسا ہی ایک قرآن
مکہ مین ہے۔ غالبا یہہ وہ مصاحف ہین جنکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد تدوین
قرآن مختلف شہرونکو روانہ فرمایا جسکا ذکر ابن جبیر نے مصحف موجودہ مدینہ منورہ کے
متعلق کیا ہے اور یہہ خون کے نشان ممکن ہے کہ کسی خوشبودار مصالح کے ہون۔
اب مسجد شریف مین بہت سے خوش قلم مطلا مصاحف ہین جنکی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہتی
ہے۔ اور ایک مصحف عظیم ایک بڑی کرسی پر حجرۂ باب السلام مین رکھا ہوا ہے اوسکو
۱۲۵۰ہجری مین بعض سریر آرایان ہند نے روانہ کیا تھا۔

مقام جبرئیل

خطیرۂ مربع قبور شریف کی مغربی دیوار جس مقام سے مڑکر شمال کے طرف خمیدہ
جاتی ہے اس زاویہ کا نام مقام جبرئیل ہے نشان کے لئے وہان ایک چاندی
کی میخ لگائی گئی تھی لیکن جب وہ گر گئی پھر اوسکی تجدید ہوی نہین اسمقام پر پردہ
پڑا ہوا ہی وہ مقام مہبط جبرئیل تھا یعنے حضرت جبرئیل جب آتے تھے وہین اوترتے تھے

مسجد نبوی کے دروازون کا بیان

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا پہلے گذرا ابتدائی بنا مین صرف
تین دروازے تھے ایک جانب قبلہ۔ دوسرا جانب غرب باب عاتکہ۔ تیسرا جانب
شرق باب آل عثمان۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعمیر مین مسجد کے چھے دروازے ہوے

باب عاتکہ۔ باب السلام۔ باب ال عثمان (اسکو باب النبی اور باب جبرئیل بھی کہتے ہین۔) باب النسا اور دو دروازے شام کے جانب۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعمیر مین بھی یہی چھے دروازے قائم تھے اوسکے بعد حسب بیان ابن زبالہ تعمیر مہدی عباسی کے بعد مسجد کے چوبیس دروازے ہوے چار قبلہ کی جہت مین۔ چار شام کے جانب۔ آٹھہ مشرق کے طرف اور آٹھہ مغرب کے سمت۔ قبلہ کے جانب کے چار دروازے خاص تھے اور باقی سب عام اور مغربی دروازون سے ایک دروازہ خوخہ ابی بکر تھا بعض کہتے ہین کہ تعمیر ولید مین بھی مسجد کے چوبیس دروازے ہوگئے تھے۔ سمہودی قول اول کے طرف مائل ہین۔ یہہ سارے دروازے تجدید دیوار مسجد مین بند کردیئے گئے بعض عمارت سلطان اشرف قائتبائی مین اور بعض اوس سے پہلے اوس کے بعد مسجد کے صرف چار دروازے باقی رہے جو شرق وغرب مین تھے قبلہ کے جانب کے دروازے مسدود ہوگئے۔

پھر سلطان عبد المجید خان مرحوم کی عمارت مین پانچوان دروازہ جانب شام کھولا گیا جسکو عموماً باب المجیدی کہتے ہین باب التوسل بھی اسی کا نام ہے۔

اس رسالہ کی تسوید کے وقت بھی حسب مشاہدہ محرر سطور مسجد کے پانچ دروازے ہین جس سے عموماً مصلی لوگ مسجد مین داخل ہوتے ہین۔ ہر دروازے

کے دو کواڑ ہین۔

(۱) باب السلام جسکو باب مروان بھی کہتے ہین کیونکہ مروان کا گھر اوسی کے متصل تھا۔ اب اس گھر کی جگھہ میضاۃ (یعنے طہارت اور وضو کی جای) ہے جسکو ۸۶۳ھ ہجری مین قلاؤن الصالحی نے بنایا تھا۔ باب السلام کو باب الخشوع اور باب الخشیہ بھی کہتے ہین زائرین اول وہلہ اس دروازے سے داخل مسجد ہوتے ہین اور روبمشرق سیدھے آگے بڑھکر روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتے ہین جو بائین طرف واقع ہے۔ باب السلام سے داخل مسجد ہوکر اگر کوئی شخص جانب شام مڑ گیا تو باب الرحمہ کے جانب ہو نکلیگا جہان متعدد الماریان رکھی ہین اور حرم کے خدام اپنے حوائج اور سامان کو اون مین رکھہ کے مقفل کر لیتے ہین اسی طرح متعدد خلوہ یعنے کوٹھریان ہین۔ باب السلام سے جاتے ہوے تیسرے خلوہ پر لکھا ہے محاذاۃ خوخۃ ابی بکر۔

میضاۃ مذکور کی جای اسوقت مدرسہ ہی جسکو بشیر آغا نے بنایا اس مدرسہ کو مدرسہ بشیر آغا کہتے ہین۔ اور میضاۃ مذکور سمت غربی مسجد باب مصری کو جانے کے راستہ مین داہنے بازو زقاق الزرندی کے پاس بنایا گیا ہے۔

باب السلام والے ایک کواڑ پر ادخلوھا بسلام آمنین (داخل ہو اسمین سلامتی اور امن کے ساتھہ) اور دوسرے کواڑ پر ان للمتقین فی جنات عدن (البتہ پرہیزگار لوگ جنت کے باغون مین رہینگے) لکھا ہی۔

(۲) **باب الرحمہ** اسکو باب عاتکہ بھی کہتے ہین کیونکہ عاتکہ بنت عبد اللہ بن زید بن معاویہ کا مکان اوسکے مقابل تھا اوسکو باب السوق بھی کہتے تھے کیونکہ اسوقت بازار مدینہ اسی دروازے کے غربی جانب مین تھا لیکن اسوقت مدینہ کا بڑا بازار باب السلام کے طرف ہے۔ اسکو باب الرحمہ کہنے کی توجیہ یون کرتے ہین کہ ایک وقت ایک شخص جمعہ کے دن ایک دروازے سے مسجد مین داخل ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ پڑہتے تھے اوسنے حضور سے قحط سالی کی شکایت اور دعای باران کی استدعا کی۔ آپنے دعا کی اور فی الفور نزولِ رحمتِ الٰہی کے آثار پیدا ہوے۔ پھر آٹھ روز تک موسلا دھار بارش رہی چونکہ مذکور سائل نزولِ رحمت الٰہی کا سبب ہوا لہذا اوسکو رحمت مجسم جانکر جس دروازے سے وہ داخل ہوا اسکو باب الرحمہ کہنے لگے۔

باب الرحمہ کے دونون کواڑون پر یا مفتح الابواب (اے کھولنے والے دروازون کے) لکھا ہی۔ داخل دروازہ پتھر کی تختی پر یہ آیت کندہ ہے وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۔ ترجمہ۔ اور (ای پیغمبر) جو لوگ ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین تمھارے پاس آیا کرین تو (تم اونکی دلدہی کرو اور) کہو کہ (خدا کے طرف سے) تمکو سلامتی (کی خوشخبری) ہو (اور) تمھارے پروردگار نے (بندونپر) مہربانی کرنا (از خود) اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ اور خارج دروازہ سر پر لکھا ہے

قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ترجمہ (ای پیغمبر لوگون سے) کہدو ای ہمارے بندو جنھون نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیان کی ہین اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ تعالی تمام گناہون کو معاف فرماتا ہے۔

اس دروازے پر خارج مسجد کے دہنے بازو حنفیہ ہے جس کو سلطان عبدالمجید خان مرحوم نے اپنی عمارت سے پہلے تیار کیا اور اوسکے محاذی والی سبیل اور میضاۃ سلطان احمد خان مرحوم کی بنائی ہوی ہے۔

(۳) **باب التوسّل**۔ جو ۱۲۶۶ھ ہجری مین سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے حکم سے جانب شام کھولا گیا جس وجہ سے اوسکو باب المجیدی بھی کہتے ہین۔ اس دروازے سے باہر نکلنے والے کے بائین جانب حنفیہ ہی اور اوسکے مقابل میضاۃ ہے جسمین متعدد پائخانے ہین۔ یہہ سب سلطان عبدالمجید خان مرحوم کی بنا سے ہے

باب المجیدی کے دونون کواڑون پر جَنّٰتُ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ لکھا ہے۔ ترجمہ۔ رہنے کے باغین انکے لئے (اوسکے) دروازے (ہمیشہ) کھلے ہوے ہین۔

(۴) **باب النسا** جسکو عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے کھولا۔

سنن ابوداؤد مین طریق بکیر بن نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مردون کو باب النسا سے داخل مسجد ہونے سے منع فرماتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی اس دروازے سے داخل مسجد ہوے نہین۔

باب النسا کے دونون کواڑون پر افتح لنا خیر الباب (کھول ہمارے لئے اچھا دروازہ) لکھا ہے۔ چونکہ باب النسا باب الرحمہ کے مقابل ہے اور باب الرحمہ کے کواڑون پر یا مفتح الابواب لکھا ہے لہذا باب النسا کے کواڑون پر مقصود البدا افتح لنا خیر الباب کا لکھا جانا ایک لطف بخشتا ہے۔ باب النساء کے داخل باب لوح تحتانی پر قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهِ وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔ ترجمہ۔ اور تم مین سے جو اللہ اور اوسکے رسول کی فرمان برداری اور نیک عمل کریگی اوسکو ہم اوسکا اجر (بھی) دوہرا دینگے اور ہمنے (آخرت مین) اوسکے لئے عزت کی روزی بھی تیار رکھی ہے۔ اور لوح فوقانی پر لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ط لکھا ہے۔ ترجمہ۔ مردون نے جیسی کمائی کی ہو اون کو اونکا حصہ اور عورتون نے جیسی کمائی کی اونکو اونکا حصہ اور ہر وقت اللہ سے اسکا فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز سے واقف ہی۔

(۵) باب عثمان یا باب النبی یا باب جبرئیل۔ اس کو باب عثمان کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ آل عثمان کا گھر اوسکے مقابل تھا۔ باب النبی اس لئے کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازے سے داخل مسجد ہوتے تھے۔ باب جبرئیل کہنے کا سبب یہہ ہے کہ جنگ خندق کے بعد فی الفور

جنگ بنی قریظہ کا حکم جب حضرت جبرئیل لائے تو اسی دروازے پر موضع الجنائز کے پاس ابلق گھوڑے پر سوار کھڑے تھے۔ باب جبرئیل کے دونون کواڑ ون پر جنات عدن مفتحۃ لھم الابواب لکھا ہے۔

مسجد نبوی کے منارونکا بیان

اِسوقت مسجد شریف کے منار جملہ پانچ ہین۔ منارۃ رئیسیہ۔ منارۃ باب السلام۔ منارۃ باب الرحمۃ۔ منارۃ المجیدیہ منارۃ السلیمانیہ۔ حضور رسالت پناہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام من اللہ کے زمان تقدس نشان مین مسجد شریف کا کوئی منارہ نتھا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین۔ اذان ہمیشہ ایک ستون پر ہوا کرتی تھی جو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مکان مین تھا جسکو اب دار العشرہ کہتے ہین۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس ستون پر بذریعہ اقتاب[۱] کے چڑھتے تھے۔

سب سے پہلے عمر بن عبد العزیز نے زیادت ولید مین مسجد کے چار کونون پر چار مینار بنائے۔ کثیر بن جعفر کا بیان ہے کہ چوتھا منارہ مروان کے گھر پر سایہ انداز تھا جسوقت سلیمان بن عبد الملک حج کو آیا اور موذن اذان کے لئے منارہ پر چڑھا تو اوسکا سایہ سلیمان پر پڑا اوسنے منارہ کو گرا دینے کا حکم کیا اور مسجد کے تین ہی منار رہگئے۔ پھر ۷۰۶ھ ہجری مین حسب بیان مطری سلطان محمد بن قلاؤن نے

---

[۱] اقتاب اس سڑہی کو کہتے ہین جو بال کی رسی کو گرہ دیکر بناتے ہین ۱۲ منہ

اوس کی تعمیر کی۔

ابن فرحون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ہجری مین جبکہ شیخ الخدام عزیز الدولہ کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا شبل الدولہ کافور المظفری معروف بحریری رحمہ اللہ مشیخیت خدام حرم مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اوسکی سعی اور کوشش سے یہہ منارہ سنہ ہجری مین بنایا گیا اسوقت باب السلام پر جو منارہ ہے یہہ وہی حریری کا بنایا ہوا منارہ ہے۔

منارۂ باب الرحمہ کی تعمیر از سر نو حریق ثانی کے بعد اشرف قایتبائی کے زمانہ مین ہوی منارۂ مجیدیہ کی تعمیر از سر نو سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے وقت مین اوسکے پایہ سے ہوی اور منارہ سلیمانیہ کی تعمیر از سر نو ۱۲۹ سنہ ہجری مین سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے زمانہ مین کرسی منارہ کے اوپر سے ہوی۔ اسی وجہ سے منارہ سلیمانیہ کو منارۂ عزیزیہ بھی کہتے ہین۔ مسجد کے شامی مشرقی زاویہ پر جو منارہ ہے اوسی کو منارہ بخاریہ منارۂ سلیمانیہ اور منارۂ عزیزیہ بھی کہتے ہین۔ اور مسجد کے شامی غربی زاویہ والے منارہ کو منارۂ شکیلیہ اور منارۂ مجیدیہ کہتے ہین۔

مسجد نبوی کے فرش کا حال

مسجد شریف کے فرش کے لئے ہر سال مصر سے چار سو حصیر آتے ہین اور قسطنطنیہ سے قیمتی قالین حسب ضرورت آتے ہین جب قدیم قالین پرانے ہوجاتے ہین تو نئے

قالین آتے ہین اور پرانے قالین خدام پر اور دوسرے مساجد و مزارات پر تقسیم ہوتے ہین۔ دھوپون مین مسجد کا فرش حصیرون سے ہوتا ہے۔ جاڑے اور بارش اور موسم حج مین قالین سے۔

مسجد نبوی کے فانوسون کا حال

نماز عشا کے بعد خدام مسجد جو فانوس لئے ہوے لوگون کو مسجد سے باہر روانہ کرتے ہین یہہ فانوس شبل الدولہ کافور المظفری کے مقرر کئے ہوے ہین اس سے پہلے مشعلون سے کام لیا جاتا تھا۔ حریری ممدوح کے زمانے سے مشعلون کا کام فانوسون سے لیا جانے لگا۔

مسجد نبوی مین عود اور لوبان جلانیکا حال

مسجد شریف مین سب سے پہلے جسکے حکم سے عود جلایا گیا وہ حضرت عمر تھے رضی اللہ عنہ اوس وقت سے ابتک یہہ سنت عمریہ جاری ہے۔ شب جمعہ اور روز جمعہ منبر کے پاس اور اطراف مسجد مین خوشبو دار چیزین جیسے عود و عنبر اور لوبان جلاتے ہین۔ عوددان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین چاندی کا تھا جو شام سے تحفہ آیا تھا جسکو آپ نے جد الموذنین حضرت سعدؔ کو دیکر فرمایا کہ جمعہ اور رمضان مین اسمین جلایا کرے۔ اوس وقت موذنین مجمرہ مین خوشبو جلاتے ہوے مسجد کے اطراف لوگون مین گھومتے رہتے تھے اور آج بھی یہہ عادت جاری ہے۔ پھر بادشاہون اور امیرون سے

سعدؔ سعد بن عائذ الانصاری معروف بہ سعد القرظ صحابی تھے اونکا انتقال سنہ ہجری مین ہوا ۱۲ منہ

خاصتہ بادشاہان عثمانیہ سے چاندی کے سونے کے اور مرصع قیمتی جواہر کے عوددان
تحفۃً آتے رہے جسکا اسوقت ایک بڑا ذخیرہ ہے اور حجرہ شریف مین شیخ الحرم
کی نظارت مین محفوظ ہے جسقدر ضرور ہوتے ہین اوسیقدر استعمال مین لائے جاتے ہین۔
عود جلانے والے کو ماہوار خزانہ سلطانی سے مدینہ منورہ مین پانسو قرش
وظیفہ ملتا ہے۔

منبر شریف پر خطیبون کا تقرر

ابتدا مین منبر شریف کی خطبہ خوانی امامیہ مین تھی۔ یہان تک کہ وہ آل سنان کو پہنچی
پھر حسب بیان ابن فرحون ۶۸۲ھ ہجری مین خطابت آل سنان سے چھین لی گئی۔
اہل سنت کے لئے ایک امام ہوتا تھا جو نماز پنجگانہ پڑہاتا تھا اوس وقت بادشاہ الملک
المنصور قلاؤن الصالحی تھا۔ اہل سنت کا پہلا خطیب جس نے منبر شریف پر خطبہ پڑہا
وہ قاضی سراج الدین تھا۔ پھر ہر سال قافلہ حجاج کے ساتھ ایک مرتبہ اور قافلہ رجبیہ
کے ساتھ ایک مرتبہ بادشاہ کے نزدیک سے ایک ایک شخص اہل سنت کی
خطابت اور امامت کے لئے آیا کرتا تھا۔ جو صرف چھے مہینے رہا کرتا تھا۔ چونکہ
ان روزون سادات امامیہ کا بڑا تسلط تھا خطیبون اور امامون پر وہ چھے مہینے بھی
بڑی تکلیف سے گذرتے تھے۔ قاضی سراج الدین جب دوبارہ خطابت مسجد
پر مامور ہوکر آیا تو چالیس برس مقیم رہا اس مدت مین اوسکو امامیہ کے ہاتون بہت
تصدیع ہوتی تھی الواع واقسام سے ستایا جاتا تھا یہان تک کہ اوسنے قیلشائي

رئیس الامامیہ کی لڑکی کو نکاح کیا اوسوقت سے امامیہ بسبب قرابت دامادی کے اوسکی ایذارسانی سے باز رہے اور پھر حسب درخواست اہل سنت ملک الناصر محمد بن قلاون کے طرف سے وہی قاضی سراج الدین اہل سنت کے لئے حاکم مقرر ہوا قاضی سراج الدین بہت نیک بخت تھا فقرا او ضعفا کے حال پر رحم کرتا تھا۔ یتیمون اور بیواؤن کے ساتھہ مہربانی سے پیش آتا تھا اونکے ساتھہ اپنے ذاتی مال سے سلوک و مدارات کرتا تھا۔

خواجہ سراؤن (اغوات) کا تقرر

بلحاظ تقدس وحرمت حجرۂ شریف اوسکی خدمت کے لئے نورالدین شہید نے بارہ اغوات مقرر کئے۔ یہہ سب حافظ قرآن اور صلاح و تقوے سے آراستہ تھے پھر صلاح الدین نے اوسپر اور بارہ زیادہ کئے پس خدام کی تعداد چوبیس ہوی اونکے اخراجات کے لئے دریای نیل پر دو قریہ نقاوہ اور قیالہ وقف کئے گئے جسکی آمد سے اونکو وظیفہ دیا جاتا تھا۔ پھر اونکی تعداد بڑہتی گئی۔ یہانتک کہ اوسوقت کل اغوات اور اونکے خدام کی مجموعی تعداد قریب دوسو کے ہوگئی۔ اب انکی تعداد تقریبا ایک سو ہوگی۔ اونکے تین قسم ہین۔ بواب۔ خبزنہ۔ بطالین بواب اول درجہ کے اور بطالین آخر درجہ کے ہین ان اغوات کی تنخواہین ماہوار تقریبا پچاس روپیون سے چارسو روپیون تک ہوتی ہی ان سب کا ایک رئیس ہوتا ہے جسکو مستلم کہتے ہین اور یہہ سب شیخ الحرم کے تابع ہین۔ اونکا عمامہ اور کلاہ مدور رہے لباس مکمل پہنے ہوے کمر بستہ ہاتھہ مین عصا لئے

ہوے رہتے ہین گویا ایک بادشاہ عظیم الشان کے دربار کے نقیب اور چوبدار ہین۔ ان کی تنخواہین دولت علیہ عثمانیہ سے دیجاتی ہین اونکے لئے قانون بھی خاص ہی، اون سے ہر روز ایک جماعت باری باری سے مسجد اور حجرۂ شریف کی حراست کرتی ہی۔ یہہ لوگ بہت اچھی زندگی کرتے ہین، اور بہت مالدار بھی ہین حقوق خدمت اچھی طرح بجا لاتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ بہت خوشحال ہین قاطبتہ سب کے سب نہایت خلیق اور ذی مروت ہین۔

تحف وہدایای مسجد وحجرہ شریف

اس سے پہلے گذر چکا کہ ایک بڑا بلورین درخت قنادیل جو روضۂ مطہرہ کے پاس روشن ہوتا ہے اور چار فرشی بلورین درخت جو روضہ اور اوسکے مغرب مین ایک صف مین روشن کئے جاتے ہین عباس پاشا والی مصر کا ہدیہ ہے۔ حجرہ شریف کے قد آدم والے دو شمعدان مرصع طلائی جسکی قیمت تقریبا بیالیس لاکھہ روپیہ سکہ انگریزی بتائی گئی اور چھوٹے دو طلائی شمع جو شب کو داخل حجرہ کئے جاکر صبح تک روشن رہتے ہین اور صبحکو مخزن مین رکھے جاتے ہین یہہ سب سلطان عبد المجید خان مرحوم کے بھیجے ہوے ہین۔ کوکب دری مرسلہ سلطان احمد خان مبرور بن سلطان محمد خان مرحوم کا ذکر بھی آگے گذر چکا ہے۔ اسی کے ساتھہ سلطان مبرور موصوف نے اور ایک الماس روانہ کیا تھا جو کوکب دری کے تحت مین نصب ہی اوسکی قیمت تخمینا اسی ہزار دینار یا پانچ لاکھہ روپیہ ہوتی ہے اوسی سلطان کے زمانہ مین صدر الدولۃ العثمانیہ سلحدار مصطفے پاشا نے ۱۰۴۰ھ ہجری مین ایک

الماس جسکے اطراف اور مختلف جواہر جڑے ہوے ہین روانہ کیا۔ یہہ الماس اول الذکر دو الماس کے نیچے نصب ہی۔

علامہ ابن سلیمان اپنے ذخر النافع مین بیان کرتے ہین کہ ۱۱۵۸ ہجری مین فتح ملک بلغاریہ مین جو غنیمت کہ نفیس الماس و جواہر سے ملی اونکے منجملہ بہت سے جواہر شامی قافلہ حجاج کے ساتھہ سنگرانی علی پاشا ابن عبدی پاشا کے آستانہ علیا سے تحفۃً حجرۂ شریف کے لئے آئے اور یہہ علی پاشا جنگ بلغاریہ مین میر عسکر تھا ۱۲۹۱ ہجری مین سلطانہ عادلہ بنت سلطان المرحوم محمود خان نے سونے کی ایک تختی روانہ کی جو تقریبًا ۴ انچہ چوڑی اور ۱۳ انچہ لمبی تھی اوسپر نہایت خوش قلم طلائی حروف سے کلمہ طیب لکھا تھا اوران حروف مین قیمتی الماس سے مرصع کاری ہوی تھی۔ اس تختی کے ساتھہ ایک طلائی زنجیر بھی تھی اوس زنجیر سے یہہ تختی کوکب دری سے ذرا بلند مواجہ شریف مین لٹکا دی گئی۔ علاوہ اوسکے سلطانہ ممدوحہ نے بہت سے چاندی کے گلاب پاش اور عوددان روانہ کئے یہہ سب اسی وقت سے خزینہ مسجد نبوی مین محفوظ ہین۔

باغ فاطمہ اور بیر فاطمہ کا حال

صحن مسجد شریف مین لکڑی کا ایک مربع کٹہرا ہے جسمین ایک بیر کا اور آٹھہ خرمے کے درخت ہین اوسکے سوا ے اور ایک درخت ہی جسکو حمرہ کہتے ہین انکو بازو والی باولی سے پانی دیا جاتا ہے۔ اس باولی کو بیر فاطمہ اور نخیل کو باغ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتے ہین نہ اوسکی وجہ معلوم ہے اور نہ کہین اوسکا اصل نظر آتا ہے۔ لیکن اس قدر ثابت

ہوتا ہے کہ طوغان کے زمانے مین جسکی سعی سے محراب سلیمانی بنائی گئی یہہ نخیل موجود تھا اورطوغان کا زمانہ ۸۳۰ھ ہجری ہے تو معلوم ہوا کہ نوین صدی سے پہلے یہہ نخیل صحن مسجدمین موجود تھا جس سے آج تقریبا پانسو برس گذر چکے۔ اوس کے ثمر عموم مسلمانون پر جائز ہین یا نہین اسمین اختلاف ہی۔ جواہرالثمنیہ مین السید کبریت کہتے ہین کہ یہہ ثمر تمام مسلمانون پر مباح ہین۔ اورابن حجر کہتے ہین کہ نہین بلکہ مصالح مسجد مین صرف کئے جائین بعض لوگ بیر فاطمہ کے پانی کو کوثر کہتے ہین اوسکا ذائقہ کسیقدر زمزم سے ملتا ہی۔

مسجد نبوی مین صراحیون کے رکھے جانیکا حال

مسجد مین سقالوگ پانی کی صراحیان بھری رکھتے ہین جو زائرین اور مصلیون کے کام آتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی عادت بہت قدیم سے جاری ہے اور یہہ صراحیان اکثر باب الرحمہ اور باب النسا کے درمیانی ستونون کے مابین اور صحن مسجد مین رکھی جاتی ہین۔ سقالوگ پانی پلانے کے لئے اپنا محنتانہ بھی لے لیتے ہین۔

مسجد نبوی مین تعلیم دینی کے حلقونکا بیان

شیوخ مدینہ بین الظہر والعصر مسجد شریف مین تفسیر وحدیث وفقہ کا درس دیتے ہین اور دلائل الخیرات کی تدریس عموماً ہوتی ہے۔ ہر شیخ کے پاس ایک حلقہ درس ہوتا ہی اور اکثر اوقات صحن مسجد کے غربی کمانون مین میلاد شریف پڑہا جاتا ہی۔

اہل نظر کہتے ہین کہ ان مجالس مین محبین صادق اور مشتاقین عاشق کو جمال محبوب المحبوبین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

کی دیدار سعادت آثار سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور زیارت حقیقی نصیب ہوتی ہے۔

اللهم اجعلنا منهم ولا تحرمنا رويته

مدینہ منورہ مین زایرونکی خدمت کیلئے معلمونکے تقرر کا حال

حاجیونکی تعلیم اور خدمت کے لئے جیسے مکہ معظمہ مین سرکار کی طرف سے مطوف مقرر ہین مدینہ منورہ مین زیارت کی تعلیم اور خدمت کے لئے معلم اور مزور مقرر ہین یہہ لوگ قافلہ کے استقبال کو مدینہ سے باہر جاتے ہین اور اپنے حاجیون کو ساتھ لئے ہوے مدینہ داخل ہوتے ہین پہلے روز حاجیون کی ضیافت اپنے معلمونکے یہان ہوتی ہے مکان بھی یہی لوگ کرایہ کر دیتے ہین پھر حرم شریف کو جاکر زیارت کراتے ہین۔ ان معلمون کے متعدد خادم اور صبی ہوتے ہین جو ہر روز بلاناغہ چار مرتبے بعد نماز مکتوبہ باستثنا نماز عشا کے سلام پڑہاتے ہین اور زیارت آثر نبویہ مین رفیق رہتے ہین ہمارے یعنے مدراسیونکے لئے معلم سید احمد و سید حسن بافقیہ تھے جو علاوہ ذی علم ہونے کے وجیہ او ذی خلق بھی ہین

جمعہ مین نماز کے لئے حضور سے اجازت لینے کا حال

جمعہ کو خطیب اول حجرۂ منارۂ رئیسیہ پر کھڑا ہوکر دعا کرتا ہے اور صلوٰۃ و سلام پڑہتا ہی پھر مواجہ شریف مین آکر بعد صلوۃ و سلام و دعا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کی اجازت اور اذن طلب کرتا ہے اور پھر روضہ مطہرہ مین آکر منبر پر چڑہکر نہایت دردناک آواز مین کہتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بوجہ اجرای سنت الٰہی حجرہ شریف سے باہر تشریف لا نہین سکتے اسلئے اپنے اس خادم کو خطبہ اور نماز پڑہنے حکم فرمایا ہے۔ان کلمات کو سننے سے حاضرین پر سجید رقت طاری ہوتی ہے اور رونے لگتے ہین۔

الحمد للہ کہ مسجد نبوی کا حال حتے الوسع تفصیل سے لکہا گیا اس پر بہی اگر کچہہ چہوٹ گیا ہے تو محرر سطور اپنی لاعلمی کا معترف ہی اور معافی کا امیدوار۔

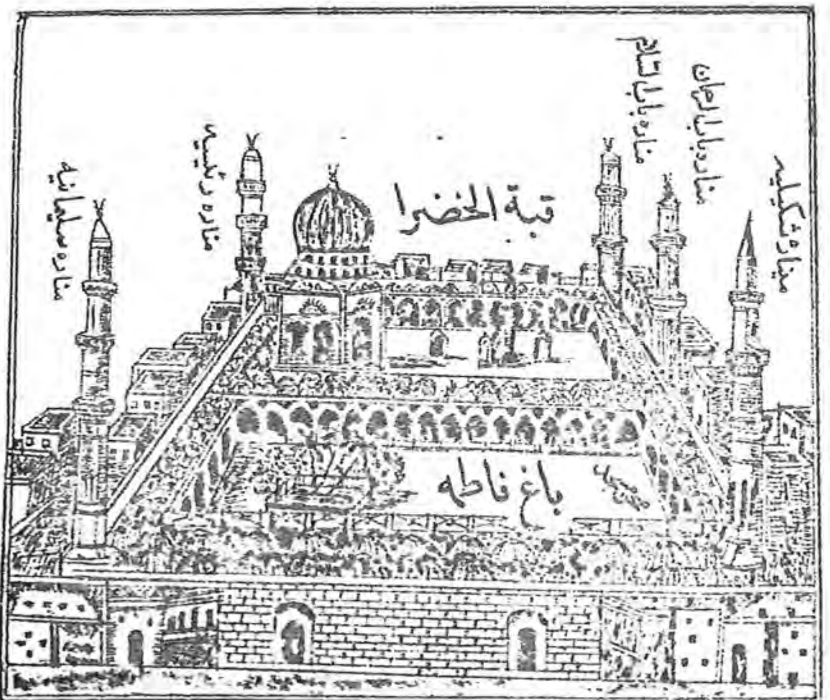
یہان سے وہ دعائین لکہی جاتی ہین جو وقت زیارت مختلف مقامون مین زائرون کو پڑہائی جاتی ہین۔

آداب زیارت مسجد نبوی

زائر جسوقت حرم شریف کو پہنچے تو کہے اللّٰهُمَّ هٰذا حرم رسولك فاجعله لی وقاية من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب. اللّٰهم افتح لی ابواب رحمتك وارزقني في زيارة نبيك ما رزقتها اوليائك واهل طاعتك واغفرلي وارحمني ياخير مسؤول پہر جاہیئے کہ باب جبرئیل سے یا باب السلام سے داخل مسجد ہو اسوقت لوگ اکثر باب السلام سے داخل

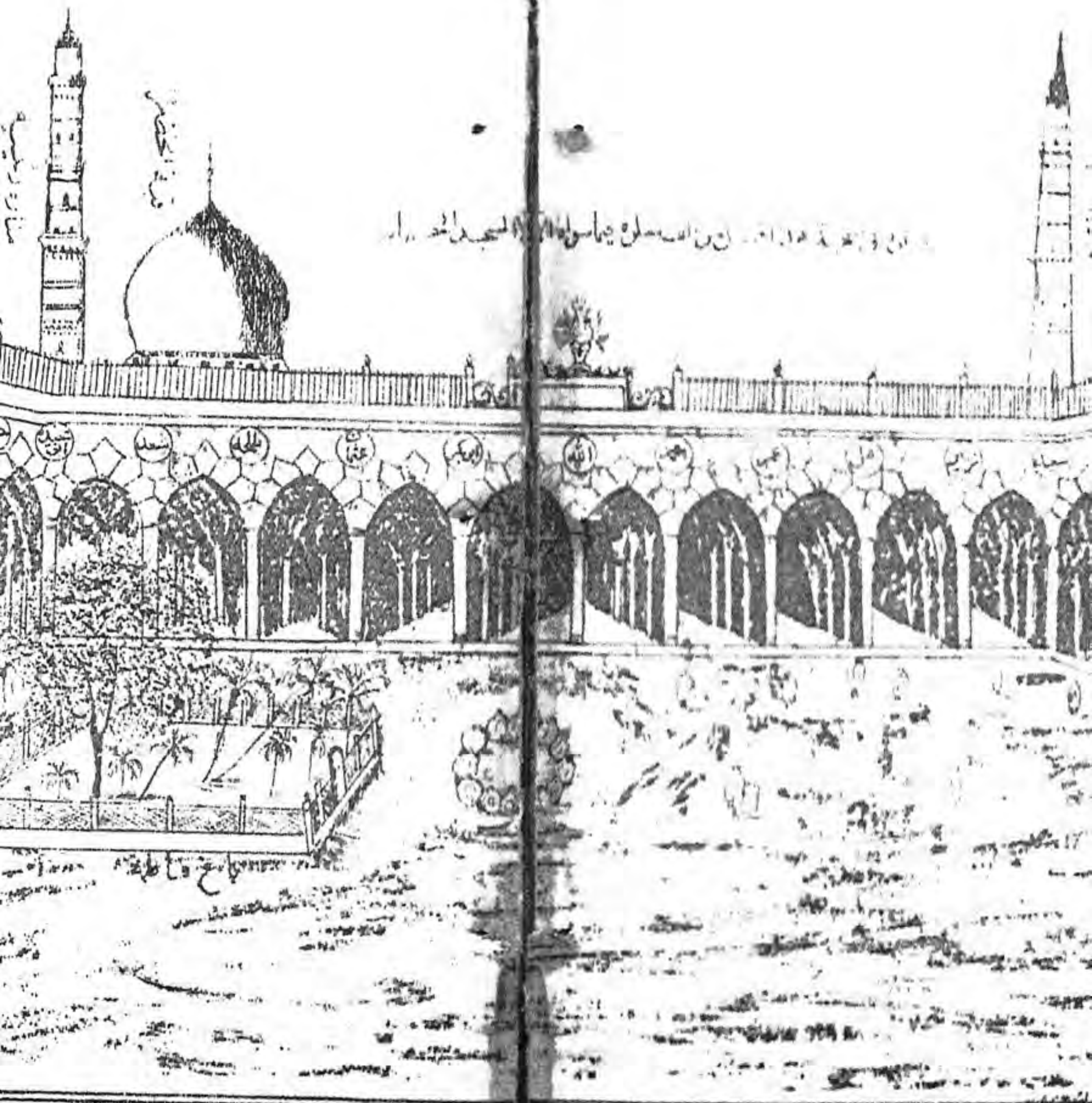
لہ ای میرے اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہے اسکی وجہ سے تو مجکو دوزخ سے بچا اور عموم عذاب سے اور سختی حساب سے امن دے ای میرے اللہ تیری رحمت کے دروازے مجہ پر کہول اور تیری نبی کی زیارت مین مجہکو وہ شی نصیب کر جو تو نے اپنے دوستون اور تابعدارونکے نصیب کیا تہا اور میرے گناہونکو بخش اور مجہپر رحم کر ای بہتران سب کے جنسے کچہہ مانگا جاتا ہی ۱۲

منظر خارجی مسجد نبوی بو اقف بلندی محاذی باب المجیدی

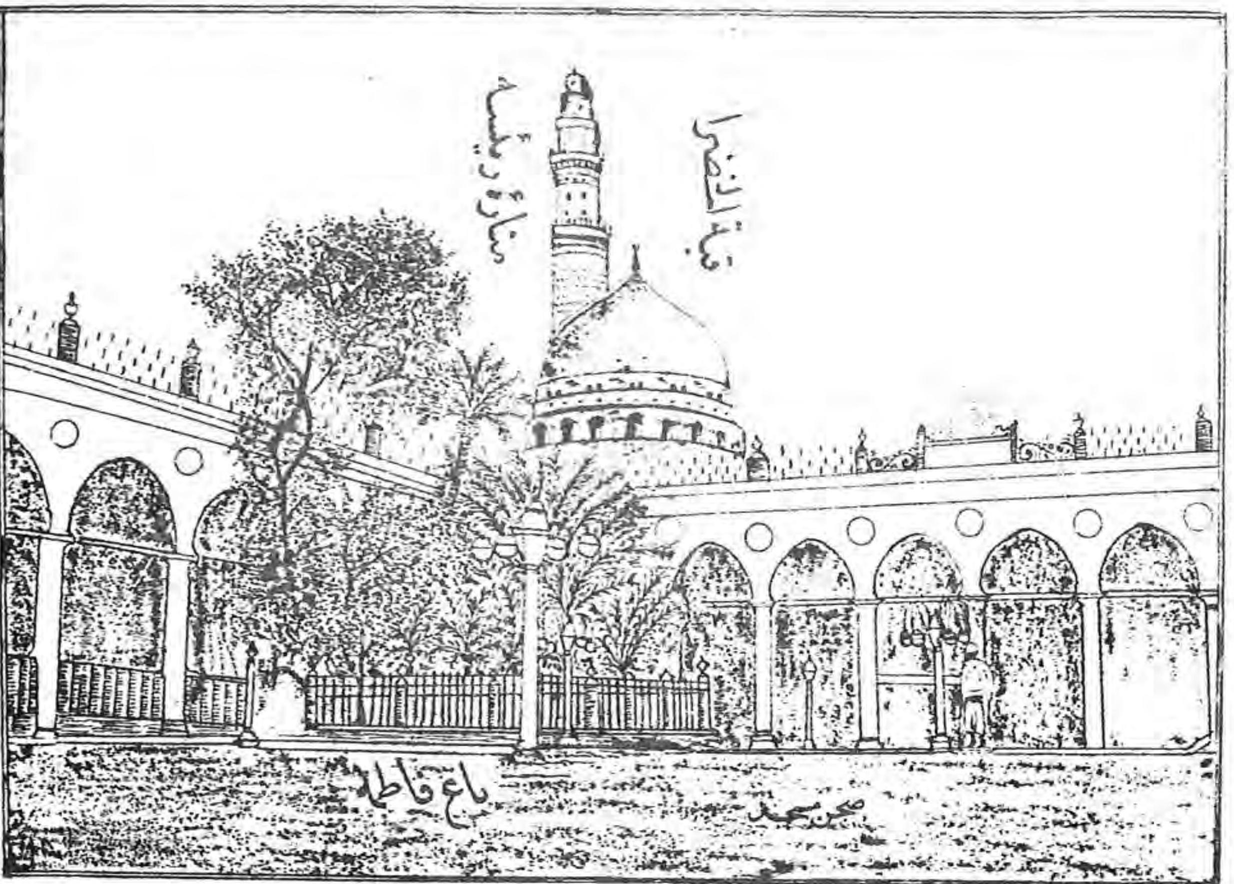


باب المخزن　　باب الطهاره للاغوات　　باب المدرسة　　باب المجیدی

منظر مسجد نبوى واقف صحن و مستقبل قبله



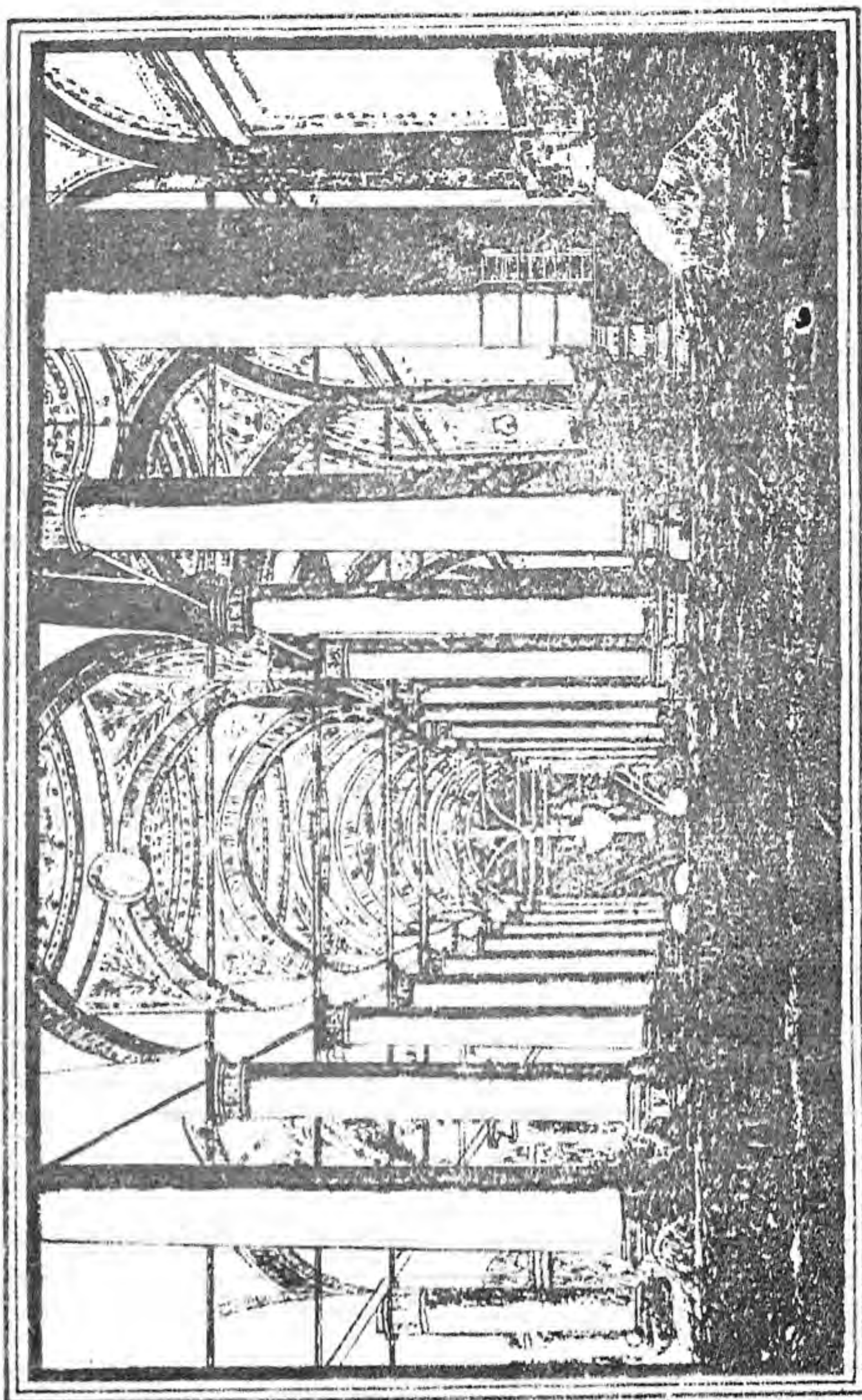
منظر داخل مسجد نبوی بر اقف صحن و مستقبل قبة الخضرا



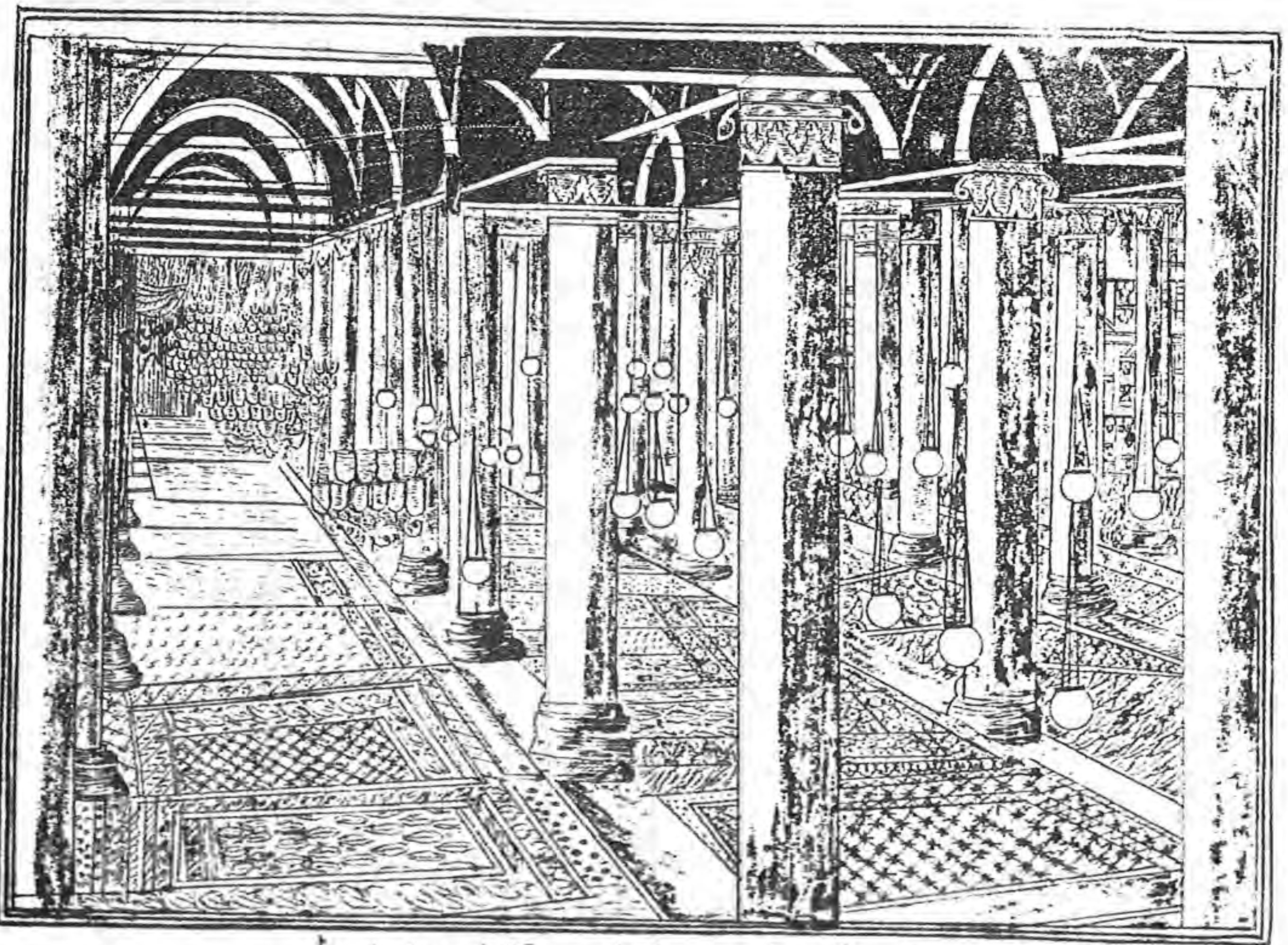


صفحه ۱۳۵، ۵۰.

منظر مسجد نبوی به مستقبل منارهٔ سلیمانیه



صفحہ ۱۴۵ - و منظر داخلی مسجد نبوی ابوقف تحانی باب جبرئیل ومستقبل باب الرحمن



منظر داخلی مسجد نبوی بواقف محاذی باب جبرئیل ومستقبل روضهٔ مطهره

ہوتے ہین اور مسجد مین داخل ہونے سے پہلے دروازے پر ذرا وقفہ کرے جیسے
کوئی صاحب مکان سے اذن طلب کرتا ہے۔ پھر نہایت ادب خشوع وخضوع کے ساتھ
دہنا پاؤن مسجد مین رکھے اور کہے اللّٰھم وفقنی واعنی علی ما یرضیک
ومن علی بحسن الادب السلام علیك ایہا النبی السید الکریم و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین اللھم
انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام
وادخلنا دارك دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام
رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من
لدنك سلطانا نصیرا وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان
زهوقا وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظلمین
الاخسارا اور پھر نیت اعتکاف الی الخروج کرے پھر روضہ مطہرہ کو آئے اور محراب

سلہ ترجمہ۔ اے میرے اللہ تیری خوشنودی کے کام کرلے کی مجکو توفیق دے اور ہمین میری مدد کر اور حسن ادب کی تعلیم سے مجہ پر احسان کر سلام ہو آپ پر ای نبی ای سردار کرم کرنے والے اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتین آپ پر ہون سلامتی ہو ہمپر اور خدا کے نیک بندو نپر۔ ای میرے اللہ تیرا نام سلام ہے اور سلامتی تیری ذات سے ہے اور سلامتی کا رجوع تیرے طرف ہے پھر ای ہمارے پروردگار ہمکو سلامتی کے ساتھ جلا اور داخل کر ہمکو تیرے گہر مین جو سلامتی کا گہر ہے ای ہمارے رب تو برکت والا ہی اور تیری ذات بلند ہے ای بزرگی والے اور ای بخشش والے ای رب مجکو خیر سے مدینہ مین داخل کر اور خیر ہی سے نکال اور میرے لئے اپنے طرف سے غلبہ اور نصرت عطا کر اور کہدو کہ حق آگیا اور باطل مٹگیا بیشک باطل مٹ ہی جانے والا تہا اور قرآن مین ہم وہ چیزین نازل کر رہے ہین جو ایمانداروں کیلئے شفا اور رحمت ہین اور نا انصافونکو تو اس سے اور بہی نقصان زیادہ ہو جاتا ہے ۱۲

نبوی کے پاس ممکن ہو تو مصلی نبوی یا اوس سے متصل یا منبر کے پاس اور نہو سکے تو روضہ سے کسی ایک مقام مین دو رکعتین تحیۃ المسجد کی پڑہے اگر اوسوقت نماز مکتوبہ کی جماعت ہوتی ہو تو جماعت مین شریک ہوجائے اوسمین تحیت بھی ادا ہوجاتی ہے۔ پھر اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر اور اوسکی حمد دل و زبان متفقہ سے ادا کرے اور رضا و توفیق خیر قبول اعمال نیک اور بلوغ مقاصد کی دعا کرے۔ روضۂ مطہرہ کی دعا بہتر ہے کہ ان الفاظ مین ہو اللّٰھم ان ھذہ روضۃ من ریاض الجنۃ شرفتھا وکرمتھا ومجدتھا وعظمتھا ونورتھا بنور نبیک وحبیبک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم کما بلغتنا فی الدنیا زیارتہ و ماثرہ الشریفۃ فلا تحرمنا یا اللہ فی الآخرۃ من فضل شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واحشرنا فی زمرتہ وتحت لوائہ وامتنا علی محبتہ وسنتہ واسقنا من حوضہ المورود بیدہ الشریفۃ شربۃ ھنیئۃ لا نظما بعدھا ابدا انک علی کل شیء قدیر

لہ ترجمہ اے میرے اللہ البتہ یہہ ایک روضہ ہے جنت کے باغوں مین سے تو نے اوسکو شرف دیا اسکو بزرگ کیا اوسکی بزرگی بیان کی اور اوسکی تعظیم کی اور تیرے نبی اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے اوسکو روشن کیا الٰہی جسطرح دنیا مین تو نے ہمکو اوسکی زیارت اور اوسکے بزرگ نشانونکی زیارت سے کامیاب کیا پھر ہمکو یا اللہ آخرت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی بزرگی سے محروم نکرنا اور ہمکو انکی جماعت مین اور انکے جھنڈے کے تحت مین محشور کرنا اور ہماری موت اونکی محبت و سنت کی تابعداری مین کرنا اور ہمکو اونکے حوض مورود پر اونکے مبارک ہاتھ سے کوثر پلانا ایسا مبارک پلانا کہ پھر ہمکو کبھی پیاس نہو لبتہ تو ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

آداب زیارتِ قبورِ شریف

پھر نیت زیارت کرکے نہایت ادب خشوع وخضوع سے باب جبرئیل پر سینے ہوتا ہوا جانب بائین قبور مبارک حد شرقی کے طرف سے نکلکر باب التوبہ کے روبرو زائر کے دہنے جانب کے مصراع یعنے دروازے کے کواڑ کے محاذی دست بستہ مودب کھڑا ہو اور نظر سر سید ہے حجرۂ شریف پر رہے گویا حضور کو دیکھ رہا ہی نقش ونگار حجرۂ جالی و دیوار وسقف مسجد کے تماشہ اور مشاہدہ مین مشغول نہو اور خم نہو۔ زمین کو بوسہ نہ دے اور سجدہ نکرے کہ ایسے کامون سے حضور ناخوش ہوتے ہین۔ سلام کے وقت یہہ خیال کرے کہ بھگوڑا غلام خدا کا گنہگار بندہ اپنے گناہون اور خطاؤن کو معاف کرا لینے خدا کے حکم کے موافق اوسکے پیارے نبی کو وسیلہ ٹہرانے اور عرض حال کرنے حاضر ہوا ہی حضور قبر شریف مین زندہ موجود ہین اس غلام کے سلام کو سنتے ہین اور خود ہی سلام کا جواب دیتے ہین پھر دبی آواز سے سلام الفاظ مذکور الذیل مین پڑہے۔

السّلام علیك ایها النبي السّید الکریم والرّسول العظیم والحبیب الرؤف الرّحیم ورحمة الله وبرکاته الصّلوة والسّلام علیك یاسیّدنا ومولانا ونبینا وحبیبنا وقرة اعیننا یا رسول الله الصلوة والسلام علیك

ترجمہ۔ سلام ہو آپ پر ای نبی ای سردار کرم کرنے والے اور ای رسول بڑی قدر والے اور ای الله کے دوست امت پر مہربان اور رحم کرنے والے اور آپ پر خدا کی رحمت اور اوسکی برکتین ہون۔ درود وسلام ہو آپ ای ہمارے سردار ہمارے مولا ہمارے نبی ہمارے حبیب اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ای الله کے رسول صلوۃ اور سلام ہو آپ پر

یا نبیَّ اللّٰه الصّلوة والسّلام علیك یا حبیب اللّٰه الصّلوة والسّلام علیك یا جمال ملك اللّٰه

الصّلوة والسّلام علیك یا نور عرش اللّٰه الصّلوة والسّلام علیك یا خیر خلق اللّٰه الصّلوة والسّلام

علیك یا شفیع المذنبین عند اللّٰه الصّلوة والسّلام علیك یا من ارسله اللّٰه تعالیٰ رحمةً

للعالمین وقد قال اللّٰه تعالیٰ في حقك العظیم ولو انّهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك

فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرّسول لوجدوا اللّٰه توّابا رّحیما الصّلوة

والسّلام علیك یا محمّد بن عبد اللّٰه بن عبد المطلب ابن

هاشم یا طٰه یا یٰسٓ یا بشیر یا سراج یا منیر یا مقدم جیش الانبیاء

والمرسلین وها انا یا سیّدي یا رسول اللّٰه قد جئتك هاربا من ذنوبي ومن

عملي ومستشفعا ومستجیرا بك الی ربي فاشفع لی یا شفیع الامّة اشفع

لي یا کاشف الغمّة اشفع لي یا سراج الظلمة اجرنی من النار یا نبيّ الرّحمة

سلہ ای اللہ کے نبی درود وسلام ہو آپ پر ای اللہ کے حبیب درود وسلام ہو آپ پر ای اللہ کے ملک کی روشنی درود اور سلام ہو آپ پر ای اللہ کے عرش کے نور۔ درود وسلام ہو آپ پر ای اللہ کے ساری مخلوقات سے بہتر درود اور سلامتی ہو آپ پر ای گنہگاروں کیلئے اللہ کے پاس سفارش کرنیوالے درود اور سلام ہو آپ پر ای وہ حضرت جسکو اللہ نے عالم کیلئے رحمت بناکر بھیجا ہو اور اللہ تعالی نے آپکے بزرگ حق مین فرمایا ہو اور ای پیغمبر جب ان لوگون نے (ہماری نافرمانی کرکے) اپنے اوپر آپ ظلم کیا تہا اگر اسوقت یہہ لوگ تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول (یعنی تم بھی) انکی معافی چاہتے تو (یہ لوگ) دیکھہ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنیوالا ہی درود وسلام ہو آپ پر ای محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ای طٰہٰ ای یٰس ای بشیر ای سراج ای منیر ای انبیاء و مرسلین کے لشکر کے آگے رہنے والے ذرا مجہ طرف دیکہنا ای میرے سردار ای اللہ کے رسول البتہ حضوری مین حاضر ہوا ہون درحالیکہ گریزان ہون اپنے گناہون اور بد اعمال سے طلب شفاعت کا اور طالب پناہ کا آپکی ذات سے پروردگار کے پاس پہر میری سفارش کرنا ای شفیع امت کے میری سفارش کرنا ای کہولنے والے بدلی کے

يارسول الله اتيناك زائرين وقصدناك راغبين وعلى بابك العالي

واقفين وبحقك عارفين فلا تردنا خائبين ولا عن باب شفاعتك

محرومين يا سيدي يارسول اسئلك الشفاعة واسئل الله تعالى

بك الوسيلة والفضيلة والدرجة الرّفيعة والمقام المحمود والحوض المورود

والشفاعة العظمى في اليوم المشهود ؏

يا خير من دفنت في الترب اعظمه ۔ فطاب من طيبهن القاع والاكم

نفسي الفداء لقبر انت ساكنه ۔ فيه العفاف وفيه الجود والكرم

انت الحبيب الذي ترجى شفاعتك ۔ عند الصراط اذا ما زلت القدم

انت الحبيب يا حبيب الله انت الشفيع يا شفيع المذنبين عند الله اشهد

میری سفارش کرنا ای چراغ اندہیری کے مجکو آتش دوزخسے بچانا ای نبی رحمت والے ۔
ع ای رسول اللہ کے ہم آپ کی زیارت کو آئے ہین اور آپکی رغبت کے ساتہہ آپکا قصد کئے آئے ہین اور آپ کے باب عالی پر کہڑے ہین آپ کے حقوق کو پہچانتے ہین پہر ہمکو ناکام نہ پہیرنا اور اپنی شفاعت کے دروازے سے محروم نکرنا۔ ای ہمارے سردار ای ہمارے رسول مین آپسے شفاعت کا طالب ہون اور خدا سے چاہتا ہون کہ آپکو ہمارا وسیلہ بناوے آپکو بزرگی بخشے بلند درجہ دے مقام محمود اور حوض جسپر لوگ جمع ہونگے دے اور قیامت کے دن شفاعت عظمی آپکو مرحمت فرماوے ۔ ای بہتر اون تمام کے جنکی ہڈیان مٹی مین دفن ہوی ہین ۔ پہر اونکی خوشبو سے سارا صحرا و جنگل مہک اوٹھا ہو ۔ جس قبر مین آپ آرام فرماتے ہو اوس قبر پر میری جان فدا ہے ۔ کیونکہ اوسمین عفت ہے جود ہے اور بخشش ہے ۔ آپ وہ حبیب ہین جسکی شفاعت کی امیدواری پلصراط پر ہے جبکہ قدمین پہسلا کرینگے ۔ آپ حبیب ہین ای اللہ کے حبیب ۔ آپ شفیع ہین یا گنہگارون کے شفیع نزدیک اللہ کے مین گواہی دیتا ہون ۔

انكَ یارسول اللہ قد بلغت الرّسالة وادیت الامانة ونصحت الامة
وکشفت الغمة وجلیت الظلمة وجاھدت فی سبیل اللہ حق جہادہ
وعبدت ربّك حتی اتاك الیقین جزاك اللہ تعالی عنا وعن والدینا
وعن الاسلام خیر الجزاء ونسئلك الشفاعة ان تشفع لنا عند اللہ
یوم العرض یوم الفزع الاکبر یوم لاینفع مال ولابنون الامن اتی
اللہ بقلب سلیم اشفع لنا ولوالدینا ولجیراننا ولمشائخنا ولاستاذنا
ولمن احسن الینا ولمن اوصٰنا وقلدنا عندك بدعاء الخیر والزیارة
الصلوٰة والسلام علیك یاسلطان الانبیاء والمرسلین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پھر داہنے بازو ہٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پران الفاظ مین سلام پڑہے۔

السّلام علیك یاسیدنا ابابکر الصدیق السّلام علیك یاخلیفة

عہ ای اللہ کے رسول کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ کی امانت کو پہنچایا۔ امت کی خیرخواہی کی بدلی کو کھولا۔ اندہیری کو روشن کیا اللہ کی راہ مین کوشش کرنے کے حق سے کوشش کی اور وقت وفات تک خدا کی عبادت کی اللہ آپ کو جزای خیر دے ہمارے طرف سے ہمارے والدین کے طرف سے اور اسلام کے طرف سے بہتر جزا۔ اور ہم آپ سے شفاعت کے خواستگار ہین یہہ کہ آپ اللہ کے پاس ہماری شفاعت کرین اوسدن کہ اعمال تبلائے جائین بڑی گھبراہٹ کے دن جسدن کہ مال واولاد نفع رسان نہین ہونگے مگر وہ جو خدا کے حضور مین قلب سلیم سے آیا ہو۔ ہماری شفاعت کرنا ہمارے والدین کی ہماری ہمسایونکی شیوخ کی اوستادونکی اور محسنون کی اور اوس شخص کی جسنے ہمکو وصیت کی اور دعای خیر و زیارت کا بوجہہ ہمارے گردن پر رکہا۔ درود وسلام ہو آپ پر ای بادشاہ انبیا اور مرسلین کے اور اللہ کی رحمت اور برکتین آپ پر نازل ہون۔

عہ سلام ہو آپ پر ای ہمارے سردار ابوبکر صدیق سلام ہو آپ پر ای خلیفۂ اللہ کے۔

رسول اللہ فی التحقیق السلام علیک یا صاحب رسول اللہ السلام علیک
یا خلیل حبیب اللہ السلام علیک یا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار السلام
علیک یا امام المھاجرین والانصار السلام علیک یا من انفق مالہٗ
کلہ فی حب اللہ وحب رسولہ حتی تخلل بالعبا رضی اللہ تعالیٰ عنک
وارضاک احسن الرضا وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک ومأواک
السلام علیک یا اول خلفاء الراشدین وتاج العلماء المھدیین وصھر
المصطفی النبی الامین ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
پھر ایک قدم داہنے جانب ہٹے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ان الفاظ میں سلام پڑھے
السلام علیک یا سیدنا عمر بن الخطاب السلام علیک یا ناطق بالعدل
والصواب السلام علیک یا حفی المحراب السلام علیک یا مُظہر دین

سے رسول کے خلیفہ سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ کے صحابی۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب کے خلیل۔ سلام ہو آپ پر اے مقصود آیۂ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار کے سلام ہو آپ پر اے امام مہاجرین و انصار کے۔ آپ پر سلام ہو اے وہ جنہنے اپنے سارے مال کو اللہ و رسول کی محبت میں خرچ کر دیا یہاں تک کہ صرف عبا سے رہگئے۔ اللہ آپ سے رضی ہو اور آپکو رضی کرے اچھا رضی ہونا۔ اور جنت کو آپکا گھر مسکن محل اور پناہ گاہ بنا دے سلام ہو آپ پر اے خلفاے راشدین سے اول خلیفہ ہدایت والے علما کے سرتاج حضرت مصطفےٰ نبی امین کے خسر۔ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں آپ پر ہوں ۱۲

سلہ ترجمہ۔ سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار عمر بن خطاب سلام ہو آپ پر اے بات کرنے والے عدل اور صواب کے۔ سلام ہو آپ پر اے دین مستقیم والے سلام ہو آپ پر اے مدد کرنے والے

الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام السلام علیک یا ابا الفقراء والضعفا

والارامل والایتام انت الذی قال فی حقک سید البشر لو کان نبی من

بعدی لکان عمر رضی اللہ تعالی عنک وارضاک احسن الرضا وجعل الجنۃ

منزلک ومسکنک ومحلک وماوٰئک السلام علیک یا ثانی الخلفاء وتاج

العلماء وصہر النبی المصطفی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پھر امین صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے ٹہرے اور کہے۔

السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ السلام علیکما یا معینی رسول اللہ

السلام علیکما ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پھر قبلہ کے طرف متوجہ ہو اسطرح کہ پیٹھ حجرۂ شریف طرف ہو اور ہاتھ اوٹھا کر یہہ دعا کرے

اللّٰھم یا رب العالمین یا رجاء السائلین یا امان الخائفین و یا حرز

سہ دین اسلام کے سلام ہو آپ پر ای توڑنے والے بتون کے سلام ہو آپ پر ای فقیروں ضعیفون بیوگون اور یتیموں کے باپ۔ آپ ہین جنکے حق مین حضرت سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو البتہ عمر ہوتے اللہ تعالی راضی ہو آپ سے اور آپ کو راضی کرے اچھا راضی کرنا اور جنت کو آپکی منزل مسکن محل اور ماوی بناوے سلام ہو آپ ای دوسرے خلیفہ خلیفون سے علما کے تاج اور نبی مصطفے کے سسر۔ اللہ کی رحمت اور اوس کی برکتین آپ پر ہون۔ ۱۲

عہ سلام ہو آپ پر ای دو وزیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام ہو آپ پر ای دو مددگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام ہو آپ دونون پر رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی۔

سلہ ای ہمارے اللہ عالم کے پروردگار مانگنے والون کے امیدگاہ ڈرنے والون کو امن دینے والے توکل کرنے والون کو بچانے والے۔

المتوکلین یاحنان یامنان یادیان یاسلطان یاسبحان یاقدیم الاحسان

اللهم بحرمة سیدنا محمد وآل سیدنا محمد وازواج سیدنا محمد وذریات

سیدنا محمد وسیدنا ابی بکر الصدیق وسیدنا عمر الفاروق وسیّدنا

عثمان ذی النورین وسیدنا علی المرتضی وانت یا الله الرّب الاعلی

فاطر السمٰوٰت والارض وبجاه سیدنا الحسن والحسین وانت المحسن الینا

وبجاه سیدنا اسمعیل وانت یا الله دیا سامع الدعاء اسمع دعائنا وتقبل

زیارتنا وامن خوفنا واستر عیوبنا واغفر ذنوبنا وارحم امواتنا وتقبل

حسناتنا وکفر سیاٰتنا واجعلنا یا الله عندك من العائذین الفائزین

الشاکرین المحبورین من الذین لاخوف علیهم ولاهم یحزنون برحمتك

یا ارحم الراحمین یارب العالمین۔

سه ای مہربان ای احسان کرنے والے ای جزا دینے والے ای غلبہ والے ای پاک ذات ای قدیم احسان والے الٰہی بحرمتہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بحرمتہ اونکی آل ازواج اور ذریات کے اور بحرمتہ ہمارے سردار ابوبکر صدیق اور ہمارے سردار عمر فاروق اور ہمارے سردار عثمان ذوالنورین اور ہمارے سردار علی مرتضی کے اور تو یا اللہ بلند رتبہ والا رب ہی آسمانون اور زمینون کو پیدا کرنے والا اور بحرمتہ ہمارے سردار حسن اور حسین کے اور تو ہمار امحسن ہے اور بحرمتہ ہمارے سردار اسمعیل کے اور تو یا اللہ ای دعاؤن کو سننے والے ہماری دعا کو سن ہماری زیارت کو قبول کر ہمکو ڈر سے امن دی ہمارے عیبونکو ڈھانپ ہمارے گناہون کو بخش ہمارے مردون پر رحم کر ہمارے نیکیونکو قبول کر گناہون سے درگذر کر ای اللہ ہمکو اپنے نزدیک پناہ لینے والون سے کامیابون سے شکر گذارون سے خوشحالون سے کرجن پر کسی قسم کا خوف نہین اور وہ غمگین ہونے والے نہین اپنی رحمت سے ای رحم کرنے والون سے بڑے رحم کرنے والے ۱۲

اوسکے بعد فرق مبارک حضور کے طرف رجوع کرے اور کھڑا ہوکر دست بستہ پڑہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ

ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی

اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ان اللہ وملٰئکتہ

یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللھم

صل وسلم وبارک علیہ [۱]

پھر ستر مرتبہ (صلی اللہ علیک وسلم یا رسول اللہ) [۲] کہے پھر یہہ دعا پڑہے۔

اللھم انی اسئلک بحرمۃ ھذا النبی الکریم ان ترزقنی ایمانا کاملا

ثابتا یباشر بہ قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی

---

[۱] شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔ (لوگو) تمہارے پاس تم ہی مین کے ایک رسول آئے ہین تمہاری تکلیف اون پر شاق گذرتی ہے اور اون کو تمہاری بہبودی کا ہوکا ہے اور وہ مسلمانون پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہین اس پربھی یہہ لوگ سرتابی کرین تو (ای پیغمبر ان سے صاف) کہدو کہ مجہ کو خدا بس کرتا ہے اوسکی ذات کے سوا ای کوی معبود نہین اوسی پر مین بہروسہ کرتا ہون اور عرش جو (مخلوقات مین سب سے) بڑا ہے اوس کا بھی وہی مالک ہے۔ تحقیق کہ خدا اور اوسکے فرشتے پیغمبر پر درود بہیجتے (رہتے) ہین تو مسلمانو (تم بھی پیغمبر پر درود وسلام بہیجتے رہو۔ ای اللہ صلوۃ وسلام اور برکت نازل کر اون پر ۱۲

[۲] صلوۃ وسلام خدا کے طرف سے آپ پر ہو ای رسول اللہ کے۔ ۱۲

[۳] ای اللہ البتہ مین تجہسے مانگتا ہون بتوسل اس نبی کریم کے کہ نصیب کر مجکو ایمان کامل ثابت جس سے خوش رہے میرا دل اور یقین صادق یہانتک مین جانلون کہ نہین پہنچیگی مجکو کوئی شے مگر وہ جو تو نے میرے لئے مقدر کر رکھا ہے

وعلما نافعا وقلبا خاشعا ولسانا ذاكرا وولدا صالحا ورزقا واسعا

وحلالا طيبا وتوبة نصوحا وصبرا جميلا واجرا عظيما وعملا صالحا

مقبولا وتجارة لن تبور يا نور النور يا عالما بما فى الصدور واخرجنى وجميع

المسلمين من الظلمات الى النور فى الدنيا وتوفنى مسلما والحقنى بالصلحين

برحمتك يا ارحم الراحمين يا رب العالمين۔

پھر متوجہ قبلہ ہوکر یہہ دعا پڑہے۔

اللهم لا تدع لنا فى مقامنا هذا الشريف بين يدى سيدنا رسول الله

ذنبا الا غفرته ولا هما يا الله الا فرجته ولا عيبا يا الله الا سترته ولا مريضا

يا الله الا شفيته وعافيته ولا مسافرا يا الله الا رديته ولا غائبا يا الله الا رددته

ولا عدوا يا الله الا خذلته ودمرته ولا فقيرا يا الله الا اغنيته ولا حاجة يا الله

سہ اور علم نافع اور دل ڈرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور اولاد صالح اور رزق کشادہ اور حلال پاکیزہ اور توبہ نصوح اور صبر جمیل اور اجر عظیم اور نیک عمل جو مقبول ہو اور وہ تجارت جسمین نقصان نہو اى نور کے نور اى جاننے والے دلون کے حالات کے مجکو اور سارے مسلمانون کو اندہیری سے طرف نور کے نکال دنیا مین اور میری موت اسلام پر کر اور مجہہ کو نیک لوگون کے ساتھ ملا اپنی رحمت سے اى رحم کرنیوالون کے بڑے رحم کرنے والے اى عالم کے پروردگار۔۱۲

سلہ اى اللہ اس بزرگ مقام مین حضرت رسول اللہ صلى اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہماری ساری گناہونکو بخش اى اللہ ہماری ساری مشکلون کو کہول دے اى اللہ ہمارے سارے عیبونکو پوشیدہ کر اى اللہ ہماری بیماروں کو شفا اور عافیت دے اى اللہ ہمارے سارے مسافرونکو انکے اوطان کو پہنچا اى اللہ ہماری غیب ہوئونکو واپس لا۔ اى اللہ ہماری کل دشمنونکو رسوا اور ہلاک کر اور اى اللہ ہمارے محتاجون کو غنی کر اور اى اللہ

مِنْ حوائج الدنیا والاخرۃ لک فیہا صلاح الا قضیتہا ویسّرتہا اللّٰھم اقض

حوائجنا ویسر امورنا واشرح صدورنا وتقبل زیارتنا وآمن خوفنا واستر

عیوبنا واغفر ذنوبنا واکشف کروبنا واختم بالصالحات اعمالنا وردغربتنا

الی اھلنا واولادنا سالمین غانمین مستورین من عبادک الصّالحین من

الذین لاخوف علیھم ولاھم یحزنون برحمتک یا ارحم الراحمین یا

ربّ العالمین۔

پھر واپس آکر مقام جبرئیل کے محاذی کھڑا ہوکر ملائکہ پر سلام پڑہے

السّلام علیک یاسیدنا جبرئیل السلام علیک یاسیدنا میکائیل

السلام علیک یاسیدنا اسرافیل السّلام علیک یاسیدنا عزرائیل

السّلام علیکم یاملائکۃ المقربین من اھل السّمٰوات والارضین کافۃ

عامّۃ السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

ے ہماری دنیا اور آخرت کی کل حاجتونکو جنمین تو خوبی دیکھتا ہو بر لا اور آسان کر ای اللہ ہماری حاجتونکو پوری کر ہمارے کل کام آسان کر ہمارے دلونکو کھول ہماری زیارت قبول کر ہمکو ڈر سے امن دے ہماری عیوب کو پوشیدہ کر ہماری گناہونکو بخش ہماری سختیونکو کھول اور ہمارا خاتمہ نیک اعمال پر کر ہماری مسافرت کو ختم کرکے اہل وعیال مین پہنچا درحالیکہ ہم صیحیح وسالم رہین مظفر مستور رہین تیرے نیک بندونسے جن پر نہ خوف ہوا اور نہ وہ غمگین ہونیوالے ہین اپنی رحمت سے ای رحم کرنے والونسے بڑے رحم کرنے والے ای پروردگار عالم کے۔ ۱۲

لہ سلام ہو تمپر ای سیدنا جبرئیل سلام ہو تمپر ای سیدنا میکائیل سلام ہو تمپر ای سیدنا اسرافیل سلام ہو تمپر ای سیدنا عزرائیل سلام ہو تمپر ای کل مقرب فرشتے آسمانون اور زمینون کے سلام ہو تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتین ۱۲

پھر باب فاطمہ کے مقابل کھڑا ہوکر یون سلام پڑھے۔

السلام علیكِ یا سیدتنا فاطمۃ الزهراء یا بنت رسول اللّٰه السلام علیكِ یا بنت
حبیب اللّٰه السلام علیكِ یا بنت المصطفی السلام علیك یا خامسۃ اهل الکساء
السلام علیكِ یا زوجۃ امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی کرم اللّٰه وجہہ فی الجنۃ
السلام علیكِ یا ام الحسن والحسین السیدین الشهیدین الکوکبین القمرین
النیرین الشابین شباب اهل الجنۃ فی الجنۃ ابی محمد الحسن وابی عبد
اللّٰه الحسین رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما وعنكِ وارضاكِ احسن الرضا وجعل
الجنۃ منزلكِ ومسکنكِ ومحلكِ وماوئكِ السلام علیكِ وعلی ابیكِ
المصطفی وبعلك علی المرتضی وبنیك الحسنین ورحمۃ اللّٰه وبرکاتہ[1]۔

پھر باب جبرئیل طرف منھہ کرکے اہل بقیع غرقد پر سلام پڑھے۔

السلام علیکم یا اهل البقیع یا اهل الجناب الرفیع انتم السابقون ونحن

---

[1] سلام ہو تمپر ای ہماری سردار فاطمہ زہرا ای بیٹی رسول اللہ کی سلام ہو تمپر ای بیٹی نبی اللہ کی سلام ہو تم پر ای بیٹی حبیب اللہ کی سلام ہو تمپر ای بیٹی مصطفے کی سلام ہو تمپر ای پانچوین چادر والون کی سلام ہو تمپر ای بی بی امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی جنت مین سلام ہو تمپر ای مان حسن اور حسین کی جو دو سردار تھی دو شہید تھے دو ستارے تھے دو چاند تھے دو آفتاب تھی جوانان جنت سے دو جوان تھے جنت مین جنکے نام ابو محمد الحسن اور ابو عبد اللہ الحسین ہے۔ راضی ہو اللہ تعالی اون سے اور تم سے اور راضی کرے تمکو اچھا راضی کرنا اور جنت کو تمھاری منزل مسکن محل اور ماوی بناوے۔ سلام ہو تمپر اور تمھارے باپ مصطفے پر اور تمھاری شوہر علی مرتضی پر اور تمھارے فرزندان حسنین پر اور اللہ کی رحمت اور اوسکی برکتین۔ ۱۲

[2] سلام ہو تمپر ای اہل بقیع ای بلند مقام والو تم آگے ہو چکے ہو اور ہم

انشاء اللہ تعالیٰ بکم لاحقون ابشروا بان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث

من فی القبور انسکم اللہ تعالیٰ شوفکم اللہ تعالیٰ بقول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ؎

پھر جانب شام منھ کرکے سیدنا حمزہ اور شہدای احد پر یون سلام پڑہے۔

السّلام علیک یا سیدنا حمزۃ بن عبد المطلب السّلام علیک یا عم رسول

اللہ السلام علیک یا عم نبی اللہ السّلام علیک یا عم حبیب اللہ السلام

علیک یا عم المصطفیٰ السلام علیک یا سیّد الشہدا و یا اسد اللہ ویا اسد

رسولہ السّلام علیکم یا شہداء یا سعداء السّلام علیکم بما صبرتم فنعم

عقبی الدار السّلام علیکم یا شہداء احد کافۃ عامۃ ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ؎۔

پھر اگر کسی نے سلام کی وصیت کی ہوا وسکو پوری کرے یعنے جسکو سلام پہنچانا ہی اوسکی

سلام کی جاے پر آوے اور کہے یا فلان السلام علیک من فلان ابن فلانۃ۔ یا

؎ انشاء اللہ تعالیٰ ہم تم سے آکر ملنے والے ہین خوش خبری ہو تمکو کہ قیامت آنے والی ہے اوس مین کوی شک نہین اور البتہ اللہ قبور مین سو تیوالون کو اٹھائیگا اللہ تمکو انست دی اللہ تمکو بزرگی دے ساتھ قول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ کے ۱۲

؎ سلام ہو تمپر ای ہمارے سردار حمزہ بن عبد المطلب سلام ہو تمپر ای رسول اللہ کے چچا سلام ہو تم پر ای نبی اللہ کے چچا سلام ہو تمپر ای حبیب اللہ کے چچا سلام ہو تمپر ای مصطفے کے چچا سلام ہو تمپر ای شہیدونکے سردار ای اللہ کے شیر ای رسول اللہ کے شیر سلام ہو تمپر ای شہدا ای نیک بختو سلام ہو تمپر تمھاری صبر کی وجہ پھر اچھا ہی عاقبت کا گھر سلام ہو تمپر ای احد کے کل شہیدو اور رحمت اللہ کی اور برکتین۔ ۱۲

یا فلان یسلم علیک فلان ابن فلان اور اگر سلام عورت کا ہے تو فلان کی جائی فلانہ اور یسلم کی جای تسلم کہے۔

الحمد للہ کہ مسجد نبوی اور اوسکے ملحقات اور لوازم کا بیان مع آداب زیارت وادعیہ زیارت ختم ہوچکا اب یہان سے دوسرے مآثر نبوی کا حال مختصراً لکھا جاتا ہے تاکہ کتاب حتی الوسع تمامی مآثر کے بیان پر شامل رہے۔

مساجد مدینہ

مسجد نبوی کے حالات رقم ہونے کے بعد مناسب نظر آتا ہے کہ دوسرے اون مساجد کا ذکر ہو جو مدینہ منورہ مین اور اوسکے اطراف ہین۔

(۱) **مسجد قبا**۔ مسجد نبوی کے بعد اسی مسجد کا درجہ ہے۔ اوسکی ابتدائی بنا کا حال ابتدای کتاب مین بیان ہوچکا ہے اور اوسکے بعض فضایل بھی رقم ہوچکے ہین اکثر مفسرین کا بیان ہے کہ اسلام مین اول مسجد جو تعمیر ہوی وہ مسجد قبا ہے اور آیہ لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم الخ اسی مسجد کے شان مین اوتری ہے۔ اگرچہ بعض کہتے ہین کہ آیۃ مذکور مسجد نبوی کے حال مین اوتری ہے لیکن تحقیق اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شان نزول آیۃ اگرچہ مسجد قبا ہے لیکن یہہ حکم ہر دو مساجد کو شامل ہے۔ صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شنبہ کو کبھی پیدل اور کبھی سوار مسجد قبا کو تشریف فرما ہوتے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بھی یہی عادت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ مسجد قبا کی بنا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ پتھر اوٹھاتے تھے اگر یہہ مسجد دنیا کے کسی کنارہ مین ہوتی تو اوس کی زیارت کے لئے ہم دور و دراز کا سفر اختیار کرتے اور فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا کہ اوسنے مسجد قبا کو ہمسے نزدیک کردیا اور اگر وہ مسجد دنیا کے کنارے ہوتی تو ہم اونٹون کے جگر توڑ کر اوسکی زیارت کے لئے سفر کرتے۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ فرمایا مسجد قبا مین ایک بار دو رکعت نماز پڑہنا میرے نزدیک مسجد بیت المقدس کے دوبار زیارت کرنے سے محبوب تر ہے حدیث شریف مین ہے من صلی فی المساجد الاربعۃ غفر لہ ذنوبہ؁ ترجمہ جسنے چار دن مساجد مین نماز پڑہی اوسکے سارے گناہ بخشے جاتے ہین۔ چار مسجد سے مراد مسجدِ حرام مسجد نبوی۔ مسجد قبا۔ اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس ہے۔ طول وعرض قبا کا برابر ۶۶ ذراع ہے۔ بعضے مورخون کا بیان ہے کہ منارہ کے جانب کسیقدر حصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس مسجد کے تزئین مین بھی سعی کی ہے۔ طول زمانہ پر یہہ مسجد بھی منہدم ہوتی گئی تو زمانے کے امرا اور سلاطین اوسکی تجدید اور تعمیر کرتے رہے۔ سعد بن خیثمہ کا مکان اس مسجد کے قبلہ کے سمت تھا اور دروازہ بھی اسیجانب۔ تحویل قبلہ کے بعد وہ دروازہ مسدود کردیا گیا۔ اسی مسجد مین تیسرے ستون کے پاس حضور کا مصلا تھا۔ اسی مسجد کے رکن غربی کے طرف ایک مسجد

(۲) مسجد علی کے نام سے مشہور ہے غالبًا اسی جا سعد بن خیثمہ کا مکان

تھا حضور نے اس مکان مین خواب راحت فرمایا تھا اور وضو کر کے نماز پڑہی تھی شایق کو چاہیئے کہ ضرور اس مسجد یعنے مسجد علی مین نماز پڑہے۔ سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر سے وضو کر کے نکلا اور مسجد قبا کو آکر نماز پڑہی تو اوسکو عمرہ کا ثواب ہے۔ اس وقت صحن مسجد سے متصل کمان کے پاس کسی قدر بلند مقام ہے اوس کے محراب پر ایک پتھر پر آیہ لمسجد اسس علی التقوی الخ منقوش ہی یہی مقام مصلای نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صحن مسجد مین جو ایک قبہ ہے وہ حضور کی اونٹنی کے بیٹھنے کی جاے ہی اوسکو مبرک الناقہ کہتے ہین۔ منارہ عمر بن عبد العزیز کا بنایا ہوا ہے۔ اس مسجد کے ضد مین منافقون نے ایک مسجد بنائی تھی جسکا نام قرآن مجید مین مسجد ضرار سے بتایا گیا ہے جسکے باب مین خدا نے حضور کو اس مسجد مین نماز پڑہنے سے منع فرمایا اور ارشاد ہوا لا تقم فیہ ابدًا یعنے کبھی اس مسجد ضرار مین نماز نہ پڑہنا۔ یہہ مسجد حضور کے حکم سے جلادی گئی اور کوڑا کرکٹ اوس جای ڈالنے لگے اسوقت اوسکا نام و نشان تک باقی نہین۔

قبا مین ایک اور مسجد ہے جسکو (۳) مسجد ابوبکر کہتے ہین غالبا یہہ کلثوم بن الہدم کے مکان کی جاے ہے جہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام قیام قبا مین تشریف رکھتے تھے (۴) مسجد عشرہ نام والی اور ایک مسجد ہے۔ بیر اریس کے متصل اور ایک مسجد ہے ان تینون مسجدون

کا ذکر محدث مدراسی مولانا مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم نے اپنے کتاب قوت الارواح مین کیا ہے ان سارے مسجدون کی زیارت کی جائے محرر سطور نے اور ایک مسجد دیکھی جسکو (۵) **مسجد فاطمہ** کہتے ہین اوس مسجد مین ایک محراب مین ایک پتھر ہے جسکو لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چکی کہکے بتلاتے ہین۔ واللہ اعلم (۶) **مسجد بیر ادریس یا مسجد بیر خاتم** جسکا اوپر ذکر ہوا ہے ایک باولی کے پاس ہے جسکو بیر ادریس کہتے ہین۔ ادریس ایک یہودی کا نام تھا یہہ باولی اوس سے منسوب ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس باولی مین گری تھی اوسکا تفصیلی حال انشاء اللہ باولیون کے ذکر مین آئیگا۔

(۷) **مسجد الجمعۃ یا مسجد الوادی یا مسجد عاتکہ** یہہ تینون نام ایک ہی مسجد کے ہین۔ اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے کہ جب حضور قبا سے مدینے کے طرف متوجہ ہوے قبیلۂ بنی سالم بن عوف مین پہنچے نماز جمعہ کا وقت ہو چکا تھا حضور نے وہین نماز جمعہ ادا کی۔ حضور کے مدینہ کو رونق افروز ہونے کے بعد اول نماز جمعہ جو مدینہ مین پڑہی گئی وہ اسی مسجد مین تھی۔ اس مسجد کے قریب ایک وادی ہے جسمین بنی سالم کے مکانات تھے۔ عتبان بن مالک کا مکان بھی اسی وادی مین تھا۔ ایک روز عتبان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آئے اور کہا کہ میری قوت باصرہ بہت ضعیف ہو گئی بارش اور پانی کے

وقت مسجد قبیلہ کو آنا مجھے دشوار ہے اگر حضور میرے گھر کو تشریف لائین اور وہان نماز پڑہین تو مین اوس کو اپنا مصلا بنا لونگا اور ضرورت کے وقت وہین نماز پڑہا کرونگا وادیٔ بنی سالم مین دو مسجدین ذکر کی گئین ہین ایک مسجد صغیر وہی مسجد الجمعہ ہے۔ اور دوسری مسجد کبیر غالبا عقبان کے گھر کی مسجد ہے۔ یہہ مسجد منہدم ہو گئی تھی نوین صدی مین بعض عجمیون نے اوسکی تجدید کی۔ اس مسجد کا طول قبلہ سے شام تک بیس ذراع ہے اور عرض مشرق سے مغرب تک ساڑہے سولہ ذراع۔

(۸) **مسجد الفضیخ** جس کو **مسجد الشمس** بھی کہتے ہین یہہ ایک چھوٹی مسجد ہے۔ مسجد قبا سے قریب جانب مشرق ایک بلند ٹیکری پر سیاہ پتھر سے بنی ہوئی ہے اوس پر سقف نہین اوسکا طول وعرض ہر دو برابر گیارا ذراع ہے۔ محاصرۂ بنی النضیر مین اس جانب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈیرہ دیا گیا تھا حضور نے یہان چھے روز نماز پڑہی تھی اوس جای مسجد بنا دی گئی۔ ابن شیبہ اور ابن زبالہ کہتے ہین کہ انصاری لوگ یہان بیٹھکر فضیخ نامی ایک قسم کی شراب پیتے تھے جسوقت عموم خمر کی حرمت پر آیت اوتری تو اوس جای جس قدر فضیخ محفوظ تھی زمین پر بہا دی گئی اسی وجہ سے اوس کو مسجد فضیخ کہتے ہین۔ غالبًا یہہ خبر بنای مسجد سے پہلے کی ہو۔ اور چونکہ یہہ مسجد بلندی پر ہے اور طلوع شمس کا اثر سب سے پہلے اسپر ہوتا ہے اسلئے اسکو مسجد شمس کہتے ہین نہ کہ معجزۂ ردِ شمس اوسپر ہوا۔ کیونکہ واقعہ ردشمس بلاد خیبر سے مقام صہبا مین ہوا۔ اور یہہ مسجد عوالی مدینہ مین ہے۔

(۹) **مسجد بنی قریظہ** ہے حرہ شرقیہ کے نزدیک باغون کے اخیر مسجد شمس کے مشرق طرف یہہ مسجد ہے محاصرۂ بنی قریظہ مین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام مین اترے تھے پھر وہان مسجد بنادی گئی اوس مسجد کے پاس ایک عورت کا گھر تھا جسمین حضور نے نماز پڑہی تھی ولید بن عبد الملک نے بنای مسجد کے وقت اس گھر کو بھی مسجد بنی قریظہ مین شامل کر دیا۔ قدیم عمارت مین اوس گھر پر ایک منارہ تھا مثل منارۂ مسجد قبا کے اور اس مسجد کی شکل بھی مسجد قبا کی سی تھی مرور زمانہ پر اسوقت مسجد باقی نہین۔ اوسکی جای ایک نصف قد آدم دیوار کا محاصرہ ہے۔ اوسکا طول قبلہ سے شام تک چوالیس ذراع اور عرض مشرق سے مغرب تک ترتالیس ذراع ہے۔

(۱۰) **مسجد مشربۃ ام ابراھیم** حرہ شرقیہ سے متصل نخلستانون کے درمیان مسجد بنی قریظہ کے شمال مین ایک چار دیواری بلا سقف ہے قبلہ سے شام تک گیارہ ذراع اور مغرب سے مشرق تک چودہ ذراع اسجای حضور نے نماز پڑہی تھی۔ مشربہ باغیچہ کو کہتے ہین۔ اس جای ام المومنین ماریہ قبطیہ کے ملک سے جو حضرت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مان تھین ایک باغ تھا اسجای سیدنا ابراہیم کی ولادت بھی ہوی تھی۔ ماریۂ قبطیہ نہایت جمیلہ تھین حضور کو بہت پسند اور منظور نظر تھین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ناگوارگی خاطر کے اندیشہ سے حضور نے ماریہ رضی اللہ عنہا کو پہلے حارثہ بن النعمان کے گھر مین رکھا تھا پھر عوالی مدینہ مین اونکا مقام مقرر فرمایا

اور خود کبھی کبھی اونکے مکان کو تشریف لیجایا کرتے تھے۔

(۱۱) **مسجد بنی ظفر**۔ اس کو **مسجد بغلہ** بھی کہتے ہین اور عوام الناس **سفرۂ پیغمبر** کہتے ہین یہہ مسجد فاطمہ بنت اسد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان کے قبہ کے راستے سے بقیع کے مشرق کے طرف واقع ہے اس مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پتھر پر تشریف رکھے تھے آپ کے ساتھ اصحاب سے ابن مسعود اور معاذ بن جبل تھے حضور نے ایک قاری کو قرآن پڑھنے کے لئے فرمایا جب آیہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا الخ پڑھی گئی حضور رونے لگے اور فرمایا کہ خداوندا مین اون لوگون کے حال کا گواہ ہون جن کو مین نے دیکھا ہے اور جنکو مین نے دیکھا نہین اونکا حال کیا جانون۔ اہل تاریخ کہتے ہین کہ اس پتھر کی ایک خاصیت ہے کہ جس عورت کو حمل نہوا ہو اس پتھر پر بیٹھنے سے حاملہ ہوتی ہے اور مدینہ والون مین اس پتھر کا مذکور اکثر معروف ومشہور ہے۔ سید سمہودی اپنے زمانہ مین لکھتے ہین کہ اس وقت اس مسجد مین کوئی پتھر نہین مگر داخل مسجد کے بائین طرف دروازہ مسجد کے بازو ایک پتھر ہے۔ مطری کہتے ہین کہ حرہ مین اس مسجد کے قبلہ کے سمت تھوڑے پتھر ہین جن پر نشانیان ہین کہتے ہین کہ وہ نشانیان حضور کے خچر کے سم کے ہین اور ایک پتھر پر کہنی کا نشان اور ایک پر انگلیون کے نشان ہین کہتے ہین کہ حضور نے اس پتھر پر کہنی سے تکیہ فرمایا تھا اوسمین مرمر کی ایک تختی ہے جسپر لکھا ہے

خلد الله ملك الامام ابي جعفر المنصور المستنصر بالله امير المومنين

عمره سنن ثلثاين وست مائة یعنے اللہ ملک الامام ابو جعفر المنصور مستنصر باللہ امیر المومنین کی سلطنت کو آبادر کھے اس مسجد کی تعمیر ۶۳۰ھ مین کی - یہ مسجد مربع طول وعرض مین برابر بکیس ذراع ہی۔

مولانا قاضی الملک مرحوم قوت الارواح مین لکھتے ہین کہ لوگ کہتے ہین مسجد بغلہ ٹوٹ گئی اور وہ پتھر جسپر عورت بیٹھی تو حاملہ ہوجاتی تھی سعود الوہابی اپنے تسلط کے ایام مین نکال پر پھینک دیا محرر سطور عرض کرتا ہے کہ مین نے یہان دو مسجدین دیکھین ایک

(۱۲) **مسجد المائدہ** اس مسجد مین ایک پتھر پر پیالون کے مانند گڑھے ہین کہتے ہین کہ اوسمین اہل بیت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی اور خرما تناول فرمایا تھا۔ اسوقت بھی لوگ جب وہان زیارت کو جاتے ہین تو روٹی اور خرما ساتھ لئے جاتے ہین اور اون پیالہ نما گڑھون مین ڈالکر کھاتے ہین اور اوسکا پس ماندہ تبرکا اپنے اوطان کو لیجاتے ہین۔ مسجد المائدہ کے بائین طرف ایک مسجد ہے اُس کے روبرو صحن ہے اوسکو

(۱۳) **مسجد الفاطمہ** - کہتے ہین مسجد مائدہ کے روبرو ایک بنا کوٹھے کے مانند ہے اس مین ایک غار ہے صاحب قوت الارواح فرماتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر اسی غار مین گر کر مرا تھا اور اوس کوٹھے مین اس خچر کی قبر ہے۔ محرر سطور کو وہان کوئی قبر نظر آئی نہین معلم نے اس کوٹھے کا نام مسجد الناقہ

بتایا غالباً یہی مسجد البغلہ ہے۔

(۱۴) **مسجد الاجابہ**۔ یہہ مسجد بقیع کے شمال کے طرف ہے قبور شہداء مدفون بقیع کے احاطہ سے گزرین تو سالک کے بائین جانب ایک بلند مقام پر یہہ مسجد ہے قبلہ سے شام تک اسکا طول بست ذراع اور شرق سے مغرب تک عرض پچیس ذراع ہے اسکو **مسجد بنی معاویہ** بھی کہتے ہین اور بنی معاویہ اوس کا ایک قبیلہ تھا صحیح مسلم مین ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالیہ سے تشریف لارہے تھے آپکا گزر مسجد بنی معاویہ پر ہوا آپ نے وہان دو رکعت نماز پڑہی ساتھہ والے اصحاب نے بھی نماز پڑہی پھر حضور نے ایک بہت طویل دعا کی اور فرمایا مین نے خدا سے تین درخواستین کین دو قبول ہوئین اور ایک سے مناہی کی گئی مین نے درخواست کی کہ میری امت قحط سے ہلاک نہوا ور غرق نہو اور آپس مین مقاتلہ نکرے پہلی ہر دو درخواستین قبول ہوئین تیسری کے متعلق ارشاد ہوا کہ تیری امت تلوار ہی سے ہلاک ہوگی۔ اس مسجد مین حضور کی دعائین قبول ہونے سے اوسکو مسجد الاجابہ کہتے ہین۔ اس مسجد مین مصلی شریف محراب سے داہنے جانب دو ذراع پر ہے حضور نے یہان نماز پڑہی ہے اور کھڑے ہوکر دعا کی ہے زائرین کو بھی لازم ہے کہ اتباع سنت کرین۔ یہہ مسجد مشرق سے مغرب تک پچیس ذراع اور قبلہ سے شام تک کوئی بیس ذراع ہے۔

(۱۵) **مسجد طریق السافلہ** اسکو **مسجد ابی ذر الغفاری**

بھی کہتے ہین۔ مشہد سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کے شرقی راستہ کے داہنے جانب ہے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہی پھر
سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ مین رہے راوی حدیث عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہین مجھہ کو
گمان ہوا کہ شاید حضور کا وصال ہوچکا مین رونے لگا حضور نے سجدہ سے سر اوٹھایا
اور مجھے پوچھا تو کیون روتا ہے مین نے کہا حضور نے سجدہ مین اس قدر دیر کی کہ مجھکو
وفات کا گمان ہوا۔ آپنے فرمایا کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ پروردگار عالم فرماتا ہی کہ جو شخص
آپ پر درود پڑہتا ہے مین اوسپر رحمت بھیجتا ہون اور جو آپ پر سلام پڑہتا ہی مین اوسپر
سلام پڑہتا ہون پس مین نے اس نعمت کے شکریہ مین سجدۂ شکر کیا۔ یہہ مسجد بہت چھوٹی
طول و عرض مین صرف آٹھہ ذراع ہی۔

(۱۶) **مسجد البقیع** جنت البقیع کے دروازے سے نکلنے والے کے
داہنے جانب قبۂ عقیل اور قبۂ امہات المومنین کے مغرب کے طرف واقع ہی۔ بعض
کہتے ہین کہ یہہ حضور کا مصلائی عید تھا۔ سمہودیؒ کہتے ہین کہ یہہ **مسجد ابی بن کعب**
ہے جسمین حضور اکثر نماز پڑہا کرتے تھے۔

(۱۷) **مصلی العید**۔ خارج مدینۂ منورہ دروازۂ مصری سے مغرب طرف
واقع ہے جس راستہ سے مکۂ معظمہ کا قافلہ آتا ہے۔ واقدیؒ کہتے ہین کہ پہلے عید کی
نماز حضور نے سنہ ۲ ہجری مین یہین پڑہی۔ ابن زبالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول مرتبہ عید الفطر اور

عیدالضحی کی نماز حکیم ابن العدا کے گھر سے قریب ایک مقام مین پڑہی ارباب تاریخ کہتے ہین کہ وہ مقام باب السلام سے ہزار گز کی مسافت پر ہے اب اس مقام پر ایک مسجد ہئی جسکو مصلای عید کہتے ہین سید سمہودی کے پاس اس موضع کا نام **مسجد علی** ہے جسکا ذکر آگے آتا ہئی۔ اوایل زمانہ مین بازار مدینہ اسجا سے تہا اور حکیم بن العدا کا مکان بھی ہین تہا۔ اسی مقام مین اور ایک مسجد ہے جسکو

(۱۹) **مسجد ابوبکر** کہتے ہین۔ یہہ مسجد منہدم ہوگئی تھی شیخ الحرم نے اوسکی تجدید کی اوسکے اطراف ایک رباط بنایا اور پانی جاری کیا اور ایک چھوٹا سا باغ بنایا اس مسجد کے پاس اور ایک چھوٹا باغ تھا جسکو عریضہ کہتے تھے اوسکے نشان ابھی باقی ہین۔ اور ایک مسجد اسی کے متصل

(۲۰) **مسجد علی** سے موسوم ہے جسکو بعض عجمی امیرون نے بنایا ہئی یہہ مسجد بڑی ہے اور اوسکا صحن وسیع۔ کہتے ہین کہ ایام محاصرۂ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ یہین تشریف رہکتے تھے نماز عید بھی یہین پڑہی سمہودی اسی مسجد کو مصلای عید سرور انبیا علیہ الصلوۃ والسلام بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ مقام مصلای عید سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام ہونے کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے تبرکاً نماز عید وہین پڑہی۔ حضور کے زمانہ تقدس نشانہ مین مصلای عید کی کوئی بنا نتھی بلکہ آپ نے اوسکی تعمیر سے منع فرمایا تھا۔ خطبۂ عید بھی منبر پر ہوتا تھا۔ خطبہ عید کو جسنے اول وہلہ منبر پر پڑہا وہ مروان بن الحکم تھا ابن ابی شیبہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے

کہ اول مرتبہ منبر پر خطبہ عید جسنے پڑہا وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور نے نماز استسقا اسی مصلا مین پڑہی اور خطبہ منبر پر قرأت فرمایا اسی پر قیاس کر کے خطبہ عید کے لئے بھی منبر اختیار کیا گیا۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ یہہ تینون مسجدین یعنے مصلے العید مسجد ابوبکر اور مسجد علی عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین تیار ہوئین حضور جب کسی سفر سے واپس آتے تھے تو مصلا پر سے گذر ہوتا تھا آپ وہان متوجہ الی القبلہ کھڑے ہوتے تھے اور دعا فرماتے تھے۔ بروایت سعید بن المسیب جنازہ نجاشی پر اسی مقام مین نماز پڑہی گئی حدیث شریف مین ہے مابین بیتی ومصلائی روضۃ من ریاض الجنۃ۔ یعنے میرے گھر اور میرے مصلا کے مابین جنت کے باغون سے ایک باغیچہ ہے۔

(۲۱) **مسجد الفتح**۔ اور دوسرے مساجد جو اوسکے قبلہ کے جانب ہین ان سب کو مساجد فتح کہتے ہین اور عام لوگ چار مسجد کہتے ہین لیکن دراصل مسجد الفتح وہی ایک مسجد ہے جو جبل سلع کے قطعہ غربیہ مین بلندی پر واقع ہے مشرق وشمال مین اس کے زینے ہین اسکو **مسجد الاحزاب** اور **مسجد اعلیٰ** بھی کہتے ہین حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح مین تین روز دوشنبہ سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو دعا کی ہے اور چہار شنبہ کو اجابت دعا کی بشارت پائی جس سے حضور بہت خوش اور بشاش نظر آتے تھے جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب کہین مجہہ کو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو مین مسجد الفتح کو جاکر دعا کرتا تھا

اور قبولیت دعا کی بشارت پاتا تھا جنگ خندق کے روز حضور نے اسی جا الکفار قریش پر دعا کی ہے۔ جنگ خندق کے دن خوف اعدا سے نماز ظہر عصر اور مغرب کے لئے قابو ملا نہین حضور نے بعد مغرب سارے نمازون کو قضا فرمایا۔ جنگ خندق اور جنگ احزاب ایک ہی جنگ کا نام ہے یہی اخیر جنگ تھی جو کفار قریش نے مکہ سے آکر مدینہ مین کی جب مسلمانون کو مشکل کا سامنا ہوا تو حضور اوٹھے اور دعا کی اللہ تعالیٰ نے ایک سخت آندہی کو کافرون پر مسلط فرمایا۔ کافر اوسکی تاب لا نسکے۔ اور واپس چلے گئے قرآن شریف مین سورہ احزاب مین اوسکی تفصیل ہی حضور نے اصحاب سے فرمایا کہ قریش اسکے بعد پھر کبھی مسلمانون سے مقابل نہونگے اور اون سے نہین لڑینگے اسی لئے اسکو مسجد فتح کہتے ہین اور مسجد احزاب بھی۔ یہ مسجد وادی کے داہنے جانب واقع ہی۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جب حضور مسجد فتح کو آئے دو قدم راہ چلے اور کھڑے ہوکر دعا کے لئے اپنے ہر دو مبارک ہاتھ اوٹھائے اور دعا مین اسقدر مبالغہ فرمایا کہ مبارک چادر شانہ اقدس سے گرگئی اور حضور دعا مین مشغول تھے۔ اس مسجد مین حضور کے قیام کی جا کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ ستون وسطی مسجد حضور کا مقام ہے۔ بعض کہتے ہین کہ صحن مین مقابل محراب مسجد موضع مبارک ہے اور حضور جو داخل مسجد ہوے شمالی زینہ کے جانب سے داخل ہوے اس زینہ سے چڑہکر دو خطوہ آگے بڑہین تو موضع قیام حضور حاصل ہوتا ہی اس مسجد مین حضور کی دعا یہ تھی۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ھَدَیْتَنِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ فَلَا مُکْرِمَ لِمَنْ اَھَنْتَ وَ

لا مهين لمن اكرمت ولا معز لمن اذللت ولا مذل لمن اعززت ولا ناصر لمن خذلت ولا خاذل لمن نصرت ولا معطي لما منعت و لا مانع لما اعطيت ولا رازق لمن حرمت ولا حارم لمن رزقت ولا رافع لمن خفضت ولا خافض لمن رفعت ولا خارق لمن سترت ولا ساتر لمن خرقت ولا مقرب لمن باعدت ولا مباعد لمن قربت يا صريخ المكروبين ويا مجيب المضطرين اكشف همي وغمي وكربي فقد ترى حالي وحال اصحابي۔

سید سمہودی نے زائرون کے لیٔے اس دعا کے اول اس قدر بڑھایا ہے لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب السموات

ملہ (متعلق صفحہ ۱۶۹) ای اللہ تیرا شکر ہے تونے گمراہی سے مجھ کو ہدایت دی جسکی تونے اہانت کی کوئی اسکو اکرام کرنے والا نہین اور کوئی اہانت کرنیوالا نہین جسکا تونے اکرام کیا اور کوئی عزت دینے والا نہین جسکو تونے ذلیل کیا اور کوئی ذلیل کرنے والا نہین جسکو تونے عزت دی کوئی مدد کرنیوالا نہین جسکو تونے رسوا کیا اور کوئی رسوا کرنے والا نہین جسکی تونے مدد کی کوئی دینے والا نہین جسکو تونے دیا نہین اور کوئی منع کرنیوالا نہین جسکو تونے دیا۔ کوئی روزی دینے والا نہین جسکو تونے محروم کیا اور کوئی محروم کرنے والا نہین جسکو تونے روزی دی کوئی اٹھانے والا نہین جسکو تونے گرایا اور کوئی گرانے والا نہین جسکو تونے اوٹھایا کوئی پردہ دری کرنے والا نہین جسکو تونے پوشیدہ کیا اور کوئی پوشیدہ کرنے والا نہین جسکی تونے پردہ دری کی کوئی نزدیک کرنیوالا نہین جسکو تونے دور کیا کوئی دور کرنیوالا نہین جسکو تونے نزدیک کیا ای مصیبت زدونکی آواز سننے والے ای بیقرارونکی دعا قبول کرنیوالے کھول میری مصیبت کو غم کو اور سختی کو تحقیق تو میرا حال اور میرے اصحاب کا حال دیکھتا ہی ۱۲ ملہ نہین کوئی معبود

ورب الارضين ورب العرش الكريم۔ اورآخر مین ولامباعد لمن قربت کے بعد دعاکو یون ختم کیاہے۔ اللّٰھم انت عضدی و نصیری بك احول وبك اصول وبك اقاتل اللّٰھم یاصریخ المستصرخین والمکروبین ویاغیاث المستغیثین ویامفرج کرب المکروبین ویا مجیب دعوۃ المضطرین صل علی سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم واکشف عنی کربی وغمی وحزنی وھمی کما کشفت عن حبیبك ورسولك صلی اللّٰہ علیہ وسلم کربہ وحزنہ وغمہ فی ھذا المقام وانا استشفع الیك بہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی ذالك فقد تری حالی

(بقیہ حاشیہ) برحق مگر اللہ پروردگار آسمانون کا اور پروردگار زمینون کا اور پروردگار عرش کریم کا ۱۲

سلہ اى اللہ تو میرا قوت بازو ہے میرا مددگار ہے تیری مدد سے مجھ کو طاقت ہے تیری مدد سے مین غلبہ کرتا ہون اور مقابلہ کرتا ہون اى اللہ چلانے والون کی اور مصیبت والون کی سننے والے دادخواہون کی فریاد کو پہنچنے والے مصیبت والون کی مصیبت کو دور کرنے والے بیقرارون کی دعا کو قبول کرنے والے صلوٰۃ و سلام نازل کر ہمارے سردار محمد پر اور ان کے آل و اصحاب پر میری مصیبت کو غم کو رنج کو اور مشکل کو دور کر جیسے تونے اپنے حبیب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ و سلم سے اونکی سختی رنج و غم کو اس مقام مین دور کیا۔ اور مین اپنے اس کام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے دربار مین شفیع بناتا ہون تحقیق تو دیکھتا ہے میرے حال کو۔

* اور نہین کوئی دور کرنے والا جسکو تونے نزدیک کیا ۱۲

وتعلم عجزی وضعفی یاحنان یامنان یا ذاالجود والاحسان اسألك

من خیر ما سالك منه عبدك وحبیبك سیدنا محمد صلی الله

علیه وسلم۔

بہتر ہے کہ اس دعا کے بعد وہ دعا بھی پڑہے جو امام شافعی نے ہارون کے مہم مین

ہارون پر پڑہی تھی۔ اور وہ دعا یہہ ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملئكة و

اولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزیز الحکیم انا اشهد بما شهد الله

به واستودع هذه الشهادة وهی ودیعة عند الله یودیها الی یوم القیٰمة

اللهم انی اعوذ بنور قدمك وعظمة طهارتك وبركة جلالك من

كل آفة وعاهة ومن طوارق اللیل والنهار وطارق الجن والانس الا

طارقا یطرق بخیر اللهم انت غیاثی فبك اغوث وانت ملاذی

فبك الوذ وانت عیاذی فبك اعوذ اعوذ بجلال وجهك وكرم جلالك

۱؎ اور جانتا ہی میرے عجز اور ضعف کو ای مہربان ای منت والے ای بخشش اور احسان والے مین تجہ سے خیر کا طالب ہون جسکو طلب کیا تجہ سے تیرے بندے اور حبیب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲

۲؎ (خود) اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہی کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین اور فرشتے اور علم والے بھی (گواہی دیتے ہین) اور اللہ عدل و انصاف کیساتہہ (کارخانۂ عالم کو) سنبھالے ہوی ہی اوسکے سوا کوئی معبود نہین۔ زبردست اور حکمت والا ہی۔ مین گواہی دیتا ہون ساتہہ اوس چیز کے کہ گواہی دی خدا نے ساتہہ اوسکے اور ودیعت کرتا ہون اس گواہی کو اور وہ امانت ہی نزدیک اللہ کے جسکو قیامت مین ادا کریگا ای اللہ مین پناہ مانگتا ہون ساتہہ نور قدم تیرے اور ساتہہ تیری طہارت کے اور جلال کی برکت کے ہر ایک آفت اور بلا سے

مِنْ خزیك وکشف سترك ونسیان ذکرك والانصراف عن شکرك

انا فی حرزك وکنفك وکلائك فی لیلی ونهاری ونومی وقراری وظعنی

واسفاری وحیاتی ومماتی ذکرك شعاری وثنائك دثاری لا اله الا انت

سبحانك وبحمدك تنزیها لاسمك وعظمتك وتکریما لسبحات وجهك اجرنی

من خزیك ومن شر عبادك واضرب علی سرادقات حفظك وقنی سیئات

عذابك وجد علی وعدنی منك بخیر یا ارحم الراحمین ولا حول ولا قوة الا

بالله العلی العظیم الکریم والصلوٰة علی النبی المرتضی محمد واٰله وصحبه

وسلّم۔

اس مسجد کے متصل اور مساجد ہین ان تمام مسجدون مین حضور نے نماز پڑہی ہے اس

(بقیہ حاشیہ) اور آندن کے اترنے والونسے اور جن وانس کے اترنے والونسے مگر جو ساتھہ خیر کے اترتا ہے یااللہ تو میرا فریادرس ہے مین تجھسے فریاد کرتا ہون اور تو میرا ملاذی مین تیرے نزدیک پناہ لیتا ہون اور تو میرا پناہ گاہ ہے مین تیرے نزدیک پناہ لیتا ہون اور مین پناہ لیتا ہون ساتھہ تیرے منھہ کے جلال کے اور تیرے جلال کی بزرگی کے سے تیرے رسوا کرنے سے اور تیری پردہ دری کرنے سے تیرے ذکر کو بھولنے سے اور تیرے شکر سے منھہ پھیرنے سے مین تیری پناہ مین ہون رات مین اور دن مین سونے مین قرار مین اقامت مین سفرون مین حیات مین موت مین تیرا ذکر میرا شعار ہے تیری تعریف میرا دثار ہے نہین کوئی معبود برحق مگر تو پاک ہے تو اپنے حمد کے ساتھہ اپنے نام کی پاکی اور اپنے منہ کے شعاعون کی بزرگی کیساتھہ بچالے مجکو اپنے رسوا کرنیسے اور اپنے بندونکے شر سے اور اپنی حفاظت کے پردے مجہ پر چھوڑ اور اپنے عذاب کے برائیون سے بچالے میری دستگیری کر اور میرے ساتھہ خوبی کا وعدہ کر یا ارحم الراحمین نہین کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ علی عظیم وکریم کو اور درود وسلام مقبول نبی محمد پر اور آل واصحاب پر ۱۲

مسجد کو مسجد فتح کہنے کی وجہ یہی ہے کہ دعای فتح کے قبول ہونے کی بشارت اسی مسجد مین ملی دعا بھی یہین کی گئی اور قبول بھی یہین ہوی۔ مسجد الاحزاب کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ اس مسجد کو جنگ احزاب سے تعلق ہے اور بلندی پر رہنے سے مسجد اعلیٰ کہتے ہین۔ بعض لوگ جو کہتے ہین کہ سورۂ فتح یہان نازل ہوی اسکا کوئی ثبوت نہین۔ اس مسجد کے قریب جانب قبلہ اور ایک مسجد ہی جسکو

(۲۲) **مسجد سلمان فارسی** کہتے ہین اور اوسکے پیچھے ایک مسجد ہے۔

(۲۳) **مسجد علی** رض اوس کا نام ہے۔ اور ٹیکرے کے نیچے جانب قبلہ سارے مسجدون سے چھوٹی

(۲۴) **مسجد ابو بکر** رض ہے۔ یہہ مسجدین ان بزرگون کے نام سے کیون منسوب ہوئین یا اوسکی وجہ معلوم نہین غالبًا جنگ احزاب مین یہہ حضرات اون مقامون مین اوترے ہون اور برکت کے لئے حضور نے ان منازل مین نماز پڑہی ہو جب ان مقامون مین مسجدین بنائی گئین تو اون حضرات کے مبارک نامون سے نامزد ہوئین۔ ان مساجد کو جسنے اول بنایا وہ عمر بن عبد العزیز تھے پھر جب مرور ایام پر منہدم ہوے تو ۵۷۵ھ مین سیف الدین حسین بن ابی الہیجا نے کہ ملوک عبیدیین کے وزیرون سے تھا مسجد اعلیٰ کو اور ۵۷۶ھ ہجری مین دوسرے دو مسجدون کو از سر نو بنایا مسجد علی کو ۸۷۶ھ ہجری مین امیر مدینہ ضیغم الدین منصوری نے از سر نو بنایا۔ مسجد ابو بکر ویران پڑی تھی ۹۸۲ھ ہجری مین بعض لوگون کو اوسکی ترمیم کی توفیق ہوی۔ مسجد الفتح کی پیمائش قبلہ

سے شام تک بیس ذراع اور مشرق سے مغرب تک جانب قبلہ سترہ ذراع ہے۔
مسجد سلمان کی پیمایش قبلہ سے شام تک چودہ ذراع اور شرق سے مغرب تک
جانب قبلہ سترہ ذراع ہے۔ مسجد علی کی پیمایش قبلہ سے شام تک تیرہ ذراع اور شرق
سے مغرب تک جانب قبلہ سولہ ذراع ہے یہان جبل سلع مین ایک غار ہے اوس کو
کہف بنی حرام کہتے ہین جنگ خندق کی راتون مین یہان حضور نے شب باشی کی
ہے اوسکی زیارت بھی ضروری ہے اس غار کے قریب

(۲۵) **مسجد بنی حرام** ہے حضور نے اس مین نماز پڑہی ہے عمر بن
عبدالعزیز نے اس مسجد کی تجدید کی اور اوسکو کسی قدر وسیع کیا اب اس مقام مین
صرف ایک چار دیواری ہے۔ معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ ایک روز مین حضور
کو ڈہونڈتا نکلا جب جبل ثواب (یہہ جبل سلع کا نام ہے) کو آکر داہنے اور بائین دیکھنے
لگا تو حضور کو غار مین سر بسجود دیکھا حضرت کے سجدہ کی درازی اور مقام کی جلالت دیکھ
کر مین اتر گیا اور پھر واپس جاکر دیکھا تو حضور ہنوز سجدہ مین تھے مجھہ کو گمان ہوا کہ شاید
حضور کا وصال ہوگیا۔ پھر آپ نے سجدہ سے سر اوٹھایا اور فرمایا کہ جبرئیل امین تشریف
لائے اور فرمایا کہ حقسبحانہ تعالی آپ پر سلام پڑہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ای حبیب تو
کچھہ جانتا ہے کہ مین تیری امت کے ساتھہ کیا معاملہ کرنے والا ہون مین نے کہا خداوندا
تو جانتا ہے مین کیا جانون۔ پھر جبرئیل آئے اور کہا پروردگار فرماتا ہے کہ آپ
خوش رہین مین آپ کی امت کے ساتھہ ایسا سلوک ہرگز نکرونگا جو آپ کو شاق اور

ناگوار ہو بعد سننے مین نے سر سجدہ مین رکھا اور اس نعمت عظمی کا شکریہ بجالایا۔ ای
معاذ بندہ کو خدا کے ساتھ جو بہترین تعلق ہوتا ہے وہ سجدہ کی حالت مین ہوتا انتہی صدقے
ہمارے آقا کے کیا مبارک وسیلہ اور کیا خوب ذریعہ ہی۔

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چون تو پشتیبان
چہ خوف از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

مساجد فتح کے مغرب مین قریب نصف میل مسافت پر

(۲۶) **مسجد القبلتین** ہے بیر رومہ اور وادی عقیق سے متصل اصح
الاقوال پر تحویل قبلہ کا حکم اسی مسجد مین ہوا جسکا حال آگے گذر چکا ہے لیکن شیخ
مجد الدین فیروزآبادی کے پاس تحویل قبلہ کا حکم مسجد قبا مین ہونا متحقق ہے۔ اس
مسجد کی ترمیم ۸۹۳ ہجری مین الشجاعی شاہین الجمال نے کی۔

(۲۸) **مسجد السقیا**۔ سقیا ایک باولی کا نام ہے جہان حضور نے جنگ
بدر مین مسلمانون کی فوج کا جائزہ لیا تھا اور وہان نماز پڑہی تھی اور مدینہ والون کے لئے
برکت کی دعا فرمائی تھی۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ مین نے اس مسجد کی تلاش کی اور
زمین کھود اکر دیکھا تو مسجد کی چارون دیوارون اور محراب کا نشان پایا اسکی پیمائش
طول و عرض مین برابر سات ذراع ہے شیخ الہند جذب القلوب مین فرماتے ہین ہمارے
عہد مین مسجد السقیا اوس مسجد کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے آنیوالونکی راہ مین مدینہ منورہ سے
قریب ملتی ہے اونکی زیارت پہلے نصیب ہوتی ہے۔

(۲۸) **مسجد الذباب** جسکو اسوقت **مسجد الرّایہ** کہتے ہین شام کو

جانے کے راستہ مین داہنے بازو ایک چھوٹی ٹیکری پر جس کا نام ذباب ہی واقع ہے اوسکا بانی عمر بن عبدالعزیز ہے پھر ۲۶ تہ ہجری مین بعض امرای مدینہ نے اوسکی از سر نو مرمت کی

مساجد فتح مین اور اس مین جبل سلع ہے پہاڑ کے مشرق کے طرف یہہ مسجد ہے اور مغرب کے جانب مساجد فتح یہہ مسجد بھی بلندی پر ہے اور بہت روشن اور تفریح کا مقام ہے یہان سے مدینہ منورہ مسجد نبوی اور قبہ شریف نہایت خوبی سے نظر آتے ہین جنگ خندق مین حضور کا ڈیرہ ذباب پر دیا گیا تھا۔ اس مسجد کو مسجد الرایہ کہنے کی وجہ یہہ بتلاتے ہین کہ مدینہ والون نے یزید بن ہرمز امیر معاوالی سے جب جنگ کی تو یزید کی جھنڈی اسی جای تھی مولانا قاضی الملک مرحوم فرماتے ہین یہہ مسجد بہت پرانی ہوگئی ہے اصل مسجد کا ایک چھوٹا حجرہ ہے دونون جانب دو صوفے ہین۔

(۲۹) **مسجد الفسح** ۔ جبل احد کے دامن مین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مشہد کے شمال کے طرف یہہ مسجد ہی اسی مسجد مین آیہ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ الخ نازل ہوی اس مسجد کو لوگ **مسجد جبل احد** بھی کہتے ہین مطری کا بیان ہے کہ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے ظہر اور عصر اس جائی پڑہی تھی۔

عہ مسلمانو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس مین کھل کھل کر بیٹھو۔

مسجد الفتح کے شمالی جہت مین ایک غار ہے جس مین منقول ہے کہ حضورؐ چھپے تھے۔ اسی مسجد کے متصل پہاڑ کے ایک پتھر مین آدمی کے سر کے برابر ایک گڑہا ہے کہتے ہین کہ حضور اس پتھر پر سر رکھکر لیٹے تھے سر مبارک کے لگنے سے پتھر موم ہوگیا اور فرق مبارک کا اسمین نشان ہوگیا۔ کوئی شخص اپنا سر اوس گڑہے مین رکھے تو اوسکو دردسر نہین ہوتا۔ مسجد الفتح سے متصل

(۳۰) مسجد الثنایا نام والی ایک مسجد ہے کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک اسی جاے شہید ہوے تھے سنہ ۱۲۲۳ ہجریہ مین سلطان محمود خان کے حکم سے یہہ مسجد تیار ہوی اس مسجد مین قبلہ کی دیوار مین ایک پتھر نصب ہے مسجد کے مجاور نے بتایا کہ حضور کے شہید شدہ دندان اس پتھر مین نصب ہین۔ محرر سطور غفر اللہ ذنوبہ نے اپنے آنکھون سے بعض انسانی دانت کو ان پتھرون مین نصب پایا مین نے انگلیون سے مس کر کے بھی اوسکو دیکھا اوسوقت میرے ساتھ جتنے لوگ تھے سبھون نے دیکھا لیکن میرے قافلہ والون نے دوسرے وقت جاکر دیکھا تو اونکو وہ دانت نظر آئے نہین واللہ اعلم بالصواب۔ جب حضور کا مبارک نام آیا تو مین اور میرے رفقا نے درود شریف پڑہکر اوسکو بوسہ دیا ع چیزے نمی توان گفت روی تو درمیان است۔

(۳۱) مسجد العینین۔ سیدنا حمزہ کے مشہد کے قبلہ کے سمت عینین نامی پہاڑ کے ایک کنارے پر یہہ مسجد ہے سیدنا حمزہ اسی مقام مین نیزہ سے مجروح ہو گرے تھے اس پہاڑ کو جبل الرمات بھی کہتے ہین کیونکہ جنگ احد مین تیراندازان لشکر

اسلام اسی جائے کھڑے تھے۔ جنگ احد مین حضور نے یہان نماز ظہر پڑہی ہے

(۳۲) **مسجد الوادي** جبل عینین کے شامی کنارہ پر ہے مطری رح کہتے ہین کہ محل شہادت سیدنا حمزہ یہی مسجد ہی۔ مسجد عینین مین آپ کو نیزہ لگا اور مسجد وادی مین آپ گرے۔ ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ سیدنا حمزہ شہید ہوکر جبل الرماۃ پر ہی پڑے تھے پھر حضور کے حکم سے اونکو بطن وادی سے اوٹھاکر اُسمقام مین دفن کیا جہان اب اون کی قبر شریف ہے اس مسجد کو **مسجد العسکر** بھی کہتے ہین۔

ان مساجد کے علاوہ محرر سطور غفر اللہ ذنوبہ نے اور مساجد بھی دیکھے ہین۔ جنکا ذکر نہ صاحب خلاصہ نے کیا ہے نہ صاحب جذب القلوب نے اور نہ صاحب قوت الارواح نے۔ باب مصری سے خارج جہان مسجد ابوبکرؓ اور علیؓ کا ذکر ہے وہان (۳۳) **مسجد عمرؓ** (۳۴) **مسجد عثمانؓ** (۳۵) **مسجد بلالؓ** اور (۳۶) **مسجد الغمامہ** ہے ان مساجد سے اکثر کو ایک ایک مینار ہے۔ مسجد غمامہ کے متعلق کہتے ہین کہ **حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** پر دہوپ کے موسم مین اس مقام پر ابر نے سایہ کیا تھا واللہ اعلم۔ وقت کی تنگی سے اوسکی پیمایش اور تحقیق مزید حالات کا قابو ملا نہین۔

(۳۷) **مسجد السّبق** مدینہ منورہ سے مشہد سیدنا حمزہ کو جانے والے کی راہ مین بائین جانب جو ایک چھوٹی سی مسجد آتی ہے اوسکو مسجد سبق کہتے ہین کہ حضور جب اس راہ

سے سفر جاتے تھے تو آتے جاتے یہاں اوترتے تھے۔

یہہ وہ مسجدین ہین جو داخل مدینہ یا عوالی مدینہ منورہ ہین۔

مدینہ سے مکہ کو جانے کے راستہ مین جو مساجد ہین اُنکا بیان

صاحب قوت الارواح نے اور تھوڑے مسجد ونکا ذکر کیا ہے جو مدینہ سے باہر لیکن قریب ہین اور قاصد مکہ کو راستہ مین ملتے ہین۔ تبرکا اور اختصاراً اونکا بھی ذکر کیا جاتا ہے

(۱) **مسجد الشجرہ** اس مسجد کو مسجد **ذی الحلیفہ** بھی کہتے ہین اس مقام کو اب ابیار علی کہتے ہین وہان تین باولی ہین مکہ کو جانے والے کے بائین طرف ایک مسجد ہی طول وعرض مین برابر باون ذرلع اس مسجد کی پانچ کمانین تھین سقف ضایع ہوگئی ہے فقط دیوارین باقی ہین۔ مسجد الشجرہ کے قبلہ کے جہت مین

(۲) **مسجد المعرس** ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کو واپس آتے وقت شب کو وہان اترے تھے مسجد بہت چھوٹی ہے لیکن قدیم ہے۔

(۳) **مسجد شرف الرّوحا** مدینہ سے مکہ کو جانے کی راہ مین بائین طرف ہے مسجد ضائع ہوگئی صرف دیوار باقی ہے۔ وہان ایک باولی ہے اوسکا پانی بہت میٹھا ہے۔ اور روحا مین ایک مسجد ہی۔

(۴) **مسجد الروحاء** روحا کے پرے

(۵) **مسجد عرف الظبیہ** ہے وہان بہت سے لوٹے قبور ہین اُس کے بائین جانب جبل ورقان ہی۔

(۶) مسجد المنصرف اسکو مسجد الغزالہ بھی کہتے ہین یہہ مسجد وادی روحا کے اخیر ہے مسجد ٹوٹ گئی نشان باقی ہین۔

(۷) مسجد الرویشہ۔ روحا سے تیرہ یا سولہ میل پر ہے۔

(۸) مسجد ثنیہ رکوبہ عرج سے تین میل آگے مدارج نامی مقام مین واقع ہے۔

(۹) مسجد العرج بھی مدارج کے پاس ہے۔ عرج سے چار میل پر ہے

(۱۰) مسجد طرف تلعہ ہے سقیا سے سات میل پر

(۱۱) مسجد لحی جمل ہے اور تین میل پر

(۱۲) مسجد تعہن ہے انیس میل پر

(۱۳) مسجد الرّمادہ اور اکیس میل پر

(۱۴) مسجد الابواء ہے ابوا کے وسط مین ابوا سے پانچ میل پر

(۱۵) مسجد بیضہ آٹھہ میل پر

(۱۶) مسجد ھرشی۔ جحفہ مین دو مسجدین ہین ابتدائی مسجد کا نام

(۱۷) مسجد الائمہ۔ تین میل پر ایک گنٹھہ ہے اوسکو غدیر خم کہتے ہین ایک نہر کا پانی اوس گنٹھہ مین گرتا ہے نہر اور گنٹھہ کے درمیان

(۱۸) مسجد خم غدیر ہے اسی گنٹھہ کے پاس حضرت نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ

وعاد من عاداہ یعنے مین جسکا مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے یا اللہ جس نے علی کو دوست رکھا تو بھی اوسکو دوست رکھہ اور جس نے علی سے دشمنی کی تو بھی اس سے دشمنی کر۔ قدید نامی مقام مین تین میل پر

(۱۹) **مسجد قدید** ہے اور اوس سے آٹھہ میل کے فاصلہ پر خلیص کے گھاٹھہ کے متصل حرہ کے پاس ایک مسجد ہے اور عین خلیص مین ایک بڑی مسجد

(۲۰) **مسجد خلیص** ہے غالباً حضرت رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم کی مسجد یہی ہے

(۲۱) **مسجد مرّ الظهران** جسکو مسجد وادی فاطمہ بھی کہتے ہین۔

(۲۲) **مسجد سرف** جہان ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف ہے

(۲۳) **مسجد التنعیم** جسکو **مسجد عائشہ** بھی کہتے ہین۔

(۲۴) **مسجد طوی** یہہ سارے مساجد مدینہ سے مکہ کو آنے والون کی راہ مین ہین

بیان مدینہ کی اون مساجد کا جسکا نام اور مقام معلوم ہی مگر اب وہ نظر نہین آتین

اب یہان سے اون مساجد کا ذکر کیا جاتا ہے جنکا مدینہ اور اوسکے عوالی مین ہونا حدیثون سے ملتا ہے اونکی جہت بھی بتلائی گئی ہے مگر اسوقت وہ نظر نہین آتین۔ ممکن ہے کہ شائق مفتش کو کچھہ پتا لگ جائے۔ اس باب مین محرر نے صاحب خلاصۃ الوفا کی تحریر کی صرف تقلید کی ہے۔

(۱) **مسجد بنی جدیلہ** جسکو مسجد ابی بن کعب بھی کہتے تھے. یہہ مسجد منازل بنی جدیلہ مین مدینہ کی شامی دیوار کے متصل بئرحار کے پاس تھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد مین متعدد اوقات نماز پڑہی ہے۔

(۲) **مسجد بنی حرام** بعضون کو گمان ہے کہ یہہ مسجد قبلتین ہے. واقع مین مسجد بنی حرام قاع یعنے میدان مین ہے اور منازل بنی حرام مساجد فتح کے مغرب طرف تھے وادی لطحان (جو بنی عبید کی پہاڑی کے پاس ہئ) اور معاویہ کی نہر دونون مسجدین بنی حرام کے مشرق مین ہین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبلتین اور مسجد بنی حرام ہردو مین نماز پڑہی ہے۔

(۳) **مسجد الخربۃ** بنی سلمہ سے بنی عبید کے منازل بنی حرام کے مغرب مین تھے یہہ مسجد اون کے منازل مین واقع تھی اوسکے سامنے جابر رضی اللہ عنہ کا نخلستان تھا جسکو قراصہ کہتے تھے حضور نے متعدد اوقات اس مسجد مین نماز پڑہی ہے

(۴) **مسجد جہینۃ** یہہ مسجد منازل قبیلہ بلی مین قبیلہ جہنیہ کی خواہش پر بنی اوران ہردو قبیلون کے منازل ثنیہ عثعث کے قبلہ کے جانب امیر مدینہ کے حصن کے پاس بازار مدینہ کے مغرب کے طرف تھے حضور نے اس مسجد کا قبلہ متعین فرمایا لیکن نماز پڑہی نہین۔

(۵) **مسجد بیوت المطر** یہہ مسجد منازل بنی غفار مین تھی حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے یہہ منازل صحابی رسول ابو رہم کلثوم بن الحصین الغفاری کے آل کے

تھے۔ یہہ منازل جہنیہ کے باز ثنیۂ عثعث کے قریب جانب قبلہ بازار مدینہ کے مغرب طرف تھے۔

(۶) مسجد بنی زریق۔ انصار سے خزرج کے قبائل سے بنی رزیق ایک قبیلہ تھا یہہ اونکی مسجد ہے یہہ مسجد ثنیۃ الوداع سے ایک میل پر تھی۔

(۷) مسجد بنی ساعدہ یہہ مسجد داخل مدینہ سقیفۂ بنی ساعدہ مین تھی سقیفہ بنی ساعدہ وہ مقام ہے جہان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر بعیت لیگئی۔ یہہ مقام سوق مدینہ کے شام کیطرف تھا۔

(۸) مسجد بنی ساعدۃ الخارج من بیوت المدینۃ بنی ساعدہ کی اور ایک مسجد مدینہ کی آبادی سے خارج تھی جو ذباب نامی پہاڑی کے قریب تھی۔

(۹) مسجد بنی خدارہ۔ بنی خدارہ بنی خدرہ کی برادری سے تھے جو قبائل خزرج سے ایک قبیلہ تھا یہہ مسجد بنی ساعدہ کی اوّل الذکر مسجد سے متصل تھی حضور نے اُسی مین نماز پڑہی ہے۔

(۱۰) مسجد راتج۔ یہہ مسجد بئر جاسم کے پاس جبل ذباب کے مشرق کیطرف شام کیجانب میل کرتی ہوی تھی۔

(۱۱) مسجد بنی عبد الاشہل بنی عبد الاشہل اوس کے قبائل سے ایک قبیلہ تھا اس مسجد کو مسجد واقم بھی کہتے تھے یہہ مقام منازل بنی ظفر کے شام کے طرف تھا حضور نے متعدد اوقات اس مسجد مین نماز پڑہی ہے۔

۲۳

(۱۲) **مسجد القرصہ** یہہ مسجد حرۂ شرقی مین شمال کے طرف تھی حضور نے اوس مین نماز پڑہی ہے

(۱۳) **مسجد بنی حارثہ** قبائل اوس سے بنی حارثہ ایک قبیلہ تھا یہہ اونکی مسجد تھی حضور نے اوس مین نماز پڑہی ہے۔

(۱۴) **مسجد الشیخین** جسکو **مسجد البدائع** بھی کہتے تھے شیخین ایک موضع کا نام ہے جو شرقی راہ سے مابین مدینہ اور جبل احد واقع ہے حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے اور شب کو آرام فرمایا ہے اور نماز صبح پڑہ کر جنگ احد کے لیے اس مسجد سے نکلے تھے۔

(۱۵) **مسجد بنی دینار** قبائل خزرج سے بنی دینار بن النجار کی مسجد ہے اس مین حضور نے نماز پڑہی ہے۔ اسدی نے اس مسجد کا نام مسجد غسالین بتایا ہے یہہ مسجد بطحان کے مغرب کے طرف تھی۔

(۱۶) **مسجد بنی عدی بن النجار**۔ اور

(۱۷) **مسجد دار النابغہ** حضور نے ہردو مسجدون مین نماز پڑہی ہے مسجد بنی عدی مین غسل کیا ہے دار نابغہ وہ محلہ ہے جسمین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کی قبر شریف ہے اور بنی عدی کا محلہ مسجد کے شام کے طرف بنی جدیلہ کے ہمسایہ مین تھا۔

(۱۸) **مسجد بنی مازن بن النجار**۔ حضور نے اس مسجد کی حد قائم کی مگر اسمین

نماز پڑہی نہین۔ بنی مازن منازل بنی زریق کے مشرق مین قبلہ کے طرف تھے ام بردہ جو سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی تھی بنی مازن سے تھی ابراہیم کا انتقال اوسی کے گھر ہوا اور حضور اپنے فرزند کے انتقال پر اوس کے گھر تشریف لائے تھے۔

(۱۹) **مسجد بقیع الزبیر**۔ بقیع الزبیر بنی غنم کے گھرون کے جوار مین بنی زریق کے مشرق طرف تھا حضور نے اس مسجد مین نماز چاشت کی آٹھہ رکعتین پڑہی این۔

(۲۰) **مسجد بنی عمرو بن مبذول بن مالك بن النجار**۔ حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے بنی عمرو بن مبذول کا قبیلہ بقیع الزبیر کے پاس رہتا تھا۔

(۲۱) **مسجد صدقة الزبیر**۔ یہہ مسجد مشربہ ام ابراہیم کے مغرب مین تھی حضور نے اس مین نماز پڑہی ہے۔

(۲۲) **مسجد بنی خدره** قبائل خزرج سے بنی خدره کے منازل مین ایک چھوٹی مسجد ہی حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی نہین۔

(۲۳) **مسجد بنی الحرث بن الخزرج** اور

(۲۴) **مسجد السنح**۔ یہہ دونون مسجدین مسجد نبوی سے ایک میل پر متصل واقع تھین حضور نے دونون مین نماز پڑہی ہے۔ اس محلہ مین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک مکان تھا جسمین اونکی بی بی بنت خارجہ رہتی تھین۔

(۲۵) **مسجد بنی الحبلی** ابی بن سلول کا قبیلہ مسمی بنی الحبلی خزرج سے تھا اُن

کے منازل قبا اور منازل بنی حرث کے مابین بطحان کے مشرق طرف تھے۔ یہہ اوس قبیلہ کی مسجد تھی اوسمین حضور نے نماز پڑہی ہے۔

(۲۶) **مسجد بنی بیاضہ۔** قبائل خزرج سے بنی بیاضہ کی مسجد تھی بنی بیاضہ کے منازل بنی سالم کے شام طرف تھے اور بنی مازن کے قبلہ کے سمت حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے حضور نے فرمایا کہ منازل بنی سالم و بنی بیاضہ کے مابین خدا کی رحمت واقع ہوی۔ اون لوگون نے اوس مقام مین قبرستان بنایا اوس مین اپنے مردون کو دفن کرتے تھے۔

(۲۷) **مسجد بنی خطمہ** اور

(۲۸) **مسجد العجوز۔** حضور نے ان مسجدون مین نماز پڑہی ہے۔ مسجد عجوز کے پاس براء بن معرور صحابی کی قبر ہے مسجد بنی خطمہ کے صحن مین جو باولی ہے حضور نے اوس سے وضو کیا ہے بنی خطمہ قبائل اوس سے تھے۔ چونے کی بھٹیون کے پاس اب ان مساجد کے نشان ملتے ہین۔

(۲۹) **مسجد بنی امیہ۔** انصار سے قبایل اوس سے بنی امیہ بن یزید کی مسجد مین حضور نے نماز پڑہی ہے یہہ مسجد حرۂ شرقیہ مین تھی۔

(۳۰) **مسجد بنی وائل۔** قبائل اوس سے بنی وائل کی مسجد تھی اوسمین ہر دو ستون مقدم کے مابین امام کے مقام سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر حضور نے نماز پڑہی ہے ابن زبالہ کے بیان سے وہ مسجد قبا مین ہے۔ اور مطری کہتے ہین کہ مسجد الشمس

کے مشرق طرف ہے۔

(۳۱) **مسجد بنی واقف**۔ اس مسجد مین حضور نے نماز پڑہی ہے اور وہ عوالی مین مسجد الفضیخ کے قبلہ کے سمت تھی۔

(۳۲) **مسجد بنی انیف** بنی انیف قبیلہ بلی کا ایک گروہ تھا جو اوس کے حلیف تھے حضور جب طلحہ بن البرار کی عیادت کو تشریف لاتے تھے تو وہان نماز پڑہتے تھے بعد وہان مسجد بنائی گئی یہہ مسجد قبا کی مسجد کے مغرب مین بئر غدق کے پاس تھی۔

(۳۳) **مسجد دار سعد بن خیثمہ** یہہ مسجد قبا مین جانب قبلہ مسجد قبا کے متصل تھی حضور نے اسجا نماز پڑہی ہی۔

(۳۴) **مسجد التوبہ** عصبہ مین تھی اور عصبہ مسجد قبا کے مغرب مین ہی۔ اسجائے کھیت اور باولیان کثرت سے ہین اوسکا نام مسجد توبہ ہونے کی وجہ معلوم ہوی نہین اور سب کے سب اوسکو مسجد توبہ کہتے این۔

(۳۵) **مسجد النّور** حضور نے اسجای نماز پڑہی ہی مگر اوسکا مقام متعین ہوا نہین کوئی قبا کے کنارے بتاتے ہین اور کوئی مدینہ کے کنارے۔

(۳۶) **مسجد عتبان بن مالک** یہہ مسجد اصل مزدلف مین تھی اوسمین حضور نے نماز پڑہی ہے۔

(۳۷) **مسجد میثب** صدقات نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے میثب نام ایک صدقہ تھا اوسجای حضور نے نماز پڑہی ہی۔

جنّت البقیع

۳ قبۃ البنات [illegible]
مدفون ہیں

۴ قبۃ الازواج جس میں سوا حضرت خدیجہ و [illegible]
رضی اللہ عنہما کے کل ازواج مطہرات مدفون ہیں

۵ قبۃ العقیل جس میں [illegible]
اور ایک روایت سے عقیل [illegible] بھی مدفون ہیں

[illegible]

(۷) قبہ نافع مدنی- اس میں نافع مدفو[illegible]
اور بعض کہتے ہیں نافع مولی عبداللہ بن عمر راوی احا[illegible]
بن الخطاب جنکی کنیت ابو شجمہ تھی

(۸) قبہ سیدنا ابراہیم بن محمد رسول اللہ [illegible]

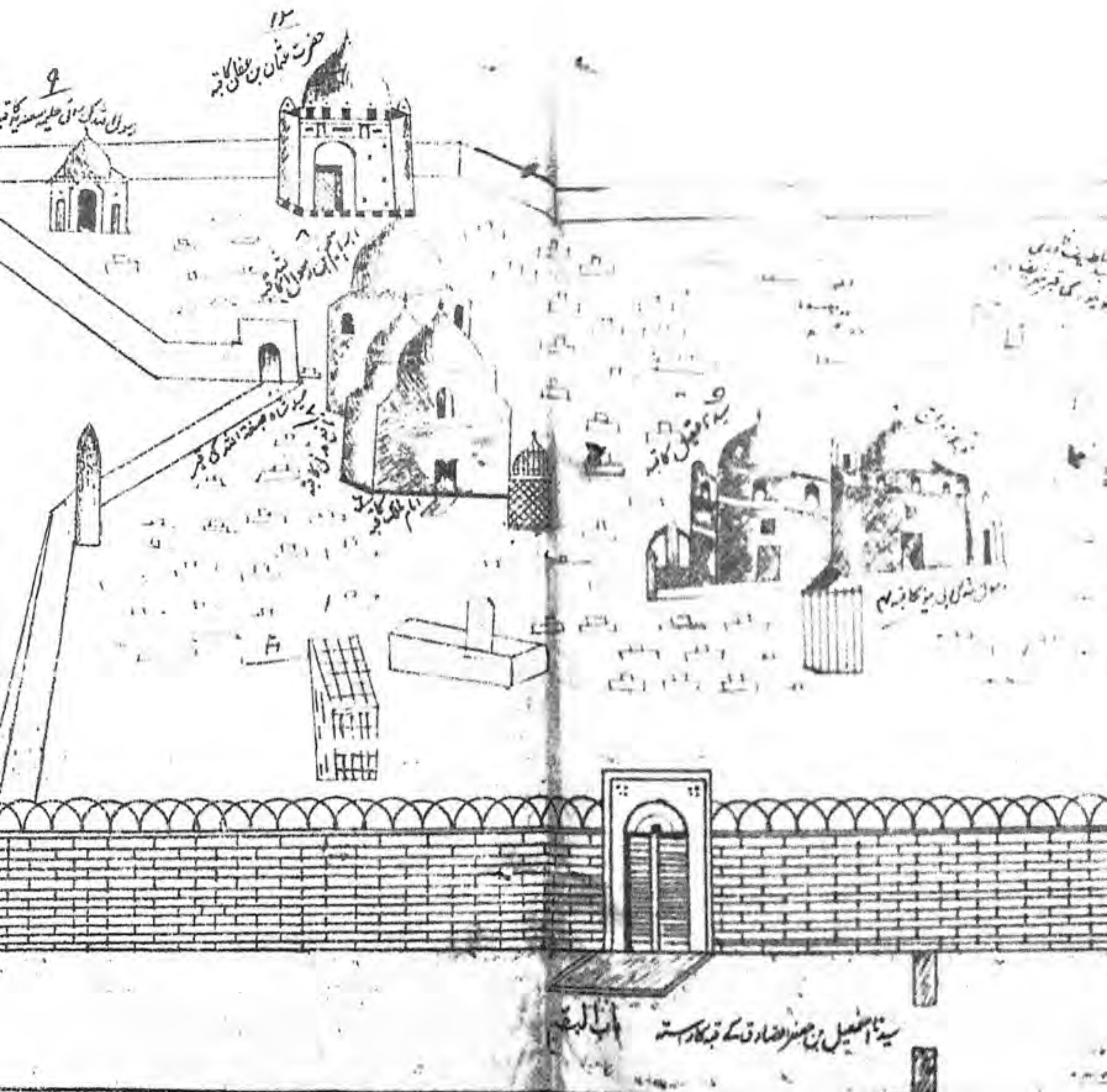
(۹) قبہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی

(۱۰) قبہ حضرت سیدنا ابو سعید الخدری

(۱۱) قبہ حضرت فاطمہ بنت اسد

(۱۲) قبہ حضرت سیدنا عثمان بن

(۱۴) قبہ عمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ



(۳۸) **مسجد المنارتین**۔ ابن زبالہ کی روایت ہے کہ حضور نے تحقیق الکبیر کی راہ مین دو مناروں کے پایہ کے متصل جو مسجد ہے اوسمین نماز پڑہی ہے۔

(۳۹) **مسجد فیفاء الخبار**۔ حضور نقب بنی دینار پر سے ہوتے ہوے فیفاء الخبار پر گزرے اور بطحا ابن ازہر مین ایک جھاڑ کے نیچے جسکو ذات الساق کہتے تھے اوترے اور وہان نماز پڑہی اسجای مسجد بنائی گئی۔ یہہ جای عقیق کے مغرب طرف ہی

(۴۰) **مسجد بنی الجشجاثہ و بئر شداد**۔ عقیق کے کنارے بقیع کے متصل تھی حضور نے اس مسجد اور بئر شداد کے اہین نماز پڑہی ہی۔

تنبیہ یہہ امر ہمیشہ ملحوظ رہے کہ مساجد مذکورہ سب کے سب حضور کے زمان مین مسجد کے شکل مین نتھے بلکہ عادت ایسی رہی کہ حضور کے وصال کے بعد جہان جہان حضور کا نماز پڑہنا ثابت ہوا وہان مسجدین بنائی گئین اور حسب موقع و مقام نامزد ہوئین دوسری بات قابل لحاظ یہہ ہے کہ قدیم مساجد کی بنا سے جس مسجد کا کام منقوش پتھر سے ہوا ہے وہ مسجد عمر بن عبد العزیز کی بنا سے ہے کیونکہ تولیت تعمیر مسجد نبوی کے ایام مین عمر بن عبد العزیز نے حضور کے نماز پڑہے ہوے سارے مقامون مین مسجدین بنائین جن سے بعض کے آثار ہنوز باقی ہین اور بعض منہدم ہوگئے اور اونھون نے جتنی مسجدین بنائین سب منقوش پتھر کی تھین۔

مدینے کے مقابر اور مشاہد کے بیان مین

بقیع الغرقد۔ مدینہ منورہ مین مسلمانون کا عام مقبرہ جنت البقیع ہے۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شب کے وقت اوٹھے اور گھر سے نکلکر مقبرہ بقیع کو تشریف لے گئے مین بھی حضور کے
پیچھے گئی حضور بقیع کو تشریف لے جاکر بہت دیر تک ہاتھہ اوٹھائے دعا کرتے رہے
جب واپس ہونے لگے مین بھی جلدی سے گھر کو چلی آئی حضور تشریف لائے او
فرمایا کہ حضور رب العالمین سے جبرئیل آئے تھے اور حکم ہوا تھا کہ اہل بقیع کے لئے
مین دعا و استغفار کرون جسکی تعمیل کیگئی۔ حدیث شریف مین ہے کہ مقبرہ بقیع سے
ستر ہزار آدمی بحساب جنت مین داخل ہونگے جنکے منھہ چودھوین رات کے چاند کے موافق
روشن ہونگے اور ایک روایت مین تعداد لاکھہ آدمیون کی بتائی گئی ہے۔ حدیث
شریف مین ہی کہ قیامت مین اول محشور حضور ہونگے پھر ابوبکر پھر عمر اون کے بعد
اہل بقیع اون کے بعد مکہ والے۔ حدیث شریف مین آیا ہے من مات باحد
الحرمین بعث من الآمنین یوم القیمۃ یعنے جسکی موت مکہ مین یا مدینہ مین
ہوی قیامت کے روز اوسکو ہر طرح کا امن ہے۔ اسکے آگے بیان ہو چکا کہ مقبرہ
بقیع پر ملائکہ مقرر ہین جب قبرستان مُردون سے معمور ہو جاتا ہے تو اوسکے کنارے
پکڑ کر جنت مین پھینک دیتے ہین۔ امام مالک سے روایت ہے کہ بقیع مین دسہزار
صحابی مدفون ہین اور اسی طرح اکثر سادات اہل بیت اسمین مدفون ہین چونکہ زمانہ سلف
مین قبرون کے نشان بنانے اور نام کا پتھر نصب کرنے کی عادت نتھی اس لئے یہان
کے مدفون اصحاب وغیرہم کا تحقیق سے نشان نہین ملتا اور جن جن کا نشان ملاہی

وہ بھی گمان غالب پر ہے۔ فی الجملہ جنکے قبور جنت البقیع مین متعین ہین اور زیارت کی جاتی ہے وہ حسب ذیل ہین۔

قبۂ عمات رسول اللہ مدینہ منورہ سے بقیع کو جاتے وقت دروازہ دیوار مدینہ سے خارج ہوتے ہی بائین جانب کوچۂ بقیع کے سرے پر خارج حدود بقیع قبۂ عمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسمین حضرت صفیہ بنت عبد المطلب اور عاتکہ رضی اللہ عنہا مدفون ہین۔ بقیع مین داخل ہوتے ہی زائر کے دہنے ہاتھہ پر ایک بہت بڑا قبہ

قبۂ اهل بیت ہے جسکو قبۂ عباس بھی کہتے ہین۔ اس قبہ کو اول خلفای عباسیہ سے ایک خلیفہ نے ۵۱۹ھ ہجری مین بنایا۔ علی اختلاف الروایات اس قبہ مین سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا عباس بن عبد المطلب۔ امام حسن بن علی۔ امام زین العابدین بن امام حسین۔ امام محمد باقر بن امام زین العابدین اور امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہم اجمعین مدفون ہین۔ ایک روایت مین ہے کہ یزید بن معاویہ نے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو بعد واقعۂ کربلا مدینۂ منورہ کو عمرو بن العاص کے پاس روانہ کیا جو یزید کے طرف سے عامل تھے اونھون اوسکو حضرت خاتون قیامت فاطمۃ الزہرا کے پاس دفن کیا۔ زبیر بن بکار کی روایت مین ہے کہ امام حسن رضی نے اپنے والد کی نعش کو بھی مدینہ لاکر بقیع مین دفن کیا۔ سید سمہودی کہتے مین کہ نوین صدی کے وسط مین قبر سیدنا امام حسن اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کے

کے قبلہ کے جانب ایک قبر کھودی گئی تو زمین سے ایک تابوت پیدا ہوا جو بالکل تازہ تھا دسکے مخون کی چمک تک زائل ہوئی تھی اور تابوت پر جو جامہ ڈالا گیا تھا وہ بھی پرانا اور خراب ہوا تھا اس تابوت مین جو لاش تھی ممکن ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی ہو جسکو امام حسنؓ نے پوشیدہ لاکر دفن کیا جیسے زبیر بن بکار نے روایت کی ہے قبۂ اہل بیت کے شرقی و شمالی زاویہ کے طرف محرر سطور کے مرشد کے والد حضرت قطب ویلور سید شاہ عبد اللطیف محی الدین ثانی قدس سرہ مدفون مین۔ تیسرا

قبۃ البنات ہے اس مین حضور کی بٹیان یعنے حضرت زینب رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن مدفون ہین لیکن رقیہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ انکا دفن سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ مین ہے۔ اوس کے پہلو مین شمال طرف

قبۃ الازواج ہے اس قبہ مین بہ استثنا حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے جو مکہ کے قبرستان جنت المعلی مین دفن ہین اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جو مکہ سے قریب مسجد التنعیم سے کسی قدر پرے مقام سرف مین مدفون ہین کل امہات المومنین اسی قبہ مین دفن ہین۔

قبۂ عقیل۔ قبۃ الازواج کے مشرق مین سیدنا عقیل بن ابی طالب کا قبہ ہے یہہ قبہ آل عقیل کا گھر تھا حضور جو آکر اہل بقیع پر دعا فرماتے تھے تو دار عقیل مین کھڑے ہو کر دعا کرتے تھے زائر کو چاہیئے کہ اس قبہ پر کھڑا ہو کر اہل بقیع کے لئے دعا کرے

کہ اتباع سنت حاصل ہو۔ قبہ عقیل مین عبد اللہ بن جعفر طیار اور ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب مدفون ہین۔ اندرون قبہ دیوار پر بھی دو نام لکھے ہین۔ کہتے ہین کہ ایک روز ابوسفیان بقیع مین قبور کے درمیان پھرتے تھے عقیل نے اونھین دیکھا اور پوچھا ای میرے چچا کے فرزند کیا دیکھتے ہو کہا کہ مین اپنی قبر کے لئے ایک جگہ متعین کرنا چاہتا ہون عقیل اون کو اپنے گھر لائے اور ایک مقام بتایا اوسی مقام مین ابوسفیان کی قبر کھودی گئی۔ دو روز کے بعد ابوسفیان کا انتقال ہوا اور اوسی قبر مین دفن ہوے۔ یہہ قبہ چونکہ عقیل کے گھر پر بنایا گیا اسلئے اوسکو قبۂ سیدنا عقیل کہتے ہین عقیل کا انتقال اصح اقوال پر شام مین ہوا بعض کہتے ہین کہ اونکی لاش شام سے مدینہ لائی گئی اور اونکے گھر مین دفن ہوے زائرین کو چاہئیے کہ اس قبہ مین عبد اللہ بن جعفر عقیل بن ابی طالب اور ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہم اجمعین پر سلام پڑہے۔ اس قبہ کے مشرق مین

۶ **قبۂ سیّدنا مالک** بن انس الاصبحی ہی۔ یہہ امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ ہین اور اوسکے عقب مین۔

۷ **قبۂ سیّدنا نافع** ہے اس نافع کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ یہہ نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی احادیث النبی ہین اور مدینہ مین مشہور یہہ ہے کہ یہہ امام نافع قاری مدینہ ہین جو بدور سبعۂ قرأت سے گنے جاتے ہین اس قبہ کے عقب مین مشرق طرف

قبہ سیدنا ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسط بقیع مین ہے۔ اس قبہ مین عثمان بن مظعون عبد الرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص
عبد اللہ بن مسعود سعد بن زرارہ خنیس بن حذافۃ السہمی رضی اللہ عنہم مدفون ہین اور یہہ ابن
حذافہ حضور سے پہلے حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے شوہر اصحاب الہجرتین سے
تھے انکا انتقال سنہ ہجری مین ہوا۔ ایک روایت سے رقیہ بنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بھی اسی قبہ مین مدفون ہین اور ایک روایت سے فاطمہ بنت اسد
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی والدہ بھی اسی قبہ مین مدفون ہین۔ قبہ سیدنا ابراہیم کے
شمال کے طرف دیوار بقیع سے متصل حضرت سید شاہ صبغۃ اللہ نائب رسول اللہ کا مزار
ہے۔ یہہ مزار چونے اور پتھر سے کسیقدر بلند بنایا ہوا ہے۔ قبر کی چوٹی زایر کے
کمر کے برابر ہوتی ہے۔

سمہودی کہتے ہین کہ قبہ امام مالک اور قبہ سیدنا ابراہیم کے مابین عبد الرحمن
بن عمر بن الخطاب کی قبر ہے اونکو عبد الرحمن اوسط کہتے تھے اور ابو شحمہ کی کنیت سے
معروف ہین جنکا حد زنا مارنے سے بیمار ہو کر انتقال ہوا تھا۔ کہتے ہین کہ سیدنا نافع
کے قبہ مین جو قبر ہے وہی ابو شحمہ کی قبر ہے واللہ اعلم۔ شمال کے طرف دیوار بقیع سے
متصل ایک چھوٹا قبہ

قبہ حلیمہ سعدیہ ہے جو حضور کی مرضعہ یعنے دودہ پلائی دایہ
تھی اس قبہ کے عقب مین دیوار بقیع سے ایک چھوٹا دروازہ نکالا گیا ہے جس سے

باہر ہونے پر روبرو

قبہ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ اور اوسکے عقب مین

مشرق کے طرف

قبہ فاطمہ بنت اسد ہے آگے بیان ہوچکا ہے کہ فاطمہ بنت اسد
حضرت علی کی والدہ کی قبر قبہ سیدنا ابراہیم مین ہے اونکی رحلت کے متعلق روایت ہی کہ
جب اونکی وفات ہوی حضور کو خبر کی گئی تو حضور مع اصحاب اونکے تجہیز و تکفین کے لئے
نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نکلے اور اونکے گھر کو پہنچکر اپنا پیراہن مبارک نکالا
اور فرمایا کہ بعد از غسل اس مبارک پیراہن کو کفن کے اندر دین اور جب جنازہ باہر نکالا
گیا تو حضور نے کاندہا دیا اور تمام راستہ کبھی سر کے طرف سے اور کبھی پاؤن کے جانب
سے جنازے کو کاندہا دیئے چلتے رہے اور جب قبر کو پہنچے تو خود بذات شریف لحد مین
اوترے اور لحد مین آپ لیٹے پھر باہر تشریف لاکر میت اتارنے کا حکم فرمایا اور بالین قبر
کھڑے ہوکر فرمایا اللہ تجہ کو جزای خیر دے مان بھی تھی اور پالنے والی بھی۔ اچھی مان اور
اچھی پالنے والی۔ اصحاب نے کہا یا رسول اللہ فاطمہ بنت اسد کے باب مین آپ نے
دو کام کئے جو اس سے پہلے کسی کے لئے نہ کئے تھے کفن کے لئے اپنا قمیص دیا اور
لحد مین پہلے آپ لیٹے۔ حضور نے فرمایا کفن مین جو قمیص دیا گیا اوسکا اثر یہہ ہوگا کہ آتش
دوزخ اوسکو کبھی چھوئیگی نہین اور لحد مین میرے لیٹنے کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ حق سبحانہ اوس
کی قبر کو وسیع کریگا اور ضغطہ قبر سے اوسکو نجات ملیگی۔ انس بن مالک سے

روایت ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو حضور اونکے سرہانے بیٹھے اور فرمایا
ای میری ماں کی رحلت کے بعد میری ماں پھر اون کی بہت تعریف کی پھر اسامہ بن زید
ابوایوب انصاری اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ قبر کھودین اور پھر اپنے مبارک
ہاتھ سے لحد بنائی اور اوسمین لیٹے اور فرمایا اللہ الذی یحیی ویمیت وھو
حی لا یموت اغفر لامی فاطمہ بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق
نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین۔ ترجمہ۔ اللہ سبحانہ وتعالے
جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اور مرتا نہین۔ یا اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد
کو بخش اور اوس پر قبر کو کشادہ کر بوسیلہ تیرے نبی کے اور بوسیلہ انبیائے کے جو
مجھ سے پہلے گذرے ای رحم کرنے والون سے بڑے رحم کرنے والے پھر چار تکبیر یعنی
نماز جنازہ پڑہی اور لحد مین اتارا عباس اور ابو بکر صدیق بھی آپ کے ساتھ تھے۔

روایت ہے کہ حضور پانچ آدمیون کے قبور مین اترے تھے تین عورتین
اور دو مرد۔ مکہ معظمہ مین حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبرے کی قبر مین اوترے۔ اور مدینہ
مین حضرت خدیجہ کا ایک لڑکا حضور کے آغوش تربیت مین تھا اوسکی قبر مین اترے
عبد اللہ المزنی کی قبر مین اترے حضرت عائشہ کی ماں ام رومان کے قبر مین اترے
اور فاطمہ بنت اسد کی قبر مین اوترے۔ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کی روایت ہے
فاطمہ بنت اسد کا دفن سیدنا ابراہیم اور عثمان بن مظعون کے نزدیک پایا جاتا ہے
اور دوسرے روایات بھی اوسکے مؤید ہین سمہودی بھی کہتے ہین کہ فاطمہ بنت اسد کا

اس قبہ مین دفن ہونا صحیح نہین جو قبہ عثمان کے شمال کے طرف قبہ فاطمہ بنت اسد
کہلاتا ہے۔ پس اس صورت مین اوس قبہ مین جو قبر ہے وہ سعد بن معاذ اشہلی کی ہے
کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ سعد بن معاذ کا دفن اون کے مکان مین جو بقیع کے کنارے
تھا مقداد بن الاسود کے مکان سے متصل ہوا اور یہہ قبہ اوسی مقام مین ہے۔

قبہ سیدنا عثمان جنت البقیع کے کنارۂ شرقی مین سب سے آخر
حضرت امیر المومنین سیدنا ذوالنورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قبہ ہے۔ اس قبہ
مین سیدنا عثمان کی قبر شریف کے بازو ایک قبر ہے جسمین حسب روایت اہل مدینہ
متولی عمارت مدفون ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد
لوگون نے آپ کو حجرۂ شریف مین دفن کرنا چاہا مصریون نے یورش کی اور آپ کی نماز
جنازہ پڑہنے سے اور آپکے مبارک جسد کو دفن کرنے سے انکار کیا چہ جائیکہ حجرہ
شریف مین دفن کرنے دیتے تہے ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان مسجد کے دروازے
پر آئین اور فرمایا کہ قسم اللہ کی مجھے اس مرد کو دفن کرنے دو ورنہ مین پردہ سے باہر ہوتی
ہون جس سے کشف ستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا یہہ حال دیکھکر
یورش موقوف ہوی اور مصری منع دفن سے باز آئے۔ پس جس روز آپ شہید ہوے تھے
اوسی شب کو جبیر بن مطعم حکیم بن حزام اور عبداللہ بن زبیر اور تھوڑے اصحاب آپکی
نعش کو دفن کے لئے بقیع کو لے گئے مصری اونکو بقیع مین دفن کرنے سے مانع ہوے
آخر بقیع کے مشرق مین خارج بقیع ابان بن عثمان کے ملک سے حسن کوکب نام

ایک باغ تھا وہاں جبیر بن مطعم وغیرہ نے آپکی نماز پڑہی اور دفن کیا اور اون کے مدفن پر ایک دیوار گرا دی تاکہ مدفن کا نشان نہ ملے۔

آپ سے پہلے لوگ حسن کوکب مین دفن ہونے کو مکروہ جانتے تھے آپ کے دفن کے بعد وہ کراہیت الفت سے مبدل ہوگئی۔ جس وقت مروان معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرف سے عامل مدینہ ہوا تو حسن کوکب کو داخل بقیع کیا اور حضور نے جس پتھر کو عثمان بن مظعون کی قبر پر نصب فرمایا تہا اوسکو عثمان بن عفان کے قبر پر نصب کیا۔

مولانا مظہر اور مولانا شاہ احمد سعید مجددی کی قبر درسیّدنا عثمان کے متصل جانب قبلہ مین۔ قبہ اہل بیت کے پیچھے یعنے جانب قبلہ ایک چھوٹا قبہ ہے جس کو مدینہ والے

قبۃ الحزن یا بیت الاحزان کہتے ہین۔ سمہودی اوسکا نام مسجد فاطمہ بتاتے ہین۔ کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اکثر اسی مقام مین بیٹھی رویا کرتی تھین اسی سلئے اوس کا نام بیت الحزن ہوا۔ سمہودی کا بیان ہے کہ بعض روایتون مین حضرت فاطمہ کا اپنے لئے بقیع مین ایک گھر بنانا جو مذکور ہے شاید کہ وہ یہی گھر ہو اور بعضون کے قول پر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی قبر اسی گھر مین ہے۔ محرر سطور کہتا ہے کہ اگر محل مذکور صحیح ہو تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دفن کے متعلق جو دو روایتین آئی ہین ایک یہہ کہ آپکا دفن آپ کے مکان مین ہوا دوسرا یہہ کہ بقیع مین ہوا دونون روایتون مین توفیق ہوجاتی ہے

کیونکہ بیت الحزن حضرت فاطمہ کا گھر بھی تھا اور داخل بقیع بھی ہے۔ اس وقت
اس قبہ مین کسی قبر کا نشان نہین اور یہہ حضرت سیدہ کی کمال عفت اور پردہ نشلینی پر
دلیل مین ہے کہ بعد وفات حضرت سیدہ کی قبر شریف بھی کسی نامحرم کے نظر نہ پڑے
یہان تک جتنے قبون کا ذکر ہوا وہ بقیع غرقد اور اوسکے حوالی کے قبہ ہین۔ ان قبون
مین جن جنکا دفن مذکور ہوا وہ حسب شہرت مدینہ ہے۔ بعضون کے متعلق جو اختلاف
ہے اوسکا ذکر کیا جاتا ہے بہرحال بقیع غرقد مین حضرات ممدوح الذیل مدفون ہین۔

ابراہیم بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ عثمان بن مظعون۔ رقیہ بنت
رسول اللہ علیہ وسلم۔ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا۔ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبداللہ بن مسعود
خنیس بن حذافۃ السہمی۔ اسعد بن زرارہ۔ عباس بن عبدالمطلب
حسن بن علیؓ۔ علی بن الحسین۔ محمد بن علی۔ جعفر بن محمد۔ علی
بن ابی طالب۔ سرحسین بن علی۔ ابوسفیان بن الحارث۔ عبداللہ
بن جعفر۔ عقیل بن ابی طالب۔ امہات المومنین کلہم الا خدیجہ
و میمونہ۔ مالک بن انس۔ نافع امام القرا۔ سعد بن معاذ الاشہلی
ابو شحمہ عبدالرحمن الاوسط۔ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم
اجمعین۔ اسمین اختلاف یہہ ہے کہ حضرت رقیہ ام کلثوم اور زینب کے دفن کے

سعد

متعلق بعض کہتے ہین کہ یہہ سب قبہ سیدنا ابراہیم مین مدفون ہین اور مشہور یہہ ہے
کہ یہہ سب قبہ بنات مین مدفون ہین ۔ فاطمہ بنت اسد کے متعلق بھی بعض کہتے
ہین کہ وہ بھی قبہ سیدنا ابراہیم مین مدفون ہین اور مشہور یہہ ہے کہ اونکا دفن اسی
قبہ مین ہوا جو اون کے نام سے مشہور ہے ابن ابی شیبہ کی روایت سے
عباس بن عبد المطلب اور فاطمہ بنت اسد ہر دو کا دفن زاویۂ دار عقیل مین پایا جاتا
ہے لیکن بلحاظ اوس حدیث کے کہ حضور نے بعد دفن عثمان بن مظعون فرمایا
دفن الیہ من مات من اھلی یعنے میرے لوگون سے جس کا انتقال ہو وہ
عثمان بن مظعون کے پاس دفن کیا جائے اور فاطمہ بنت اسد کو حضور اپنی مان
سمجھتے تھے اور فی الواقع وہ حضور کے ساتھہ مان کی محبت سے پیش آتی تھین
اونکا دفن قبہ سیدنا ابراہیم مین ہونا زیادہ ترقرین قیاس ہے واللہ اعلم ۔ فاطمۃ الزہرا
کا قصہ کسیقدر طول طلب ہے اسلئے اس بیان کے آخر مین آئیگا انشاء اللہ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دفن زبیر بن بکار کی روایت سے
پر قبہ عباس مین ہوا جسکو قبۂ اہل بیت بھی کہتے ہین اور مشہور یہہ ہے کہ نجف
اشرف مین ۔ سر مبارک حسین بن علی رضی اللہ عنہما ایک روایت سے قبہ اہل بیت
مین مدفون ہے ۔ ایک روایت سے مصر مین ۔ ایک روایت سے قسطنطنیہ مین اور ایک
روایت سے دمشق مین باب الفرادیس کے متصل دفن ہے ۔ عقیل بن ابی طالب
ایک روایت سے شام مین دفن ہین جہان اونکا انتقال ہوا اور ایک روایت سے

بقیع مین اونکے گھر مین جہان قبہ عقیل ہے۔ اُمہات المومنین سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ
مکہ مین جنت المعلی مین دفن ہین حضرت میمونہ سرف مین قریب مسجد تنعیم جو مکہ سے تین
چار میل پر ہے دفن ہین باقی قبۃ الازواج مین دفن ہین لیکن ام سلمہ ایک قول سے بقیع
مین فاطمہ زہرا کے قریب دفن ہین اور ام حبیبہ بنت صخر بن حرب دار عقیل مین
اور مشہور یہی ہے کہ سوای خدیجہ اور میمونہ کے کل ازواج قبۃ الازواج مین مدفون ہین
سعد بن معاذ ایک قول سے بقیع مین اور ایک قول سے قبہ منسوبہ فاطمہ بنت اسد مین۔
اب رہا مدفن خاتون قیامت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اوسکے متعلق بڑا اختلاف
ہے جیسے زندگی مین آپکا حلیہ کمالیہ اغیار کی آنکھون سے مستور تھا بعد وفات بھی آپ کا
جمال عصمت عدم انکشاف کا مقتضی ہوا آپکے وفات پر آپکے حسب وصیت کسیکو
خواہ امیر ہو خواہ فقیر اطلاع نہین دیگئی نماز جنازہ پڑھی صرف حضرت علی اور چند مخلصین
اہلبیت حاضر تھے۔ شبا شب دفن ہوا مشہور ہے کہ آپکا دفن آپکے مکان داخل مسجد نبوی
مین ہوا اور بہت سے روایات اس امر کی تصدیق کرتے ہین کہ آپکا دفن قبۂ اہل بیت مین
سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی۔ ایک روایت سے آپکا دفن زاویہ یمانیہ دار عقیل
مین ہی۔ یہانتک کہ بعض کہتے ہین کہ دار عقیل سے تیئیس گز کے فاصلہ پر ہے اور بعض
کہتے ہین سینتیس گز کے فاصلہ پر اور ایک روایت سے آپکا دفن بیت الحزن مین پایا
جاتا ہی۔ آپکے انتقال کے قریب جب آپنے اپنی نعش کو مردون کے درمیان سے
لیجانے کے متعلق اپنی عدم رضامندی ظاہر کی تو ایک روایت سے اسما بنت عمیس

خثعمیہ حضرت صدیق اکبر کی بی بی اور ایک روایت سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
نے بطریق حبشہ تابوت بناکر بتلایا کہ نعش کا پردہ اس تابوت مین اچھی طرح ہو سکتا ہے
تو یہہ تابوت حضرت خاتون قیامت کو بہت پسند آیا پھر آپ نے حضرت علی کو اور اسما
بنت عمیس کو اپنے غسل اور تجہیز و تکفین کا متکفل بنایا اور اوسی کے موافق عملدرآمد ہوا
چونکہ حضرت سیدہ کی مرضی سب کو معلوم ہوگئی کیکو اوسکا خلاف کرنے کی جراُت ہوی نہین اور
اونکا خلاف اونکے موت کے بعد بھی گوارا ہی خاطر تھا اسلئے سوای اون لوگون کے جن کو
حضرت سیدہ کیطرف سے شراکت کی پروانگی ملی تھی کوئی فرد بشر شریک تجہیز و تکفین ہوا نہین
یہان تک کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے شریک ہونا چاہا تو اسما بنت عمیس نے
منع کیا حضرت صدیقہ نے حضرت صدیق کے پاس اس امر کی شکایت کی اوسپر حضرت
صدیق نے بھی خلاف وصیت سیدہ دخل دہی کو پسند نہین فرمایا۔ اسیوجہ سے مقام دفن سیدہ
بھی پوشیدہ رہا لیکن تابوت کے تیار کرنیسے پایا جاتا ہے کہ نعش گہر سے جہان انتقال
ہوا باہر نکالی گئی وگرنہ تابوت کی ضرورت نتھی اور جب گھر سے نکالی گئی تو ضرور جنت
البقیع مین آپ کا دفن ہوا۔ اور حسب وصیت امام حسن علیہ السلام کہ اونکی میت اون کے
مان کے پاس مدفون ہو جب امام حسین رض نے اونکو قبہ عباس مین دفن کیا اور امام حسن رض کی قبر
متعین ہے تو لامحالہ یہہ ثابت ہوتا ہی کہ سیدہ کا دفن قبہ عباس یعنے قبہ اہلبیت مین ہوا زیادہ
تر قوت اسی قول کو ہی لیکن زائر کو چاہئے کہ بلحاظ احتیاط جہان جہان حضرت سیدہ کا دفن
مذکور ہوا ہے وہان سب آپ پر سلام پڑہے۔

اب یہان سے ان مشاہد کا ذکر کیا جاتا ہے جو بقیع سے کسیقدر الگ ہین۔ داخل دیوار مدینہ

قبہ سیدنا اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما ہے

یہہ قبہ قبہ اہلبیت کے مغرب مین ہی اوسکا بانی حسین ابن ابی الہیجا سلاطین عبیدیین کے وزیرون سے تھا جسنے مساجد فتح کی عمارتون کی تجدید کی تھی۔ اس قبہ کی بنا ۵۴۲ھ ہجری مین ہوی اس قبہ کے شمال مین امام زین العابدین کا گھر تھا خارجی دروازہ اور دروازہ روضہ کے مابین ایک باولی ہے جو حضرت سید الساجدین کے نام کے منسوب ہے اوسکا پانی بیمارون کو دوا اور علیلون کو شفا ہی کہتے ہین کہ امام محمد باقر صغر سنی مین اس باولی مین گر پڑے تھے اور حضرت زین العابدین نماز مین تھے آپنے کمال حضور قلب سے نماز کو پوری کیا اور اضطراب سے توڑا نہین۔ اس قبہ کے مغرب مین ایک چھوٹی مسجد بھی ہے جو امام زین العابدین سے منسوب ہے لیکن لوگ اوسکی زیارت سے محروم ہین محرر سطور کو یہہ مسجد نظر آئی نہین اور محدث مدراسی مولانا قاضی الملک بدر الدولہ صاحب قوت الارواح نے بھی اوسکا ذکر کیا نہین لیکن شیخ الہند نے جذب القلوب مین اسکا ذکر کیا ہی واللہ اعلم۔

قبۂ مالک بن سنان یہہ قبہ مدینہ کے غربی جانب مین شہر پناہ کے متصل واقع ہے۔ قبہ نہایت قدیم ہے اسمین ایک محراب ہی اور دہنے سمت ایک چھوٹی کوٹھری مین قبر ہے کذا قال السمہودی۔ صاحب قوت الارواح فرماتے ہین کہ وہان تازہ قبہ بنایا ہوا ہی اور یہہ مالک بن سنان الخدری ابوسعید الخدری کے والد ہین۔ جنگ احد مین شہید ہوے شاید معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت نہر کے واسطے چند شہدا کو جو نکالا تو غالبا مالک بن سنان

کو بھی نکال کر اندرون مدینہ دفن کیا اس قبہ کے دروازے کے سر پر لکہا ہے مالک بن
سنان بن عبد اللہ رسول اللہ اونکے قبہ کے روبرو ایک شخص کے گھر کی دیوار کو لگی ہوی
تین قبریں ہیں کہتے ہیں کہ یہہ قبور بھی شہداء احد کے ہیں واللہ اعلم۔

قبہ سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب یہہ قبہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کی قبر شریف پر بنا ہے۔ کہتے ہیں حضرت عبد اللہ
بن عبد المطلب قریش کے ساتھہ تجارت کو گئے تہے واپسی مین بیمار ہو کر مدینہ مین بنی
عدی بن النجار کے پاس جو اون کے ماموون سے تہے رہ گئے وہین انکا انتقال ہوا
نابغہ کے گہر مین اونکو دفن کیا اور بعض کہتے ہین ابوا مین دفن کیا ۱۲۴۵ ہجریہ مین سلطان
محمود خان مرحوم نے اوسپر عالیشان قبہ بنایا۔

قبہ نفس الزکیہ۔ نفس زکیہ اونکا عرف تھا اور نام محمد بن عبد اللہ بن الحسن
بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم لقب اونکا مہدی تھا ابو جعفر منصور کے زمانہ مین شہید ہوے
اونکی قبر مدینہ منصورہ کے خارج جبل سلع کے مشرق مین ہے اوسپر بڑا قبہ بنا ہے وہان
ایک مسجد بھی ہے اور مسجد کے قبلہ کے سمت ایک چشمہ ہے جسمین نہر زرقا کے نہر کا
پانی پڑتا ہے مشرق اور مغرب کے طرف سے اوسکی سڑہیان ہین۔ کہتے ہین کہ جب نفس
زکیہ یعنے محمد بن عبد اللہ بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا بہت لوگ انکے
تابع ہوگئے آخر منصور نے اپنے چچا عیسی بن موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھہ اونکے
مقابلہ کو روانہ کیا عیسے نے جبل سلع پر چڑہکر نفس زکیہ کو پیغام کہلا بھیجا کہ مین تمکو امن

دیتا ہون تم خلیفہ کی بیعت کرلو آپ نے فرمایا قسم اللہ کی عزت سے مرنا ذلت کی زندگی سے
بہتر ہے۔ پھر اونکی جماعت نے جو تین سو دس کی تھی غسل کیا کافور اور خوشبو لگا کے
مرنے پر آمادہ ہو کر میدان قتال مین اوترے تین بار منصور کی فوج کو شکست ہوی آخر
دشمن کی فوج بہت بڑھ گئی تاب مقاومت نرہی سب کے سب شہید ہوے نفس زکیہ
کے پاس ذوالفقار تھی منصوری فوج نے ذوالفقار کو اور سر مبارک نفس زکیہ کو منصور
کے پاس روانہ کیا جسد شریف کو اونکی بہن زینب اور بیٹی فاطمہ نے پوشیدہ جنت البقیع
مین دفن کیا لیکن مطری کے قول سے اونکا دفن اوسی مقام مین ہوا جہان اون کا
قبہ ہے اور نفس زکیہ کی شہادت مشہد سنان بن مالک الحذری کے قریب احجار
زیت کے نزدیک ہوی۔

قبۂ سیدنا علی العریضی یہہ قبہ مدینہ سے احد کو جاتے وقت دہنے
طرف ملتا ہے راستے سے ذرا فاصلہ پر ہی۔ مدینہ مین اونکا عرس ہوتا ہے اس عرس مین
لوگ بڑا تکلف کرتے ہین۔ محرر سطور کو اونکی زیارت کا اتفاق ہوا نہین۔ اور مزید حالات
کی تحقیق کا قابو ملا نہین۔ نہ سید سمہودی نے اوسکا ذکر کیا نہ شیخ الہند نے اور نہ صاحب
قوت الارواح نے۔

آداب زیارت بقیع الغرقد

بقیع شریف مین پہلے کسکی زیارت کرنا چاہیئے اور پھر بقدر تفاوت مراتب و خصوصیات
کس کسکی زیارت علی الترتیب کرنا اسمین علما کو اختلاف ہے اس امر کو نظر غور سے دیکھین

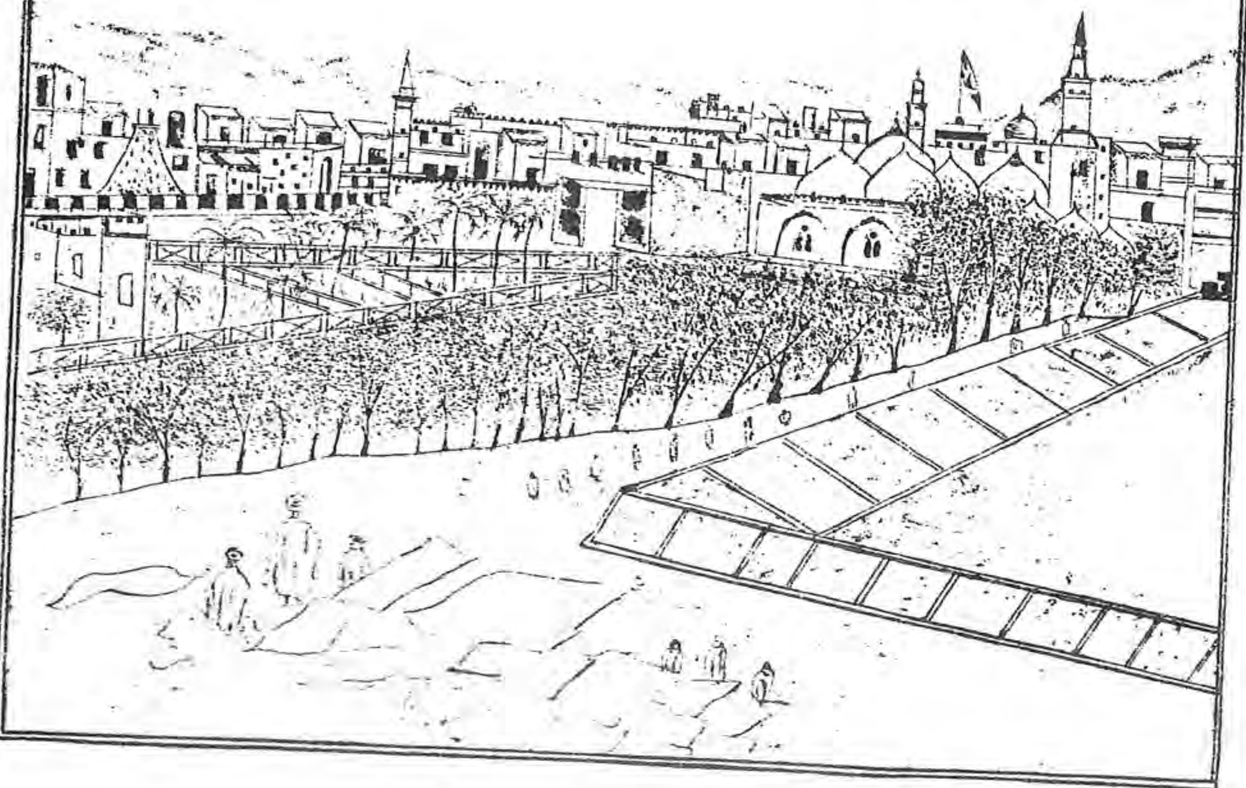
تو یہہ امر ہرگز قابل بحث واختلاف نہین تقدیم و تاخیر کثرت وقوف اور کثرت دعا زائر کے مراتب ذوق وشوق اور مدارج عشق ومحبت پر موقوف ہے لیکن قرین انصاف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ زائر داخل باب البقیع ہوتے ہی پہلے عموما ایک سلام ان الفاظ مین پڑہے السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون وانا ان شاء الله بکم لاحقون یغفر الله لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر اللهم اغفر لاهل بقیع الغرقد اللهم لا تحرمنا اجرهم ولا تفتنا بعدهم اوسکے بعد راست دار عقیل پر جائے جہان قبہ عقیل ہے یہہ موقع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اور مقام اجابت دعا کا ہے اس مقام پر دیر تک کھڑا ہوکر اہل بقیع کے لئے عموماً دعا کرے اور پھر اپنے لئے برآمد مقاصد دینی ودنیوی کی دعا کرے۔

حدیث شریف مین آیا ہے من سره ان یکتال بالمکیال الاوفی اذصلی علینا اهل البیت فلیقل اللهم صل علی سیدنا محمد نبی الامی وازواجه امهات المؤمنین وذریته واهل بیته کما صلیت علی ابراهیم انک حمید مجید۔ جیسا حضور نے اس درود شریف مین جسمین کامل ثواب پانے کا طریقہ بتلایا گیا ہے دعای صلوة کے لئے اپنی ذات شریف کے بعد امہات المومنین کو اور پھر اہلبیت کو شمار فرمایا ہے تحصیل ثواب کامل زیارت کے لئے زائر کو بھی چاہئے کہ اسی طریقہ کا اتباع کرے دار عقیل کی دعا سے فارغ ہوکر راست قبۃ الازواج پر آئے

کہ وہان محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معدن علم حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ہین۔ یہان ہر ہر بی بی کا نام لیکر دعا کرے یہان جو بی بیان مدفون ہین وہ حسب روایات راجح حضرت صدیقہ عائشہ بنت ابی بکر۔ حفصہ بنت عمر۔ سودہ بنت زمعہ۔ زینب بنت جحش۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان۔ ام سلمہ۔ صفیہ بنت حیی۔ جویریہ بنت حارث اور زینب بنت خزیمہ ہین۔ یہان سے فارغ ہوکر قبہ اہلبیت پر آئے اور حسب تعلیم امام الہمام جعفر الصادق علیہ السلام دروازے پر کھڑا ہوکر کلمہ شہادت پڑہے پھر داخل دروازہ ہوکر اللہ اکبر تیس مرتبہ پڑہے پھر سکون اور وقار سے دو قدم بڑہے اور بڑہنے مین قدم بقدم چلے پھر کھڑے ہوکر اللہ اکبر تیس مرتبہ پڑہے پھر قبور سے نزدیک ہوکر اللہ اکبر چالیس مرتبہ پڑہے پھر کہے السلام علیکم یا اهل بیت الرسالة و مختلف الملائكة و مهبط الوحي و خزان العلم و منتهى الحكم و معدن الرحمة و اصول الكرم و قادة الامم و عناصر الابرار و دعائم الاخيار و ابواب الايمان و امناء الرحمٰن و سلالة خاتم النبيين و عترة صفوة المرسلين و رحمة الله و بركاته السلام على ائمة الهدى و مصابيح الدجى و اعلام التقى و ذوي الحجج و النهى و رحمة الله و بركاته السلام على محال رحمة الله و ساكن بركة الله و معادن حكمة الله و حفظة سر الله و حملة كتاب الله و ورثة رسول الله و رحمة الله و بركاته السلام على الدعاة الى حكم الله و الادلاء على مرضاة الله و المظهرين لامر

اللہ ونھیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد اللہ انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرا الی اللہ تعالیٰ من عدو محمد وال محمد من الجن والانس صلی اللہ علی محمد وآلہ الطیب بن الطاہر وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ پھر ہر ہر قبر پر پھرے اور صاحب قبر کے نام سے سلام پڑہے اور آخر میں بتوسل ان حضرات کے اپنے لئے دعا کرے۔ اوسکے بعد قبۃ البنات قبہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کرے اور اوسکے بعد سیدنا عثمان بن عفان اور پھر قبہ عقیل مین سیدنا عبداللہ بن جعفر سیدنا عقیل سیدنا ابوسفیان بن الحارث کی زیارت کرے اوسکے بعد امام مالک اور امام نافع کی زیارت کرے اور قبہ نافع کی زیارت مین ابو شحمہ عبدالرحمن اوسط پر سلام پڑہے قبہ عقیل مین سیدنا عباس بن عبدالمطلب اور فاطمہ بنت اسد اور فاطمۃ الزہرا پر بھی سلام پڑہے۔ پھر حلیمہ سعدیہ پر سلام پڑہے پھر سیدنا ابوسعید الخدری پر قبہ فاطمہ بنت اسد مین فاطمہ بنت اسد پر اور سعد بن معاذ پر سلام پڑہے اسکے بعد حصار قبور شہداء اور کیطرف جو وسط بقیع مین ہے رجوع کرے اور سلام پڑہے اور پھر قبہ عمات النبی پر آئے اور حضور کے ہر دو پھپیون پر سلام پڑہے اور پھر جنت البقیع مین اولیاء اللہ اور اپنے اہل قرابت و محبت سے کوئی ہون تو اون پر سلام پڑہے۔

مشہد سیدنا حمزہ وجبل واحد


مشهد سيدنا حمزه رضي الله عنه وجبل أُحد

جبل احد کے دامن مین جناب سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا قبر ہے
اور سرہانے مصعب بن عمیر کی قبر ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ سیدنا حمزہ کی قبر مین مصعب بن عمیر
اور عبد اللہ بن جحش مدفون ہین۔ اس صورت مین معلوم نہین کہ سرہانے والی قبر کسکی ہے۔ جبل احد
کے فضائل مین اور شہدای احد کے مناقب مین بہت سے روایات آئے ہین حضور نے
بارہا فرمایا ہے ھذا جبل یحبنا ونحبہ یعنے یہہ جبل احد ہمسے محبت رکھتا ہی
اور ہم اوس سے محبت رکھتے ہین۔ انس کی روایت مین ہے کہ حضور نے فرمایا جبل
احد ہمکو دوست رکہتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور وہ جنت کے دروازون سے
ایک دروازہ پر ہے اور یہہ جبل عیر ہمسے عداوت رکھتا ہے اور ہم اوس سے دشمنی
رکھتے ہین اور وہ دوزخ کے دروازون سے ایک دروازے پر ہی۔ نووی رح کہتے ہین
کہ یہہ محبت وعداوت امر حقیقی ہین اور اسی سبب سے جنت اور دوزخ کا استحقاق پیدا ہوا
اور وجدان محبت وعداوت بہ نسبت جبال کے مثل حکم تسبیح کے ہے بہ نسبت کل جمادات
وغیرہ کے جیسے کہ فرمایا وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ محققین علما کا یہہ
مذہب ہے کہ حضور کی بعثت صرف جن وانس کیطرف نہین بلکہ کل عوالم حتے کہ نباتات
اور جمادات اوسمین شامل ہین۔ حضور کا یہہ فرمانا ای احد تو ساکن ہو جا کیونکہ تجھپر نبی ہی
اور شہید اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ پہاڑ کو اسقدر علم وعقل تھی جس سے حضور کے
خطاب کو سمجھے حجر وشجر جو آپ کو دیکھکر سلام کرتے تھے اور اقرار رسالت کرتے تھے
اور نیز استن حنانہ کا قصہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ سارے اشیا مین لوازم عشق و

حمد اکبر حیدری ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۰۲ دو دوران تسبیح اور

محبت اور فہم وعقل مودع ہین۔ مدینہ طیبہ مین بنی نوع انسان دو قسم پر تھے مومن اور
منافق ایسا ہی جبال وغیرہ بھی دو قسم پر ہوے احد جبال جنت سے مومنون کا
طرفدار رہا اور عیر جبال دوزخ سے منافقون کا جانبدار۔ احد جنتیون کے ساتھہ
جنت مین ہوگا اور عیر منافقون کے ساتھہ دوزخ مین۔ اور فی الواقع احد کو دیکھنے سے
ولولہ محبت دلمین پیدا ہوتا ہے اور دلکو ایک قسم کی تسکین اور انبساط حاصل ہوتا ہے۔
برخلاف اسکے جبل عیر کو دیکھنے سے ایک تکدر خاطر اور ضیق قلب پیدا ہوتا ہے طبیعت
پریشان ہوتی ہے اور وحشت غالب ہوجاتی ہے جبل احد کی نورانیت اور جبل عیر کی ظلمانیت
کسی سے جسنے اونکو دیکھا ہو پوشیدہ نہین۔ کہتے ہین کہ انس بن مالک کی بی بی زینب
بنت بنط اپنے اولاد سے ہمیشہ فرمائش کرتی تھی کہ جبل احد کے نباتات سے اوس کے
لئے کچہہ لایا جائے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ چار پہاڑ جنت کے پہاڑ دن سے ہین اور
چار ندی جنت کی ندیون سے اور چار ملاحم یعنے مصاف قتال ملاحم جنت سے اصحاب
نے اوسکی تشریح اور تصریح چاہی تو فرمایا جبل احد ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو
دوست رکھتے ہین یہہ جبال جنت سے ہے۔ ورقان جبال جنت سے ہے طور جبال
جنت سے ہے لبنان جبال جنت سے۔ اور ندیون سے نیل فرات سیحون اور جیحون
ہین۔ اور مصاف قتال سے بدر۔ احد خندق اور حنین۔ انس بن مالک سے ایک
روایت آئی ہے کہ حضور نے فرمایا طور پر جب رب العزت کی تجلی ہوی تو اوسکے چھے
ٹکڑے اوڑے تین مدینہ مین پڑے اور تین مکہ مین جو مدینہ مین گرے وہ جبل احد

جبل ورقان اور جبل رضوی ہے اور مکہ مین حرا جسکو اب جبل نور کہتے ہین۔ ثبیر اور ثور۔ ورقان اور رضوی مکہ کے راستہ مین مدینہ سے قریب ہین اور ثبیر منا کے پہاڑ کا نام ہے۔ جبل احد پر ہارون علیہ السلام کی قبر ہے۔ موسی اور ہارون علیہما السلام حج کو یا عمرہ کو مکہ آئے تھے واپس جب مدینہ پہنچے تو ہارون علیہ السلام قضا کر گئے اونکو حضرت سیدنا موسی علیہ السلام نے احد پر جہان اونکا خیمہ تھا دفن کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے پہاڑ پر چڑہتے تھے وہ مقام متعین نہین۔ جبل احد کے دامنا مین ایک غار ہے جسمین حضور چھپے تھے اور ایک پتھر پر حضور کے سر مبارک کا نشان ہے۔ شہداء احد کی تعداد بقول صحیح ستر ہے اور مشہد ناسیدنا حمزہ کے مغرب مین ایک احاطہ ہے جسمین قبور شہداء ہین مگر اونکے نشان نہین حدیثون مین آیا ہے کہ چھیالیس سال کے بعد بعض شہدای احد کے قبور کا کشف ہوا تو اونکے لاشے بالکل تازہ نظر آئے گویا کل کے دفن کئے ہوے تھے اور بعضون کی صورت یہہ دیکھی گئی کہ ہاتھ جراحت پر رکھا تھا ہاتھ ہٹایا تو زخم سے تازہ خون جاری ہوا اور پھر چھوڑ دیا تو ہاتھ زخم پر جالگا اور خون بند ہوگیا اور اکثر کشف قبور شہدای احد اوسوقت ہوا جبکہ نہر معاویہ لائی گئی۔ قبة الثنایا وغیرہ کا ذکر مساجد مین گذر چکا ہے۔ مدینہ سے احد کو جانے کی راہ مین دو جاے چار دیواری ہے جسکا حصار نصف قد آدم ہوگا یا اوس سے بھی کم۔ کہتے ہین کہ حضور احد کو آتے جاتے وہان آرام لیتے تھے غالبًا یہہ قدیم مساجد کے مقام ہین جواب مٹ گئین

ابیار المدینہ

مدینہ منورہ میں بہت سے باولیاں ہیں جس سے حضور نے وضو اور طہارت فرمائی ہر زایر کو چاہئے کہ اونکا پانی پیئے۔ اور وضو کرے۔ ان باولیوں سے سات باولی مشہور ہیں بیراریس۔ بیر غرس۔ بیر رومہ۔ بیر بضاعہ۔ بیر بصہ۔ بیرحا۔ بیر العہن

(۱) **بیرالاریس** اریس ایک یہودی کا نام تھا اوسکے معنے لغت شامی میں کاشتکار کے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے کے پانی سے وضو فرمایا اور اوسکی مینڈ پر بیٹھ کر پاؤں باولی میں چھوڑے تھے آپ کے ساتھ خلفای ثلاثہ بھی اسی طرح بیٹھے تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جسپر [محمد رسول اللہ] کندہ تھا اور جس سے خطوں پر مہر کرتے تھے حضور کے بعد حضرت صدیق اکبر کے پاس تھی اور اونکے بعد فاروق اعظم کے نزدیک تھی اور اونکے بعد حضرت ذوالنورین کو ملی اور اون کے ہاتھ سے اسی باولی میں گری۔ تین دن تک اوسکا پانی نکالتے اور مہر کو ڈھونڈتے رہے ملی نہیں اور اوسکے گم جانے سے فتنوں کا آغاز ہوا جیسے حضرت سیدنا سلیمان علے نبینا وعلیہ السلام کی مہر گم ہو جانے سے اونکی دولت کا زوال ہوا ایسا ہی مہر نبوی گم ہونے سے خلافت عثمانی میں فتنہ وفساد شروع ہوا اور لوگ خلاف کرنے لگے بعض کہتے ہیں کہ خلافت عثمانی میں یہ مہر معیقب رضی اللہ عنہ کے پاس رہا کرتی تھی اونھیں کے ہاتھ سے مہر باولی میں گری اور بعض کہتے ہیں حضرت عثمان کے ہاتھ سے گری صاحب قوت الارواح دونوں روایتوں کو یوں جمع کرتے ہیں کہ حضرت عثمان اور معیقب ہر دو

بیر اریس پر بیٹھے تھے معیقب مہر رکھنے مین حضرت عثمان کے نائب تھے حضرت عثمان نے مہر کو اونکو دینا چاہا اور معیقب نے اوسکو لینا چاہا دینے مین حضرت عثمان سے تغافل ہوا اور لینے مین معیقب سے آخر مہر باولی مین گرگئی دینے مین تغافل کرنے سے مہر کے گرانے کی نسبت ذوالنورین طرف کیجاتی ہے اور لینے مین تغافل کرنے سے معیقب کیطرف۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب شریف اس باولی مین ڈالا کہتے ہین لیکن یہہ بات ثابت نہین۔ یہہ باولی قبا مین مشہور ہے اوسکا پانی نہایت شیرین ہے۔ ابن النجار لکھتے ہین اس باولی کا عمق چوبیس ہاتھ اور ایک بالشت ہے پانی کا عمق اڑہائی ہاتھ ہے اوسکی چوڑائی پانچ ہاتھ کی ہے اسکی مینڈ جسپر حضور بیٹھے تھے تین ہاتھ کے قریب ہے۔ اس باولی مین سیڑہی نہین ڈول سے پانی نکالا جاتا ہے۔

(۲) بئر غرس۔ یہہ باولی مسجد قبا کے مشرقی جانب مین آدہے میل پر شمالی جہت مین ہے اس باولی کو سعد بن خیثمہ کا کنوان کہتے ہین۔ اس مین پانی بہت کم رہتا تھا تھوڑا پانی بھرنے سے کنوان خالی ہوجاتا تھا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باولی سے ایک ڈول پانی منگوایا وضو فرماکر اس پانی کو باولی مین ڈالا اور اپنا مبارک لعاب بھی اوسمین ڈالا کسی نے شہد لاکر حضور کو تحفہ دیا تھا حضور نے اسکو بھی باولی مین ڈالا اوسکے بعد اس باولی کا پانی کبھی کم ہوا نہین۔ بعض اوقات حضور کے پینے کے لئے اس باولی سے پانی لیجاتے تھے۔ حضور نے حضرت علی رضا کو

وصیت کی تھی کہ آپ کے وفات کے بعد آپ کو بیرغرس کے پانی سے غسل دیا جائے
ایک روز حضور نے اس باولی کے مینڈ پر بیٹھ کر فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ
صبحکو مین بہشت کے کنوؤن سے ایک کنوے پر بیٹھونگا اور صبحکو بیرغرس پر بیٹھیا
اوسکا یہہ مفہوم ہے کہ بیرغرس جنت کا ایک کنوان ہے اس کنوے کا عرض دس
ہاتھہ کا ہے اور عمق سات ہاتھہ پانی کا عمق دو ہاتھہ کا ہے اوسکا پانی نہایت شیرین ہے
یہہ کنوان ضائع ہوا تھا اوسکی مرمت ۸۸۲ھ سات سو کے بعد ہوی۔ سمہودی کہتے ہین کہ
۸۸۲ھ ہجری مین اس کنوین کی مرمت ہوی جس باغمین یہہ کنوان ہے اوسکے اطراف
دیوار بنائی گئی۔ کنوین کے اندر اوترنے کے لئے بانکے اندر سے اور باہر سے سیڑہیان
بنائی گئین۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہی کہ حضور اپنی زندگی مین بیرغرس کا پانی
پیتے تھے اور بعد انتقال حسب وصیت اوسکے پانی سے آپکا غسل ہوا۔

(۳) بیر رومہ اسکو **بیر عثمان** بھی کہتے ہین۔ اس کنوین کو قلیب
المزنی کہتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے نعم القلیب قلیب المزنیہ
یعنے بہتر کنوان قلیب المزنی ہے یہہ کنوان وادی عقیق مین مسجد القبلتین کے
شمالی جہت مین کسیقدر فاصلہ سے ہے حسب مشاہدہ محرر سطور اوسکا عرض
آٹھہ ہاتھہ کا ہے پانی وافر ہے اور شیرین اور شفاف بھی ہے۔ اوس کے
اطراف کمر برابر مینڈ ہے اوسکے بازد ایک مسجد ہی اوسکو مسجد عثمان کہتے ہین مسجد
کے روبرو ایک حوض ہے صاحب قوت الارواح کہتے ہین کہ حج کے موسم مین جب

جب قافلہ وہان اترتا ہے تو حوض کو پانی سے بھر دیتے ہین اوس مسجد کا ذکر سوائے صاحب قوت الارواح کے کسی نے کیا نہین۔ یہہ کنوان ایک یہودی کے ملک سے تھا وہ پانی بہت گران قیمت سے فروخت کرتا تھا حضور نے فرمایا جو شخص اسکو خرید کرکے مسلمانون پر وقف کریگا اوسکے لئے بہشت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آدھا کنوان بارہ ہزار درہم کو خرید کیا اور یہودی اس امر پر راضی ہوا کہ کنوان ایک روز مسلمانون کے تصرف مین رہے اور ایک روز اسی یہودی کے مسلمان اپنی باری کے روز دو دن کا پانی بھر کر رکھ لیتے تھے اور یہودی کے باری کے دن کوئی شخص پانی بھرتا نہ تھا یہودی اس سے ناراض ہوا آخر دوسرا نصف بھی حضرت عثمان کو آٹھ ہزار درہم کو فروخت کردیا اور ساری باولی مسلمانون پر وقف ہوگئی۔ یہہ کنوان میدان مین ہے جہان سیل جمع ہوتی ہے اوسکے پاس یہودیون کا معبد تھا جسکے ویران ہونے پر مسجد بنائی گئی جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ مسجد کب بنی معلوم نہین لیکن بیر عثمانی کے پاس ہونے سے مسجد کو مسجد عثمان کہتے ہین۔ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ باولی بنی غفار سے ایک آدمی کے ملک سے تھی حضور نے اسکو خرید کرکے مسلمانون پر وقف کرنے والے کو جنت کی بشارت دی تو حضرت عثمان نے اوسکو پینتیس ہزار درہم کو خرید فرمایا اور مسلمانون پر وقف کیا۔

(۴) **بیر بضاعہ**۔ بضاعہ ایک باغ کا نام ہے اوس باغ مین یہہ باولی ہونے سے اوسکو بیر بضاعہ کہتے ہین۔ بعض کہتے ہین بضاعہ بنی ساعدہ کے ایک گھر کا

نام تھا اور یہہ باولی اوس گھر مین تھی۔ یہہ کنواں بیرحا کے غربی جانب مین شمال کے سمت ہے جضور نے اوسکا پانی پیا ہے اوسمین اپنا مبارک لعاب اور پس ماندہ وضو بھی ڈالا ہے۔ کوئی بیمار ہوا تو اوسکو تین روز اوس باولی کے پانی سے غسل کرنے کو فرماتے تھے اوسکو شفا ہوتی تھی اوسکا پانی شیرین اور شفاف ہے اس باولی کا عمق گیارا ہاتھ اور ایک بالشت ہے پانی کا عمق دو ہاتھ سے کچھہ زیادہ ہے عرض چھے ہاتھہ کا ہے۔ صاحب قوت الارواح فرماتے ہین کہ جس باغ مین یہہ باولی ہے اوس باغ مین اور ایک باولی غیر مستعمل ہے اور اُس مستعلہ باولی کا پانی اونٹون کے موٹھہ سے کھینچتے ہین۔ یہی ماثور باولی ہے۔ وہان ایک مسجد بھی ہے جسکو مسجد ال علوی کہتے ہین۔ یہہ مسجد ماثور نہین۔ صاحب جذب القلوب فرماتے ہین کہ باب شامی کے نزدیک مشہد حمزہ کو جانے والے کے دہنے جانب باولی ہے۔

(۵) بابِ بصّہ ایک جمعہ کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر کو گئے تھے بیر کے پتے سے سر مبارک دہوکر اس باولی کے پانی سے غسل کیا۔ سر کا غسالہ اور بال جو سر مبارک سے نکلے سے اوس کنوین مین ڈالے۔ یہہ باولی ایک باغ مین ہے اوس باغ مین دو باولیان ہین ایک بڑی اور دوسری چھوٹی۔ بڑی باولی بقیع سے قریب ہے بقیع سے قبا کو جانے کی راہ مین واقع ہے اوسکا عمق گیارہ ہاتھہ ہے اور عرض سات ہاتھہ۔ یہہ باولی پتھر سے باندہی ہوی ہے۔ چھوٹی باولی کا عرض چھے ہاتھہ ہے اوسمین اوترنے کی سیڑھیان بندہی ہین۔

ابن النجار کے بیان سے بڑی باولی ماثور کنوان ہے۔ اور سمہودی کے بیان سے چھوٹی باولی ماثور ہے۔

(۶) **بیرحاء**۔ مسجد نبوی کے شمالی جہت مین ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا۔ حضور اکثر اوس باغکو جایا کرتے تھے اوسکے درختون کے سایہ مین تشریف رکھتے اور کنوین کا پانی پیتے تھے۔ اس باغ مین یہہ کنوان ہے۔ بعض کہتے ہین کہ بیرحا کنوین کا نام ہے اور بعض کہتے ہین باولی کا۔ یہہ باغ مدینہ کے شہر پناہ کے شمالی جہت مین ہے شہر پناہ کے اور اوسکے درمیان راستہ ہی۔ باولی کا عمق بیس ہاتھہ کا پانی کا عمق گیارہ ہاتھہ کا ہے۔ باولی کا عرض ساڑے تین ہاتھہ ہی اوسکے قبلہ کے سمت ایک جدید مسجد ہے اس باولی کا پانی نہایت شیرین ہی اور باغ کی ہوا نہایت تفریح بخش۔ ابوطلحہ نے اس باغ کو اپنے اہل قرابت پر ایثار کیا تھا حسان اونکے اہل قرابت سے تھے اپنا حصہ معاویہ کے ہاتھہ فروخت کیا۔ لوگون نے حسان سے پوچھا کہ کیون ابوطلحہ کے صدقہ کو فروخت کرتا ہے تو کہا کہ معاویہ ایک صاع کھجور کو ایک صاع درہم سے خرید کرتا ہی تو پھر مین کیون نہ فروخت کرون۔ اس باغ مین معاویہ نے ایک حویلی تیار کی اور ابوجعفر منصور نے بھی ایک حویلی بنائی۔

(۷) **بیر العہن**۔ یہہ کنوان عالیہ مین مشہور ہے وہان زراعت ہوتی ہے اوسکے پاس بیر کا درخت ہے مطری کا بیان ہے کہ پہاڑ کے پتھر مین اس

کنوین کو تراشا ہے اوسکا پانی کم نہین ہوتا زین المراغی کا بیان ہے کہ وہان بیر کا درخت باقی نہین۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ اس باولی کے ماثور ہونے پر کوئی سند نہین۔ صاحب قوت الارواح کہتے ہین بیرعہن مسجد قبا کے شرقی جانب مین ایک بڑے باغ مین ہے اوسمین بہت سے درخت ہین زراعت بھی ہوتی ہی کنوین کا پانی اونٹون سے کھینچتے ہین۔

صاحب قوت الارواح نے سمہودی کے بیان کے حوالہ سے اور تھوڑے باولیونکا ذکر کیا ہے ہم بھی اوسکا ذکر کرتے ہین۔

(۸) **بیر جمل** ابن زبالہ کی روایت ہی کہ حضور نے اس باولی سے وضو کیا۔ مجد الدین کہتے ہین کہ یہہ کنوان وادی عقیق کے اخیر مین ہے۔ سمہودی نے اوس کو قبول نہین کیا اور کہا اوس کا مقام معلوم نہین۔ مطری بھی کہتے ہین کہ اوسکا مقام معلوم نہین۔

(۹) **بیر الیسیرہ** جاہلیت مین اوسکا نام بیر العسیرہ تھا حضور نے اوسکا نام بدلدیا اوس سے وضو کیا برکت کی دعا کی اور اوسمین اپنا لعاب مبارک ڈالا یہہ باولی اب اس نام سے مشہور نہین غالباً وہی بیرعہن ہے۔

(۱۰) **بیر السقیا**۔ جہان یہہ باولی ہے اوسکا نام فلجان ہے اور باولی کا نام سقیا۔ یہہ باولی ذکوان بن عبدقیس الزرقی کے ملک سے تھی اوسکو سعد بن ابی وقاص نے بمعاوضہ دو اونٹ کے خرید کیا۔ حضور کے پینے کے

لئے اوسکا پانی لایا جاتا تھا آبیار علی کو جانے والے کے بائین طرف یہہ کنوان ہے پہاڑ کے پتھر و نسے کھود کر نکالا گیا ہے۔

(۱۱) بیر انا۔ یہہ باولی مسجد بنی قریظہ کے پاس ہے۔ اب اوسکا نشان نہین

(۱۲) بیر انس۔ یہہ باولی انس بن مالک بن النضر کی ہے اوسکو بیر مالک بن النضر بھی کہتے ہین۔ اس کنوے مین حضور نے اپنا لعاب ڈالا ہے۔ جب حضور انس کے گھر کو جاتے تھے تو دودہ مین اس کنوے کا پانی ملا کر حضور کو پلایا جاتا تھا صاحب قوت الارواح کہتے ہین کہ مدینہ مین ایک رباط ہی جسکو رباط انس کہتے ہین اوسمین ایک باولی ہے اوسی کو بیر انس کہتے ہین جمعہ کے روز کوئی بیمار اوس سے غسل کرے تو اوسکو شفا ہوتی ہے۔

(۱۳) بیر ایوب۔ بیر رباطیہ کے شرقی سمت مین ابو ایوب کے طرف منسوب ہے۔

(۱۴) بیر جاسوم یا بیر جاسوم ابو الہیثم بن التیہان کی باولی ہے جو اونکے مکان مین تھی حضور نے اوسکا پانی پیا ہے۔

(۱۵) بیر حلوہ یہہ کنوان آمنہ بنت سعد کی گلی مین تھا اس باولی کی وجہ سے اس کوچہ کو زقاق حلوہ کہتے تھے۔ اب وہ باولی معلوم نہین۔

(۱۶) بیر زمزم۔ یہہ کنوان فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کے طرف منسوب ہے اوسکا پانی مثل زمزم مسجد الحرام کے تبرکا لیجایا جاتا ہے۔ سمہودی کہتے ہین کہ

بیر اہاب اسی کا نام ہے۔

(۱۷) بیر العقبہ۔ اوسکا حال اور مقام معلوم نہین۔

(۱۸) بیر ابی عینہ: مدینہ سے ایک میل پر بیر السقیا کے قریب ہی

(۱۹) بیر القراصہ۔ اسکا حال اور مقام معلوم نہین۔

(۲۰) بیر القریصہ۔ مسجد القراصہ کے پاس ایک باولی ہے اوس کو قریصہ کہتے ہین۔

(۲۲) بیر القف۔ زرین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اور شیخین جس باولی کے مینڈ پر پاؤن چھوڑے بیٹھے تھے وہ بیر القف ہے نہ کہ بیر اریس لیکن یہ قول صحیحین کے خلاف ہے۔

(۲۲) بیر معاویہ۔ مسجد بغلہ کو جانے کی راہ مین ایک باغ مین یہ کنوان ہے اوسکا پانی کھارا ہے۔ کہتے ہین کہ ایک جمعہ کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لائے پانی بھرنے کو کوئی ڈول یا رسی نتھی۔ کنوین کا پانی خود بخود جوش کھا کے اُبل آیا حضور نے اوس سے وضو کیا۔ کہتے ہین کہ اب بھی ہر جمعہ کو اوس کا پانی اوبل کر اوپر آتا ہے۔

(۲۳) بیر عروس۔ یہ باولی بیر غرس کے متصل ایک باغ مین ہے مدینہ کے لوگ اس کو بھی ماثور کہتے ہین۔

(۲۴) بیر فاطمہ۔ مسجد نبوی کے صحن مین نخیل فاطمہ کے قبلہ کے جانب

ایک چھوٹی باولی ہے۔ چرخ لگا کے اوسکا پانی بھرتے ہین اوسکو مدینہ والے کوثر کہتے ہین۔ لیکن اوسکا ذکر کسی مورخ حالات مدینہ نے کیا نہین۔ مولانا قاضی الملک مرحوم اپنی کتاب قوت الارواح مین صرف اسقدر لکہتے ہین کہ مسجد نبوی کے صحن مین ایک باولی ہے اوسکا ذکر سید السمہودی کی کتابون مین نہین۔ مسجد شریف کی مرمت جو اخیر زمانہ مین بعہد سلطنت سلطان عبد المجید خان مرحوم ہوی اُن ایام کے حالات کے متعلق لکہتے ہین قبور شریف کے بائین کے طرف جالی کے باہر جو مکان تھا اوسکو وسیع کرنے کے لئے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے متصل جدہر باب جبریل ہے دیوار کے پایہ کے واسطے زمین کہودی گئی وہان ایک کنوان نکلا اوسپر پتہرون کو رکھکر دیوار بنائی گئی تھی۔ پتھرون کو اوٹھانے سے کنوان پیدا ہوا اہل مدینہ اوسکو بیر فاطمہ کہنے لگے اوس کا پانی تبرکا پیا پھر اوسکو پتھرون سے بند کر کے زمین کو ہموار کیا۔ بیر حمل کی بحث جو سید نے تحقیق کی ہے اوس سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہہ کنوان وہی بیر حمل ہی بعض لوگ بیر ااہاب اسی کو کہتے ہین۔

عین الزرقاء۔ یہہ ایک نہر ہے جو قبا کے نخلستانون کے درمیان سے آتی ہے۔ جسوقت مروان بن الحکم ریاست معاویہ بن ابی سفیان مین عامل مدینہ تھا اوس نے اس نہر کو حسب الحکم معاویہ مدینہ مین جاری کیا اس نہر کا پانی نہایت لطیف صاف شفاف اور شیرین ہے سارے مدینہ مین یہی پانی پیا جاتا ہی۔ جا بجا اُس

کے منہل ہین۔

وادی العقیق مدینہ کے وادیون سے مشہور او مبارک تر وادی وادی العقیق ہے اوسکی ابتدا مدینہ منورہ کے قبلہ کے جانب ایک روز کی مسافت سے بھر ذی الحلیفہ پر سے ہوتا ہوا بیر رومہ کے مغرب مین مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے اوسکے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہین۔ حضور نے ایک وقت فرمایا آجکی شب ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور کہا صل فی ھٰذا الوادی المبارک یعنے اس مبارک وادی مین نماز پڑہ۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے العقیق وادئی مبارك یعنے عقیق مبارک وادی ہے۔ حضرت انس کہتے ہین کہ ایک روز مین حضور کے ساتھہ وادی عقیق کو گیا حضور نے فرمایا ای انس اس وادی کے پانی سے طہارت کے ظرف کو بھر لے کہ مین اس کو دوست رکھتا ہون اور یہہ وادی مجھہ کو دوست رکھتا ہے۔ اس وادی مین جبل عقیق ہے جس سے حرم شریف کے لئے پتھر تراشے گئے تھے۔

یہہ سب وہ متبرک مقامات ہین جنکا کچھہ نہ کچھہ ذکر احادیث مین آیا ہے اور فی الحقیقت مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک جسپر حضور کا گذر ہوا ہے ہر ایک چپہ زمین قابل زیارت اور مستحق اس امر کی ہے کہ اوس سے برکت اور سعادت حاصل کی جاسے۔ ۵

بہر زمین کہ نسیمی ز زلف او زدہ است   ہنوز از دم آن بوی عشق می آید

فضایل زیارت حضرت ختم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ و آلہ وصحبہ اجمعین

(۱) حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ترجمہ۔ جسنے میری قبر کی زیارت کی اوس کے سلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اگرچہ حضور کی شفاعت مومنونکو عام ہے لیکن یہان مقصود شفاعت خاص علاوہ شفاعت عام ہے۔

(۲) حدیث من زار قبری حلت لہ شفاعتی اس کا مفہوم بھی حدیث اول کا مفہوم ہے۔

(۳) حدیث من جاءنی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون لہ شفیعا یوم القیمۃ ترجمہ جو میرے پاس زیارت کے لئے آئے اور اوس کو سوای میری زیارت کے اور کوئی مقصود نہو تو مجھہ پر حق ہے کہ قیامت مین اوسکی شفاعت کرون۔

(۴) حدیث من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی ترجمہ۔ جسنے حج کیا پھر میرے وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اوسنے میری زندگی مین میری زیارت کی

(۵) حدیث من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ یعنے جسنے حج کیا اور میری زیارت نکی البتہ اوسنے مجھہ پر ظلم کیا یعنے میری زیارت کرنا اوس پر میرا حق تھا جب اوسنے زیارت نکی تو میری حق تلفی کی اور حق تلفی ظلم ہے۔

(۶) من زارنی الی المدینۃ کنت لہ شفیعا وشہیدا۔ ترجمہ جسنے مدینہ مین

میری زیارت کی مین اوسکے گناہون کے لئے شفیع اور اعمال صالحہ کا گواہ ہونگا

اسی معنے مین اورایک حدیث ہے من زار قبری کنت لہ شفیعا وشہیدا۔

(۷) من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیمۃ ومن مات فی احدی الحرمین بعثہ اللہ من الآمنین یوم القیمۃ یعنے جسنے قصدًا میری زیارت کی قیامت مین میرے ہمسایہ مین ہوگا اور جو شخص مکہ یا مدینہ سے کسی حرم مین مریگا۔ قیامت مین اللہ تعالی اسکو امن والی جماعت مین محشور کریگا۔

(۸) من حج حجۃ الاسلام و زار قبری وغزی غزوۃ وصلی فی بیت المقدس لم یسأل اللہ عز وجل فیما افترض علیہ یعنے جسنے حج اسلام ادا کیا اور میرے قبر کی زیارت کی اور جہاد کیا اور بیت المقدس مین نماز پڑہی تو خدا وند عالم فرائض سے اوس سے کوئی سوال نکریگا یعنے بلاحساب وہ جنت کو جائیگا۔ شیخ الہند فرماتے ہین کہ احتمال رکہتا ہے کہ یہہ ثواب یعنے بلاحساب جنت کو جانا اعمال متذکرہ سے ہرایک کیلئے ہو یا سب کے اجتماع پر واللہ اعلم۔

(۹) من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان یعنے جسنے مکہ کو جاکر حج کیا پھر میری مسجد مین میری زیارت کا قصد کیا تو اوس کے اعمالنامہ مین دو حج مقبول لکھے جاتے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارت قبر شریف صرف مساوی حج مقبول کے نہین بلکہ زائر کے حج کے قبولیت کا سبب ہوتا ہے کیونکہ زیارت سے دو حج مقبول مرتب ہوتے ہین اور حج مبرور کا

بدلہ وجو باجنت ہے۔

(۱۰) من زارنی میتا فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجبت له شفاعتی یوم القیمة وما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر

یعنی جسنے میرے انتقال کے بعد میری زیارت کی گویا اوسنے میری زندگی مین ملاقات کی۔ اور جسنے میری قبر کی زیارت کی قیامت مین اوسکے لئے میری شفاعت واجب ہوئی میری امت سے جسکو اخراجات سفر کی وسعت ہو اور پھر میری زیارت نکی ہو تو اوسکی کوئی معذرت پذیرا نہوگی۔

(۱۱) من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی۔ یعنے جسنے میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اوس نے زندگی مین میری ملاقات کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اوسنے مجھ پر ظلم کیا۔

(۱۲) عن علی رضی الله عنه۔ من سال لرسول الله صلی الله علیه وسلم الدرجة والوسیلة حلت له شفاعته یوم القیمة ومن زار قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم کان فی جوار رسول الله صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درجہ اور وسیلہ کی دعا کی یعنے کہا اللهم ات محمد الوسیله والدرجة الرفیعة قیامت کے دن اوسکے لئے حضور کی شفاعت لازم ہوتی ہے اور جسنے

قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو قیامت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ مین رہیگا۔

مدینہ منورہ کی برکت

اس عنوان مین مجھ کو میرے عزیز و شفیق بھائی مولوی حاجی حکیم محمد محی الدین حسین صاحب چیدہ دام فضلہ کے سفرنامہ حرمین کی تحریر بہت پسند آئی مین اوسی پر اکتفا کرتا ہون اور ہر طرح سے مجھکو اونکی اس تحریر سے اتفاق ہے وہ فرماتے ہین "مدینہ منورہ جیسا بابرکت شہر دنیا مین نہوگا۔ گرانی کے اعتبار سے امساک بارش کے اعتبار سے ریل اور سمندر سے دوری کے اعتبار سے اگر دوسرا کوئی شہر ہوتا تو بالکل ویران ہوجاتا لوگ کہتے ہین کہ برسات ہوکر سات سال ہوے۔ الحمد للہ کنوے سب پانی سے لبریز ہین چشمے اور عیون سب جاری ہین دوکانون مین ہر روز تازہ ترکاری نظر آتی ہے دنبہ کا گوشت ایسا فربہ اور شحیم ہے کہ ہند مین اگر برسون چنا کھلاکر پرورش کرین تو ایسا سمین گوشت کہان سے ملیگا۔ حالانکہ دنبہ کی غذا ہے صرف برسیم جو ایک قسم کا حشیش ہے یا سوکھے گھانس کے تنکے بعض جگہ انھین دمبون کو مین نے دیکھا ہے کہ صرف زمین چاٹتے ہین اور پھر بھی تر و تازہ۔ مدینہ منورہ کا پانی شیرینی خنکی لطافت اور شفافی مین نظیر نہین رکھتا حرم نبوی مین متعدد سقا کوزون مین پانی بھر کے رکھہ دیتے ہین۔ ہزارہا آدمی جمع ہوتے ہین جنکا سر شکن معمولی جماعتون مین پندرہ ہزار اور جمعہ مین تیس ہزار سے کم نہین ہوسکتا۔ اتنے لوگ باوجودیکہ

حوض نہین چند مخصوص حنفیون سے جو حرم کے دروازون پر بنا دئے گئے ہین وضو کر لیتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ اکثر لوگ گھرون سے بھی وضو کر کے آتے ہونگے تاہم عقل دنگ ہے کہ ہزارہا آدمی کیونکر اس تھوڑے سے پانی سے فارغ ہوتے ہین دوارق کا پانی جو پینے کے لئے ہے صدہا دوارق کیون نہو سب کو کافی ہو جانا اور پھر پانی بچ جانا حیرت ہے۔ مدینہ منورہ مین پانی کا اہتمام قدرتی ہے یہہ خدا داد برکت ہی ایک پانی پر کیا موقوف ہے۔ ہر چیز کی برکت خداداد ہے۔ بازار مین دیکھا جاتا ہی چھوٹے چھوٹے زنبیلون یا ٹوکرون مین گیہون چانول آٹا دال لیئے ہوے بقال بیٹھے ہین خیال ہوتا ہے کہ ایک دو شخص کی خریدی مین جنس تمام ہو جائیگی بسم اللہ بولکے کیلہ سے ناپ ناپ کے بقال دے رہا ہی بجای ایک کے دس لینے سے بھی جنس تمام نہین ہوتی[1]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوکان مین سیر تھا گھر لانے مین ڈیڑھ سیر ہو گیا پکانے مین دو سیر تو پیٹون مین جا کر تین سیر ہو جاتا ہے۔

لوگون مین سیر چشمی اور قناعت گویا مدینہ منورہ کا بانا ہے کیون نہو یہہ سب کچھہ حضور سرور کائنات صلعم کی دعا کی برکت ہے مسلم شریف مین بروایت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ درختون کو پہلا پھل آیا تو لوگ حضور کی خدمت مین لایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھل کو اپنے ہاتھہ مین لیتے اور خدا سے دعا

[1] بلکہ محرر سطور کے وجدان مین اور بھی اس قدر اضافہ ہوا کہ بقال نے دس آدمیونکو ناپ کر دیا پھر بھی ٹوکرے لبالب بھرے ہوے نظر آتے ہین گویا لا مقطوعۃ کے پورے مصداق ہین ۱۲ منہ

کرتے کہ ای خدا ہمارے پھلون مین برکت دے۔ ہمارے مدینہ مین برکت دے ہمارے صاع مین برکت دے۔ ای اللہ ابراہیم تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون اونھون نے مکہ کے لئے دعا کی مین مدینہ کے واسطے دعا کرتا ہون مکہ کی دوچند برکت مدینہ مین دے۔ مدینہ منورہ کی اقامت اور وہان کی مجاورت عجیب نعمت ہے دینی اور دنیوی حیثیت سے یہ شہر عجب برگزیدہ اور عمدہ مقام ہے اللہ تعالی فرماتا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ لوگون کے واسطے خواہشات اور شہوتون کو بڑی زینت دی گئی اور رونق دار کرکے بتائی گئی ہین عورتین اولاد زرینہ مالداری سونا اور چاندی عمدہ عمدہ گھوڑے موشی اور کھیتیان یہہ اسباب متاع دنیا ہے جو آدمی کا دلبر اور دل ربا اور گرویدہ کرنے والا سامان ہے اگر اندازہ سے کام لیا گیا ہر حال رب سنبھال اور دل بیار و دست بکار پر عمل ہے تو خدا کے نزدیک اچھا ٹھکانا اور بھلی جزا ہے۔ ہند مین ایک قسم کی عورتین ہین تو مدینہ منورہ مین دو قسم کی عورتین ہین حرہ اور آمۃ نکاحی بی بی اور مول خریدی لونڈی۔ مدینہ کے لوگ قوی قوت ہوتے ہین اور کثیر الاولاد ہین۔ اگرچہ مفلس زائد ہین مگر مالدار بھی ہین وہان کے اوسط گویا ہندوستان کے مالدارون سے زائد فارغ العیش ہین۔ عربی گھوڑے تو مشہور ہین موشی

مین اونٹ گائی بکریان اور گدہے عرب کی زندگی اور ثروت ہے۔ مدینہ منورہ مین باعتبار مکہ معظمہ کے زراعت زائد ہے۔ گیہون۔ جوار باجرہ عمدہ عمدہ بقولات اور ترکاریان خاصکر کھجور کے باغات اسباب مالداری اور رفاہ عیش خیال کئے جاتے ہین۔ پانی کی تعریف تو سابق کے بیانات سے معلوم ہوگئی۔ مکانات دو منزلہ سہ منزلہ (بلکہ چار منزلہ و پنجمنزلہ) بہم بنائے سجے سجائے فرش سکلل اونکو حاصل ہے باوصف اس بات کے کہ یہہ لوگ بلاد متمدنہ سے دور ہین نہ ریل ہے نہ سمندر ان لوگون کی عجب عمدہ اور مہذب معاشرت اور زندگی ہے اون کا مکان مسند تکیہ اور فرش ضروری سے آراستہ رہتا ہی۔ یہہ لوگ بڑے خلیق ہین اونکے کہانے مین بہت لذت اور برکت ہے۔ غرض حب الشہوات مین بھی دنیوی حیثیت سے مدینہ منورہ برگزیدہ اور مختار شہر ہے" دینی حیثیت سے مدینہ منورہ کو جو فضایل اور بزرگیان حاصل ہین وہ کسی شہر کو نہین۔ سب سے بڑی بزرگی ہمسائگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فای نعمۃ اعظم لنا من اقامۃ فی مدینۃ

مدینہ کا پیداوار

(میوہ جات سے)

بطیخ یعنے خربزہ مقدار مین اوسی قدر ہوتا ہے جیسے ہند مین اور شکل و شباہت مین بہی ہمارے ملک کے خربزہ کے مانند ہی مگر ذایقہ مین زمین و آسمان کا فرق ہی قاطبتہ کل خربزے شیرین اور لطیف ہوتے ہین۔ شیرہ بھی کثرت سے ہوتا ہے

آدمی اوسکے کھانے سے سیر نہین ہوتا

حب حب یعنے تربز یہہ تو عجیب میوہ ہے صرف جلد ہری ہوتی ہے باقی کل یاقوتی رنگ کا ہوتا ہے۔ مقدار مین چھوٹے بھی ہوتے ہین اور بڑے بھی۔ بڑے کی مقدار اتنی ہوتی ہے کہ اوسکا قطر دیڑہ قدم اور محیط یعنے دور ساڑھے چار پونے پانچ قدم کا ہوگا شیرہ اس قدر ہوتا ہے کہ ایک بڑے تربز مین دس آدمی بسیری شیرہ پی سکینگے شیرینی مین مصری کے مانند۔ اور لطافت ذائقہ پر موقوف ہے لطف یہہ کہ کتنا بھی کھایا جائے نزلہ اور سردی ہوتی نہین اکثر اوقات ہمنے سفر مین تربز سے ٹھنڈے پانی کے صراحیون کا کام لیا۔ برف کا قطرہ پانی پیاس کے وقت اس قدر فرحت بخش نہین ہوتا جیسا کہ تربز کی ایک قاش جہاز والے اس میوہ کے عاشق ہوتے ہین اور بافراط کھاتے ہین اور یہہ میوہ ہوتا بھی کثرت سے ہے۔ صدہا اونٹ تربز سے لدے ہوے آتے ہین۔

تفاح یعنے سیب کہتے ہین کہ یہہ میوہ مدینہ مین ہوتا نہین طائف سے آتا ہے بہ نسبت مدینہ کے اور میوون کے یہہ طائفی سیب اسقدر قابل تعریف نہین۔

رمان یعنے انار یہہ میوہ خود مدینہ مین ہوتا ہے اور سارے دنیا کے انارون سے فائق ہے۔ مقدار مین بھی بڑا ہوتا ہے اور نہایت شیرین اور لطیف اوسکے دانے بڑے بڑے ہوتے ہین کسی مین بینج ہوتا ہے اور کسی مین نہین بینج ہوا بھی تو بہت نرم ہوتا ہے رنگ مین سرخ بھی ہوتا ہی اور سفید بھی۔

لیموں۔ دو قسم کا ہوتا ہے۔ حامض یعنے ترش۔ حالی یعنے شیرین۔
برتقا یعنے سنترا نارنج یعنے نارنگی معمولی ہین۔
قِثّا یعنے ککڑی دو قسم کی ہوتی ہے دراز اور چھوٹی۔ یہہ بھی معمولی میوہ ہے خصوصیت سے ذکر کے قابل نہین۔

تمر یعنے کھجور۔ مدینہ تو اوسکا معدن ہے جیسے ہمارے ملک کے میوؤن مین آم تحفہ ہے۔ اسی طرح مدینہ کے فواکہ مین تمر تحفہ ہے۔ جب یہہ تازہ رہتا ہے تو اسکو رطب کہتے ہین اور ذائقہ مین عمدہ سے عمدہ حلوہ سے بھی زیادہ لذیذ ہوتا ہے اوسکا شیرہ شہد کا ذائقہ دیتا ہے اور جب کسی قدر سوکھہ جاتا ہے تو اوسکو تمر کہتے ہین۔ مدینہ مین اسکے بہت سے اقسام ہین شلبی دانہ پرمغز اور بڑا ہوتا ہے اور سرخ رنگ۔ عجوہ بھی بڑا دانہ اور پرمغز ہے مگر رنگ مین سیاہ۔ حِلیّہ چھوٹا دانہ سیاہ رنگ ہے۔ یہہ کھجور معجزۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہتے ہین کہ کسی نے حضور کو بطریق امتحان ایک سوختہ بیخ لاکر دیا کہ آپ اوسکو بوئین آپکے مبارک ہاتھہ کی برکت سے اوسکا جھاڑ ہوا اور پھولا اور پھلا اور آجتک اسکا پھل جاری ہے اور اوس سے متعدد باغ اور نخلستان ہوے اُس مین کسی قدر جلا ہوا ذائقہ ہے۔ برنی یہہ بھی ماثور کھجور ہے ذائقہ بہت لطیف ہے لیکن شیرہ کم رکھتا ہے رنگ مین زردی و سرخی مائل ہے۔ حدیث شریف مین اوسکا ذکر آیا ہے سات عدد برنی کا کھانا شفای اسقام ہے مُسَقَّل یہہ کھجور بی تخم ہے

اس مین بالکل بیج نہین مقدار مین چھوٹا ہے۔ رنگ مین برنی کے مانند ہی۔ کھجور کے اور بھی اقسام ہین لیکن یہہ پانچ قسم مشہور و معروف ہین۔

عنب انگور۔ یہہ میوہ بھی مدینہ مین ہوتا ہے۔ مثل انار کے سارے دنیا کے انگور پر فائق ہے ایسا شیرین ہوتا ہے کہ لب سے لب جدا نہین ہوتے۔

جمّار۔ کھجور کے جھاڑ کا گابا بدوی لوگ بکثرت لاکر فروخت کرتے ہین۔

مغزیات سے لوز یعنے بادام فستق پستہ۔ فندق۔ زبیب کشمش مشمش زردآلو۔ خوخ شفتالو اور بھی بہت سے چیزین مدینہ مین دستیاب ہوتے ہین۔ بعض اونکے مدینہ کے پیداوار سے ہین اور بعض دوسرے ممالک سے لائے جاتے ہین۔

ترکاریون سے۔ دبّہ یعنے کدو تین قسم کا ہوتا ہے۔ مدنی دبّہ ہرا کدو دومی دبہ میٹھا کدو کدو ئیا اسکا نظیر ہند مین نہین۔ بادنجان یعنے بیگن دو قسم کا ہوتا ہے اسود یعنے اودا بیگن معمول احمر یعنے لال بیگن جسکو ہم ولایتی بیگن کہتے ہین۔ فول ہندی سیم کی پھلی فول بلر شلجم شلغم بامیہ بھنڈی سبانہ ایک قسم کا ساگ ہے۔ فجل مولی دو قسم کی ہوتی ہے بڑی سفید اور چھوٹی سرخ شغلہ بنلہ ایک ساگ ہے ہم اسکو چڑیکا ساگ کہتے ہین مقلہ۔ لؤس بھی ایک ساگ ہے۔ حلبہ میتھی کا ساگ حبازی بھی ایک ساگ کا نام ہے۔ بھنڈی کے پتے سے مشابہت رکھتا ہے

گندنا جیسی پیاز کی پتی۔ ملوقیا اور پالک بھی دو قسم کے ساگ ہین کبھی کبھی چوکے کا ساگ۔ ننکی کی پھلی سہجنی کی پھلی بھی ملتی ہے لیکن کہان سے آتی ہے معلوم نہین۔ جزر گاجر یہ ساری ترکاریان نہایت لذیذ ہوتی ہین خاصکر کدو اور بھنڈی جیسی بکرا اور مدینہ مین بالذات ہوتے ہین شاید کہین نہون۔ بطاطا آلو یہ باہر سے آتا ہے اور بکثرت فروخت ہوتا ہے اسمین کوئی خصوصیت نہین۔

حبوب یعنے غلہ اناج کی قسم سے یہان جاری۔ باجرا۔ گیہون۔ کشنی یعنے برنج خام۔ مزہ یعنے برنج جوشیدہ سب کچھ ملتا ہے لیکن غالبا اناج غیر ممالک سے آتا ہے اور زراعت بہت کم ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ مین حلیب یعنے دودھ لبن یعنے دہین۔ سمن یعنے گھی گستہ یعنے بالائی زبدہ یعنے مسکہ نہایت نفیس عمدہ اور بکثرت ملتا ہے۔

مدینہ منورہ کے کتب خانے

مدینہ منورہ مین دو کتب خانے ہین ایک کتبخانہ علما رشید یعنے جو باب السلام اور باب الرحمہ کے مابین ایک عالیشان عمارت مین ہے۔ دوسرا کتب خانہ شیخ الاسلام جو خارج باب جبرئیل ایک مشہور عمارت مین ہے۔ کتب خانہ کو یہان کتبخانہ کہتے ہین۔ ہر فن کی کتابین نمبروار آئینہ کے الماروں مین نہایت خوبصورتی سے جوڑی گئی ہین فہرست کتب بھی موجود رہتی ہے نمبر اور نام سے کتاب مانگی جائے تو فی الفور منشی کتب خانہ حاضر کر دیتا ہے

جتنی مدت چاہو کتب خانہ مین بیٹھکر کتاب کا مطالعہ کرو باہر لیجانے کی اجازت نہین
کسی کتاب کو نقل کرا لینے کی ضرورت ہو تو وہین کاتب کو مقرر کرکے نقل کرا سکتے
ہین۔ کاتب بھی اجرت پر وہان بہت ملتے ہین اکثر کتب خانہ بعد ظہر کھولا جاتا ہے۔ ان
عمارتون مین متعدد کمرے ہین فرش قالین کا ہے جا بجا مطالعہ کے لئے چھوٹی چھوٹی
میزین رکھدی گئی ہین۔ کتبخانہ شیخ الاسلام نہایت پرفضا کمرہ مین ہے۔ اس کتبخانہ
کے صحن مین خوشنما چمن بھی ہے چارون جہات مین قرینہ سے اشعار لکھے گئے
ہین۔ یہ ہر دو کتب خانے سرکاری ہین۔ خانگی کتب خانے بہت ہین ہر ایک عالم کے
گھر ایک مستقل کتب خانہ ہے۔

مدینہ منورہ کے حمام

ملک عرب مین حماموں کا دستور قدیم سے جاری ہے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ برکت نشانہ مین بھی اوسکا پتا چلتا ہے۔ ترمذی شریف مین مروی
ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہر حمص کے چند عورتین آئین
آپ فرماتی ہین شاید تم لوگ اس مقام کی ہین جہان کی عورتین حمامون کو جایا کرتی ہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس عورت نے اپنے گھر کے سوا
غیر حمام مین نہانے کو لباس بدن سے نکالا اوس نے اللہ کے بنائے ہوے حد ستر
سے تجاوز کیا۔ مدینہ منورہ مین متعدد حمام ہین۔ باب السلام دالاحمام ایک قبہ نما عمارت ہے
اوسکے متعدد درجے اور کمرے ہین۔ پہلے کمرے مین جو راستہ سے متصل ہے حمام کا

مہتمم اور اوسکے خدام موجود رہتے ہین۔ وہان ایک چبوترہ ہے پر فرش بچھا ہوا ہے
غسل کرنے والے اپنے بدن سے لباس کو نکال مہتمم حمام کے حوالے کرتے ہین جسکو
وہ حفاظت سے رکھتا ہے حمام کے کارخانہ سے ہر غسل کرنے والے کو ایک لنگ
ملتی ہے بعد غسل بدن کو سکھانے کے لئے ایک طوال دیا جاتا ہے۔ بعد فراغ لوگ
مہتمم سے اپنا دیا ہوا لباس لیکر پہن لیتے ہین۔ حمام کا دوسرا کمرہ ایک گرم مقام ہی آدمی
پسینا کرنے لگتا ہے لیکن یہہ گرمی ایسی نہین کہ ناگوار ہے طبیعت ہو۔ اس مقام مین حوض
بنائے گئے ہین پانی کے نل لگے ہوے ہین پانی کے بڑے بڑے ظروف
اور پانی پینے کے مسی پیالے رکھے ہوے ہین۔ گرم پانی کی علیحدہ ٹوٹی ہے اور
ٹھنڈے پانی کی علیحدہ۔ فرش سب مرمر کا ہے۔ حمام کی نفاست اور عمدگی اور
مہتممون کی حسن کارگذاری اور خدمت نہایت دلکش اور دلربا ہے۔ حمام والے اپنا
حق خدمت فی آدمی سے بہ نسبت موقع بمبئی کے اکثر کلدار تک لیتے ہین۔ صبح سے ظہر تک
مرد نہاتے ہین اور اوسکے بعد مغرب تک عورتین۔ عورتون کے غسل کے وقت مہتمم
بھی عورتین ہوتی ہین ہر چند کہ عورتون کا حمام کو جا کر نہانا مورث فتنہ ہے لیکن مدینہ والے
اپنے پاک باطن اور نیک نفس ہین کہ وہان فتنہ کا ہرگز اندیشہ نہین۔ تاہم اچھے گھرانے
والی عورتین حمام کو کم جاتی ہین بلکہ نہین جاتین۔

مدینے والون کی غذا

اہل مدینہ کی غذا بالکل سبک رہتی ہے۔ یہہ لوگ دو وقت سے زاید کھاتے نہین

صبح مین عربی دو یا تین گھنٹون کے درمیان جو ہندکے آٹھہ یا نو گھنٹون کا وقت ہوتا ہے خمیری روٹی جسکو عیش کہتے ہین اور ابالے ہوے بڑ کا شوربہ جسکو مرق الفول کہتے ہین۔ یا معمولی روٹی اور جو بیسلہ کھاتے ہین شام مین بین العصر و المغرب بعض لوگ روٹی کھاتے ہین اور اکثر رز یعنے چانول، اور سالن جسکو ادام کہتے ہین اگر کچھہ شیرنی وغیرہ ہو تو اوسی وقت یعنے بین العصر و المغرب کھاتے ہین۔ رات کو صرف چای جسکو شاہی یا شاہی بولتے ہین پیتے ہین۔ اونکا چای پینا بھی نرالا ہے سب کے سب بے دودہ پیتے ہین دو فنجان سے کم پیتے نہین۔ چای دو قسم کی ہوتی ہے احمر سرخ چای اور اخضر ہری چاے۔ ہری چاے کو زیادہ پسند کرتے ہین۔ امیر اور غریب سب کے سب چای کے شوقین ہین۔ چای کا سامان جیسے سمسادر براد یعنے چادان۔ فنجان۔ تبسی۔ طبق اور ملعقہ یعنے چمچہ ہر ایک کے گھر مہیا رہتا ہے۔ یہہ معمولی غذا ہے اور جب تکلف کرتے ہین تو پلاؤ پکاتے ہین انکا پلاؤ عجیب ہوتا ہے یہہ لوگ چانول گوشت وغیرہ یکدم سے دیگ مین ڈالکر پکاتے ہین یہہ پلاؤ ہندیون کے ذائقہ مین ناگوار ہوتا ہے۔ ہندیون کے پلاؤ کو بریانی کہتے ہین وہ بھی پکائی جاتی ہے۔ قورمہ اور یخنی پکائین تو اوس کو صرف لحم کہتے ہین اوسکے ساتھہ ترکاری ملائین تو لحم سے آگے اوس ترکاری کا نام لگاتے ہین جیسے دبالحم۔ بامیہ لحم۔ قیمہ بھی پکاتے ہین اوسکو مفرومہ کہتے ہین۔ یہہ لوگ مرچ سیاہ کے عادی ہین۔ مرچ سرخ اور

ترشی یہان کم ملتی ہے نارجیل بھی مفقود ہے کبھی کبھی نارجیل خشک ملجاتا ہے جسکو خاص ہندی لوگ کام مین لاتے ہین۔ مدینہ والون مین حلیم یا حریسہ بھی بہت مروج ہے جسکو گیہون اور گوشت سے پکاتے ہین۔ اسمین گھی کثرت سے ہوتا ہے۔ مرغ کے انڈے ہر وقت جسقدر چاہو میسر ہوتے ہین انڈے کو بیض کہتے ہین۔ اونکی روٹی اقسام کی ہوتی ہے۔ خمیری۔ پراٹے۔ مطبق ورقی روٹی جسکے ورق مین انڈا اور خمیرہ دیتے ہین۔ تکلف کی ضیافتون مین کابل دنبہ دم مین پکاکر رکھتے ہین اور اوسکے پیٹ مین پلاؤ یعنے ذبرالحم بھرتے ہین۔ کباب بھی اچھا تیار کرتے ہین۔ ہمارے ملک مین چٹنی پیاز اور دہین کی بنلتے ہین اور یہہ لوگ ککڑی اور دہین کی بنانے ہین پلاؤ کے ساتھہ یہہ چٹنی ہمیشہ ہوتی ہے۔

غرضکہ عیش وآرام کے نادر سامان ہونگے جو مدینہ منورہ مین میسر نہ آتے ہون جتنے طیبات ممالک دور و دراز مین میسر آتے ہین وہ سب یہان ملتے ہین۔ رفاہ دنیوی عیش و سرور آخرت ہر دو کا مرجع مدینہ منورہ ہے سورہ قصص مین پروردگار عالم فرماتا ہے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ط ترجمہ کیا ہمنے اون کو حرم مین جہان (ہر طرح کا) امن (اور اطمینان) ہے جگہہ نہین دی کہ ہر قسم کے پھل یہان کھنچے چلے آتے ہین (گھر بیٹھے اونکا) رزق (اونکو) ہمارے یہان سے (پونہچتا ہے) لیکن اونمین اکثر (اس نعمت کی قدر) نہین جانتے اہکر

آیہ کریمہ مذکورہ حرم مکہ معظمہ کی شان مین نازل ہوئی ہے جسکا پورا اثر اہل مدینہ بہ نسبت اہل
مکہ معظمہ مین پاتے ہین۔ اور کسی کو اوس سے انکار نہین۔ اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے لئے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ ابراہیم تیرے
بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون اونہون
نے مکہ کے لئے دعا کی مین مدینہ کے واسطے دعا کرتا ہون مکہ کی دوچند برکت
مدینہ مین دے پس وہی برکت اور وہی شان مدینہ منورہ مین مضاعف پائی جانا
لازمات سے ہے جس کسیکو مدینہ منورہ کو جانا اور اوس مبارک سرزمین مین کچھ
دن رہنا نصیب ہوا ہو خوب جانتا ہے کہ مدینہ منورہ مین خدا کے فضل وکرم سے
کیا کیا نعمتین نصیب ہوتی ہین۔ بڑے بدنصیب وہ لوگ ہین جنکو مدینہ منورہ کی
مدامی اقامت میسر نہین اور اوس نعمت سے ایک بار سرافراز ہوکر اوسکی قدر
نہین جانتے اور اقامت اوطان کے دھن مین واپس چلے آتے ہین۔ اور وہ لوگ
جو اس نعمت عظمی سے محروم ہین اونکی حرمان نصیبی اور ناکامی تو رونے کے قابل
ہے۔ جسنے عمر مین ایکبار بھی اس مبارک مقام کی زیارت نہین کی اوس نے دنیا
مین نعمات الٰہی سے کوئی حصہ نہین پایا۔ مدینہ منورہ شہر کیا ہے وہ تو سچ مچ جنت
الفردوس کا قطعہ ہے بلکہ خدا کی قدرت سے فرشتون نے باغ بہشت کو زمین پر
آراستہ کیا ہے۔

اگر فردوس بر روے زمین است ہمین است وہمین است وہمین است

مدینہ والون کا لباس

قاطبہ عرب کا لباس بالکل مہذب اور خوش قطع ہوتا ہے لیکن بدوی یعنے صحرائی اور بلدی یعنے شہری لوگون کے لباس مین بڑا فرق ہوتا ہے بدوی بدن مین ایک کرتہ اور کمر مین ایک کمر بند اور سر پر ایک رومال باندھتے ہین۔ اون کو نہ سروال ہوتی ہے اور نہ لنگ۔ بلدی نیچے کے بدن مین تہبند یا لنگ۔ ازار یا سروال پہنتے ہین اوسپر دراز کرتہ اور اوسپر صدریہ یا بطن یا خفتان ہوتا ہے اور اوسپر کمر بند یعنے حزام اور اوس پر شایع ہوتا ہے۔ بطن خفتان اور شایع تخنے تک دراز ہوتا ہے بلکہ شایع زمین گیر رہتا ہے۔ بطن کو آستین نہین ہوتین برخلاف اوسکے خفتان اور شایع کو آستین ہوتی ہین۔ شایع کو جبہ بھی کہتے ہین سر پر عموماً کوفیہ ٹوپی اور اوسپر گول سفید عمامہ رومال کم رکھتے ہین۔ لیکن دستی جیب مین ہوتی ہے پاؤن مین نعل یا موزہ ہوتا ہے اور جراب یعنے پای تابہ پہنتے ہین بعض لوگ شایع کے عوض دیسی کملی کا عبا پہنتے ہین۔ جس کی قیمت پچاس ساٹھ روپیون کی بھی ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ کا تول اور ماپ

مدینہ اور مکہ مین ماپ کے مقادیر مد صاع۔ کیلہ۔ آروب اور کیس ہین لیکن مدینہ کے کیلہ اور مکہ کے کیلہ مین فرق ہے۔ کیلہ ہند کے ڈیڑہ پڑی کے قریب قریب ہوتا ہے محرر سطور کو جناب مولانا عبد الحق الہ آبادی سے جو مکہ معظمہ مین شیخ الدلائل

ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعملہ مد کا پیمانہ صورت ماثورہ کے ساتھ
اجازتًا ملا جسکے مطابق مولانای موصوف نے خود ایک برنجی پیمانہ تیار کروایا ہے
اور اوس پر صنع علی مد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کندہ کروا کے اس
ناچیز کو عطا فرمایا اور وہ پیمانہ اس وقت عاجز کے گھر مین مستعمل ہے اور اوسکی
برکت ظاہر۔ یہہ پیمانہ آدھی پڑی سے کم ہے لیکن اوسمین برکت آدھی پڑی سے زیادہ
کی ہے۔ مثلاً جبکہ یہان ۵ الک پکانا ہوتا ہے ہم ایک مد پکاتے ہین تو کافی ہوتا ہی
کیون نہو اس مد مین برکت ہونے کی دعا خود حضور نے فرمائی ہے۔ وزن مین عمومًا
عقہ مستعمل ہے جو ایک وسیہ سے کسی قدر کم ہوتا ہے اور وہ رطل سے زائد چھوٹے
اوزان اوقیہ۔ درہم۔ اور مثقال ہین۔

مدینہ منورہ کے رائج سکہ

دولت کے جانب سے جو سکہ ہین وہ مسی سکون سے خمسہ ہلالہ اور قرش ہے
دیوانی یعنے خمسہ کا خمس اور عشرینہ یعنے دو خمسہ صرف حساب مین مستعمل ہین اونکا
وجود نہین۔ چاندی کے سکون سے مجیدی مساوی اڈہائی روپیون کے نصف
مجیدی۔ ربع مجیدی۔ مجیدی کا عشر اور مجیدی کا نصف عشر مروج ہین۔ طلائی
سکون سے عثملی یعنے عثمانیہ اشرفی جو مساوی ۱۴ روپیون کے ہے جاری ہے
نصف عثملی بھی اور ۵ عثملی کا ایک سکہ بھی چلتا ہے۔

لیکن بازاری لین دین مین سارے دول کے نقروی اور طلائی سکہ

رائج ہین انگریزی دوانی۔ چوانی۔ اٹھانی اور روپیہ اور ولایتی ڈالر وغیرہ برابر رائج ہین۔ انگریزی اشرفی تو اور قدر سے بکتی ہے کبھی اوسکے عـــہ روپیہ ۱ر قیمت ہوجاتی ہے اوس کو افرنجی جنبی کہتے ہین لیکن مسی سکہ غیرون کا رائج نہین۔ انگریزی نوٹ بھی رائج ہین۔ انگریزی ڈالر کو بردم کہتے ہین۔

مدینہ والون کا تمدن

مدینہ والے خواہ نسلاً عرب ہون یا غیر عرب عموماً پیشہ ملازمت کو پسند نہین کرتے وہ اللہ کے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین غیر کی نسبت اپنے لئے عار و ننگ سمجھتے ہین۔ اور غلامی کو بطریق تجارت جاری رکھا ہے اور وہ ان کے پاس داخل ملازمت نہین۔ غلامون کی خرید و فروخت تجارت کا ایک خاص مستقل صیغہ ہے ہند مین ملازمت باعث شرف ہی اور عرب مین موجب ننگ خواہ وہ ریاست کی ہو یا غیر ریاست کی۔ ہرچند کہ مدینہ منورہ مین بہ نسبت مکہ معظمہ کے زراعت زیادہ ہوتی ہے لیکن لوگ زیادہ تر تجارت اور حرفت طرف مائل ہین مکہ کی تجارت بہت ہے اپنے اپنے متمدنہ شہرون سے زیادہ نہین تو کم بھی نہین اور مدینہ مین بھی لوگ تجارت کے دلدادہ ہین اور ہر شے کی تجارت کرتے ہین حرفت مین یہہ لوگ صاحب سلیقہ ہین۔ نجاری خرازی۔ زرگری اور خیاطی مین تو داد دیتے ہین۔ مدینہ کے موچیون کا تیار کیا ہوا موزہ ڈاسن کے بوٹس سے بھی زیادہ خوشنما نرم اور مضبوط ہوتا ہے نعل تو جیسے یہان تیار ہوتے ہین کہین نہونگے۔

اونکی عورتین بھی کاریگری مین مشاق ہین۔ پائجامون اورکرتون کے لئے ریشمی اور سوتی جال کی پٹی بناتے ہین جسکو وہ شغل یا شلش کہتے ہین اور وہ بہت عمدہ ہوتی ہے گداگری یہان نام کو نہین۔ اگر کوئی گدائی کرتے نظر آئین تو وہ غیر ممالک کے لوگ ہین۔ لیکن بے مانگے اگر کوئی کچھ دے تو لے لیتے ہین۔ صابر اور شاکر ایسے ہین کہ دو دو دن کا فاقہ گذر جاتا ہے اور اونکے چہرہ تر و تازہ زبان پر الحمد للہ جاری غریب سے غریب کا لباس بھی دس پندرہ روپیون سے کم کا نہو گا گویا اون کی صورت ہی شکر و سپاس کی صورت ہے۔ اہل بادیہ چارپایون کی تربیت سے خوب ماہر ہین۔ چاے سگریٹ اور حقہ کے بہت عادی ہین۔ ان لوگون مین منگل اور جمعہ تعطیل کے دن ہین جسمین اہل حرفہ کام کاج کم کرتے ہین جمعہ عبادت کے لئے ہوتی ہے اور منگل سیر تماشے کے لئے۔ اکثر لوگ منگل کو بیر عثمان اور مسجد قبلتین کو جاتے ہین اور وہان جانور ذبح کر کے پکاتے اور کھاتے ہین۔ ان کو موسیقی کا بھی شوق ہے لیکن غالب اونکا ساز اونکا حلق ہوتا ہے بعض لوگ دف وغیرہ بھی بجا لیتے ہین لیکن مہذب لوگ صرف حلق سے کام لیتے ہین۔ اونکی غزلخوانی اکثر اشعار حمد و نعت سے ہوتی ہے اور سامعون کو وجد مین لاتی ہے۔ قران خوانی تو اونہی کا حصہ ہی قرآن اونکے لئے ہے اور وہ قرآن کے لئے۔

مدینہ منورہ کے تبرکات

ہر چند کہ مدینہ کی ہر شے متبرک ہے لیکن جو چیز مدینہ منورہ سے بطریق تبرک احباب

کے لئے لیجانے کے قابل ہے وہ کھجور۔ خاک شفا۔ سرمہ اور مسواک ہے حدیث شریف مین مدینہ کی مٹی کے متعلق آیا ہے کہ وہ بیماریون کے لئے شفا ہی خصوص زخمون کے لئے۔ سرمہ سیاہ جسکو اثمد کہتے ہین تبرک ہونے کے علاوہ آنکھون کو روشنی اور جلا دیتا ہے۔ مسواک کے فضایل سب کو معلوم ہین۔ غلاف حجرہ شریف اعلاترین تبرک ہے جیسے غلاف کعبہ لیکن آجکل وہ بہت کم ملتا ہے زمانۂ سابق مین چھے یا سات سال مین ایکبار غلاف بدلتا تھا تو زائرین اور شائقین کو اوسکے قطعات میسر ہوتے تھے اب تخمیناً پچاس سال سے غلاف بدلا نہین تو اس کے قطعات کم ملتے ہین۔ بہت کوشش کرنے سے مقصورہ شریف کے غلاف کے ٹکڑے ملتے ہین کیونکہ مقصورہ کا غلاف بدلا کرتا ہے اور مقدار مین بھی بہت زیادہ رہتا ہے۔ مقصورہ شریف مین لوبان اور اگربتی جو جلتی ہے اوسکی خاک اور صندوق صندل کا صندل اور موم بتی کا سیال یعنے جلا ہوا موم اور اگربتی اور موم بتی کے جلے ہوے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے قندیلون کا جلا ہوا زیتون خادمون اور بوابون کے ذریعہ ملتے ہین۔ یہہ سب تبرک ہے موم بتی کا موم پیٹ کے درد کو بہت مفید ہے محرر سطور اور اوسکے بعض قرابتیون نے اوسکا تجربہ کیا ہے یدیہ والے تو پیٹ کے درد کا علاج اسی موم سے کرتے ہین ذرا موم کہا لینے سے شفا ہو جاتی ہے۔ حجرۂ شریف کی گرد و غبار بھی بوابون کے ذریعہ ملتی ہے عید مولود مین حجرۂ شریف کے اطراف مشک و گلاب ڈالکر پانی سے دہوتے ہین اور یہہ

پانی لوگون پر تقسیم ہوتا ہے اوسکو تبرک کے طرح لوگ پیتے ہین اور دور دور ممالک کو لیجاتے ہین۔ غسل حجرۂ شریف کے وقت خدام حجرہ بڑے بڑے اسفنج سے کام لیتے ہین جو خاص اس کام کے لئے اسٹنبول سے آتے ہین۔ یہہ لوگ جب اطراف حجرہ کو دہوتے ہین تو اس اسفنج کو معطر پانی مین بھگو کر درود شریف پڑہتے ہوے پردہ کے اندر جالیون کو دیوار کو اور زمین کو پونچھتے ہین یہہ اسفنج بھی بطریق تبرک تقسیم ہوتا ہے اسمین حجرہ شریف کی گرد وغبار بھری رہتی ہے۔ جب جب اوسکو تازہ پانی مین ڈال کر دہوئین اثر غسل حجرۂ شریف میسر ہوتا ہے گویا ایک مدت تک بطریق تبرک کار آمد رہتا ہے۔ یہہ اسفنج بھی خدام کو کچھہ دینے دلانے سے میسر ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ مین تسبیحات بھی اقسام اقسام کے پتھرون کی ملتی ہین۔ اگرچہ وہ غیر ممالک کی صنعتین ہون تاہم باریابی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونکو شرف ہوجاتا ہے اور وہ متبرک سمجھے جانے کے لائق ہین۔

معذرت

محرر سطور نے اپنی بساط کے برابر اس رسالہ مین تحقیق حالات اور صحت اخبار کی کوشش کی ہے۔ اوسکا ماخذ سید برزنجی کی کتاب نزہتہ الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین۔ سید سمہودی کی کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے۔ مولانا حاجی محمد صبغۃ اللہ قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم محدث مدراس کی کتاب قوت الارواح شرح توشۂ فلاح۔ سفرنامہ حرمین مولفہ برادر

معظم و محترم مولوی حاجی حکیم محمد محی الدین حسینصاحب چیدہ مدرس اول مدرسۂ لطیفیہ ویلور دام فضلہ اور مشاہدہ عینی محرر سطور ہے جو اوائل ۱۳۲۵ھ ہجری مین ہوا۔ انسان کی فطرت مین سہو و نسیان ہے ممکن ہے کہ اوای حق کتاب مین کوئی سہو یا ذلت ہوی ہو جسکی نسبت خداوند قدیر سے معافی کی امید ہے۔ برادران دینی سے جو خاصتر اہل فن ہون التماس ہے کہ اگر وہ کسی عیب اور خطا کو اس سالہ مین ملاحظہ کرین تو براہ کرم مظہر صفت ستاری کی شان کا جلوہ دکھا کر عیب کو پوشیدہ کرین غلط کو صحیح فرمائین اور خدا سے دعا کرین کہ محرر کا خاتمہ بخیر ہو اور یہہ تحفہ محقر جس مین سرکار نبوی کے شہر منو بہر کا ذکر ہے حضور اقدس مین قبول ہو حلقہ غلامان مین باریابی نصیب ہو حاشیہ بوسان بساط قدس کی مجاورت اون کے ساتھہ کی معاشرت اور انھین کے ساتھہ کے حشر و نشر سے یہہ ناچیز سرافراز ہو۔ یا اللہ تو آگاہ سر و علن واقف ماظہر و مابطن ہے تو جانتا ہے کہ اس کتاب کی تسوید مین اس تیرے ناچیز بندے کو صرف تیری اور تیرے حبیب کی خوشنودی اور تیرے محبوب پاک کے زائرون کی خدمت منظور تھی تیری توفیق اور ہدایت سے اوسنے اوسکی ابتدا کی اور تیری ہی عنایت اور مدد سے کتاب اختتام کو پہنچی تو اوسکے دل کے حالات سے واقف ہے اوسکو اوس انعام سے سرفراز کر جسکی امیدواری مین اوسنے قصد سفر مدینہ کیا اور نے اپنی رحمت عمیمہ سے اسکو وہان تک پہنچایا۔ اگرچہ یہہ امیدواری چھوٹا منھہ بڑی بات ہے مگر تیری رحمت

اوس سے بھی بڑھکر ہے انا عند ظن عبدي بي کا وثیقہ ہمارے ہاتھہ ہے

اور ومن اوفي بعهده من الله کا مژدہ بھی اوسکے ساتھہ ہے پھر اپنی کامیابی

مین کیا دیر ہے صرف کل امر مرهون باوقاتها کا پھیر ہے اللهم صل

على سيدنا محمد واله وصحبه اجمعين واخر دعوانا ان الحمد لله

رب العلمين

خاتمہ ضمیمہ السکینہ

ختم کتاب پر محرر سطور غفر الله له ذنوبه عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس کتاب کی تسوید ۱۳۲۵ھ ہجری مین کامل ہوگئی لیکن وجوہات متنوعہ سے اوسکے طبع مین دیری ہوی یہان تک کہ ماہ رمضان شریف ۱۳۲۷ھ ہجری پورا منقضی ہوگیا اور اس عرصہ مین بعض واقعات بھی ہوے جسکو مدینہ منورہ اور مسجد نبوی سے تعلق ہے اور وہ یہہ کہ اوئل ۱۳۲۷ھ ہجری مین سلطان عبدالحمید خان کا عزل ہوگیا اور اون کے چھوٹے بھائی رشاد افندی سلطان محمد خان خامس کے نام سے جلوہ افروز تخت عثمانیہ ہوے اور سلطان معزول کے اخیر عہد مین حجرہ شریف کا غلاف آستانہ علیا سے آیا آخر صفر ۱۳۲۷ھ ہجری مین غلاف قدیم اوتارا گیا اور نیا غلاف حجرہ شریف پر آویزان کیا گیا قدیم غلاف جو سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے عہد مین تیار ہوکر سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے عہد مین حجرۂ شریف پر آویزان کیا گیا تھا خدام حرم پر تقسیم ہوا۔ اتفاق سے محرر کے برادر محترم مولوی حاجی محمد عبدالقادر صاحب طاہر ادام اللہ بقاہ وظیفہ یاب

حسن خدمت و دوم تعلقداری ریاست حیدرآباد دکن اوسوقت مدینہ منورہ مین تھے اون کو جسقدر حصہ اس غلاف مبارک سے ملا اوس سے ایک قطعہ اونھون نے اس ناچیز کو ہدیۃً مرحمت فرمایا۔ یہہ قطعہ دیباج سبز کا ہے اور سفید ریشم سے اسپر الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ منقش ہے

سلطان عبدالحمید خان کے عہد سلطنت کے خصوصیات سے ایک نہایت مہتم بالشان واقعہ حمیدیہ حجاز ریلوے کا تھا سلطان کا ارادہ تھا کہ دمشق سے مدینہ تک اور پھر مدینہ سے مکہ اور مکہ سے یمن تک ریلوے جاری ہو جاے۔ اس ارادہ کو پورا کرنے کے متعلق اونھون نے بہت کچھہ سعی کی جسمین اونکو بہت کچھہ کامیابی ہوی اور ابھی بہت کچھہ کام باقی تھا کہ مشیت الٰہی غالب ہوی اور سلطان کا عزل ہوگیا۔ بہرحال اونکے عہد سلطنت مین ریل مدینہ تک جاری ہوگئی اور اسکا جشن بھی منایا گیا۔ اب جو سلطان محمد خان خامس کا زمانہ ہے ریلوے کا کام بعض مصالح ملکی کے نظر کرتے کچھہ مدت تک ملتوی ہوا امید ہو کہ چند سال مین سلطان عبدالحمید خان کے ارادون کی پوری تکمیل ہو جائیگی۔

حجاز ریلوے جو مدینہ تک جاری ہے اوسکی پٹری چھوٹی ہے اس وقت قطار یعنے ٹرین مین صرف دوہی درجے ہوتے ہین۔ ہفتہ مین تین روز شنبہ سہ شنبہ پنجشنبہ ریل مدینہ منورہ سے شام شریف یعنے دمشق کو روانہ ہوتی اور دو شنبہ چہار شنبہ اور جمعہ شام شریف سے مدینہ طیبہ کو پہنچتی ہے۔

مدینہ کا ریلوے اسٹیشن باب العنبریہ کے باہر نہایت عالیشان دو منزلہ سنگ بست تیار ہو رہا ہے۔ نیچے کی منزل کی سقف کا کام ہو چکا دریچے اور دروازے بھی لگ گئے۔ صرف رنگ و روغن کا کام باقی ہے اوپر کی منزل کا سامان تیار ہو رہا ہے۔

محرر سطور کے ایام قیام مدینہ مین پلاٹ فارم کے لئے مٹی کا کام ہو رہا تھا چنانچہ اہل قافلہ بھی حصول ثواب کی نیت سے اس کام مین شریک ہوے خدا کے فضل سے دو سال کی مدت مین اسٹیشن یک منزلہ تیار ہو چکا اور اوسکی بالائی منزل کی تیاری بھی شروع ہو گئی کیا عجب ہے کہ آیندہ ایک سال مین دو منزلہ اسٹیشن پورا ہو جائے۔

عزیزی مولوی حاجی غلام محمود صاحب طاہر تحصیلدار نانڈیڑ علاقہ سرکار عالی حیدر آباد سے معلوم ہوا کہ بعض حوائجی مکانات تیار ہو چکے اور بعض زیر تعمیر ہین۔ اور ایک لداؤ کی سنگ بست مسجد بھی قریب اسٹیشن زیر تعمیر ہے۔ ترکی اور شامی مسلمان سنگتراشی۔ نجاری اور آہنگری کا کام کر رہے ہین۔

ریل کے ڈبون مین خصوصًا درجۂ اول کی گاڑی بہت عمدہ ہے دو دو آدمی کے لئے ایک ایک کمپارٹمنٹ مراکو لیدر کے کوشن سے مرتب اور ہر طرح آراستہ ہین ہر ایک کمپارٹمنٹ کے روبرو راستہ ہے۔ سوم درجے کے ڈبے ٹرام گاڑی سے شبیہ ہین۔ ہر ڈبہ کے ایک کونہ مین بیت الخلا ہے۔ بریک دبان سے

الحمد للہ علی حسن الختام والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ الیٰ یوم القیام،

کتاب تو پوری ہوچکی طبیعت کو ولولہ ہے جی چاہتا ہے کہ اپنے آقا کی نعت اپنی دیوانگی وخستہ حالی کے اظہار مین کوئی گیت گائی جائے موقع بیموقع سے کام نہین دیوانہ کا ہر کام دیوانگی ہے کوئی کچھ کہے وہ کب رکتا ہے۔ لہذا دو چار غزلین اپنے ڈھب کی لکھی جاتی ہین۔

غزل

آرزو ہے کوچہ مولا مین اپنی جا کرون — آستان کعبۂ دین پر جبین رگڑا کرون
مسکن ومولد طرف پھر ہو نہ مجکو التفات — خاک طیبہ کو بس اپنا مامن وماوا کرون
صحن سے خاشاک چُنلون اور کرلون تاجِ سر — جالیون سے گرد جھاڑون آنکھ کا سرمہ کرون
دست بستہ روضۂ اقدس پہ ٹہرون صبح وشام — اپنی ناکامی کا دکھڑا روبرو رویا کرون
بیکسی کا حال اپنی گر سناؤن زار زار — شامت عصیان پہ گلہ ہے آہ وواویلا کرون
فرط شوق دید مین حسن جمال پاک کے — اپنی بیتابی کا قصہ رات دن انشا کرون
جھومتا جاؤن می وصف نبی کے نشہ مین — عندلیب جام سا اس باغ مین بولا کرون
گر غم عصیان مین روؤن اور صلہ ہو مغفرت — گر برات خلد بدلے نعت کے پایا کرون

جان زار اب ہند مین باقی نہین یک لحظہ بیز　　وہان کے جانے کیلئے تدبیر اختر کیا کرون

آپ ہی بلوا لو مولا واسطے سبطین کے　　آستان سے دور کبتک اس طرح رویا کرون

ہو رہون طیبہ کا مین اور طیبہ میرا ہو رہے　　عمر باقی ماندہ کا حصہ وہان پورا کرون

غزل دیگر

مین رہون دور یون مدینے سے　　موت بہتر ہی ایسے جینے سے

مین ہون مداح کل حضور نبی　　جائی دینگے مجھے قرینے سے

آرزو ہے کہ پھر بھی اُس در کی　　جالیون کو لگا دُن سینے سے

رات بھر ذکر مصحف رُخ ہے　　ہم نہین فارغ اس شبینے سے

نقش قسمت مگر سنور جائے　　رگڑون پیشانی اوسکے زینے سے

ہو نہ مایوس آج کل اختر　　طلبی آئیگی مدینے سے

غزل دیگر

یا نبی دونو جہان مین ہو عنایت آپکی　　یہان ہدایت آپکی اور وہان حمایت آپکی

آب حیوان سے اثر مین کم نہین ذکر حضور　　جان تازہ دیتی ہے ہر ایک حکایت آپکی

بہتی ہین دونون لبون سے نہرین شیر و شہد کی　　کیا حلاوت بخش ہی مولا حکایت آپکی

منکرون کے طعن کا خود آپ دیتا ہی جواب　　یہان تلک منظور ہی حقکو رعایت آپکی

رنج خاطر بہر امت آپکا تھا ناگوار　　سَوْفَ یُعْطِیکَ سے کی حقنے رعایت آپکی

ہول محشر خوف موقف شدت نار جحیم　　ہیچ ہین سب کچھ اگر ہو مے حمایت آپکی

کنہ ذات احمدی سے کون واقف ہو سکے حق ہی جانے ہی ہدایت اور نہایت آپکی

گرچہ دیکھے ہین بہت ملفوظ ہمنے یارسولؐ ہے و لے کچھ اور ہی مولا روایت آپکی

کام مین اختر کے بل ہی کھولدینا یارسولؐ وقت مشکل چاہیئے آقا عنایت آپکی

غزل دیگر

مری ہے ڈوبتی کشتی ترانا یارسول اللّٰہ لگی ہے آگ عصیا نکی بجھانا یارسول اللّٰہ

غم دوری مین مرتا ہون بلانا یارسول اللّٰہ لب جان بخش سے اپنے جلانا یارسول اللّٰہ

نہ دنیا ہی ہوی اچھی نہ دین کی کوئی صورت ہے مرا ہر کام بگڑا ہے بنانا یارسول اللّٰہ

ضعیف و ناتوان ہو نمین نہین چلنیکی کچھ طاقت مجھے نار جہنم سے بچانا یارسول اللّٰہ

جہان ہو العطش کا شور شدت سے حرارت کی مجھے وہان جام کوثر کا پلانا یارسول اللّٰہ

جو قایم ہوگا دیوان عدالت حشر مین شہا گنہگارونکی جانب سے منانا یارسول اللّٰہ

تمھارے در پہ ٹہرا ہون توسل تمسے کرتا ہون مری دل کی تمنا کو دلانا یارسول اللّٰہ

مری وحشت کو اُمت سے بدلنا پہلی منزل مین جمال پاک کو اپنے دکھانا یارسول اللّٰہ

مرے اعمالنامہ مین بجز جرم و خطا کیا ہی مرے اُس نقش و آثارون کو مٹانا یارسول اللّٰہ

جو پل پر ہو گذر مشکل گنہگارونکا محشر مین صدا وہان رب سلم کی سنانا یارسول اللّٰہ

کہان تک دور آقا سے یہان تڑپا کرے اختر

غلام اپنے کو پاس اپنے بلانا یارسول اللّٰہ

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

اللّٰھم کما الھمتنی وقضیت لی بجمع ھذا الکتاب ویسرت علیّ فیہ الطریق والاسباب، ونفیت عن قلبی فی ھذا النبی الکریم الشک والارتیاب وغلبت حبہ عندی علی حب جمیع الاقارب والاحباب اسئلک یا اللہ یا اللہ یا اللہ ان ترزقنی وکل من احبہ واتبعہ شفاعتہ ومرافقتہ یوم الحساب من غیر مناقشۃ ولا عذاب ولا توبیخ ولا عتاب وان تغفرلی ذنوبی وتستر عیوبی برحمتک یا غفار ویا وھاب وان تنعمنی بالنظر الی وجھک الکریم فی جملۃ الاحباب یوم المزید والثواب اللھم انی اٰمنت بہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم اره فمتعنی اللھم فی الدارین برویتہ وثبت قلبی علی محبتہ واستعملنی علی سنتہ وتوفنی علی ملتہ واحشرنی فی زمرتہ واوردنی حوضہ الاصفی واسقنی بکاسہ الاوفی ویسر علیّ زیارۃ حرمک وحرمہ مرۃ اخری وادم علی الاقامۃ بحرمک وحرم رسولک صلی اللہ علیہ وسلم الی ان اتوفی وصل وسلم وبارک علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ النجوم الھدی فی الاخرۃ والاولی کما تحب وترضی برحمتک وجودک وفضلک ومنک یا علی الاعلیٰ انک خیر مامول واکرم مسئول وارحم الراحمین وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلی اٰلہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والحمد للہ رب العٰلمین ﷺ ﷺ ﷺ

تحریر مولانا المعظم ومخدومنا المکرم قدوۃ الفضلا شمس العلما مولوی قاضی عبید اللہ صاحب دام مجدہ گورنمنٹ قاضی اہل سنت مدرس خلف الصدق محدث مرحوم مدراس مولانا مولوی حاجی مفتی صبغۃ اللہ صاحب المخاطب بہ قاضی الملک مفتی بدر الدولہ رحمہ اللہ مفتی سرکار نواب کرناٹک

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

مین نے رسالہ السکینہ باخبار المدینہ مولفہ جناب مشفقی ومحبی مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر دام اللہ بقاءہ ووفقہ اللہ بما یحب ویرضاہ کو بتمامہ ملاحظہ کیا۔ الحق یہہ رسالہ عاشقان بارگاہ مصطفوی کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جسمین مدینہ منورہ کے تمام حالات نہایت صحت کے ساتھہ مذکور ہین اللہ تعالی اوسکے مولف کو جزاے خیر دے اور اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبولین کے زمرہ مین داخل فرماے اور اس رسالے کو بارگاہ حضرت خیر الانبیاء علیہ افضل الصلوۃ والثنا سے خلعت قبول کی عزت حاصل ہو آمین یارب العلمین۔

(دستخط) کتبہ عبید اللہ بن صبغۃ اللہ کان اللہ لہ



(مہر)

تقریظ علامۂ یگانہ فاضل زمانہ عمدۃ العلما مولانا الحاج محمود صاحب دامت برکاتہ فرزند رشید حضرت مولانا مولوی صبغۃ اللہ صاحب المرحوم المخاطب قاضی الملک مفتی بدر الدولہ مفتی سرکار نواب کرناٹک

حامدا للہ و مصلیا و مسلما علی رسولہ و آلہ و صحبہ یہہ بات ظاہر ہے کہ ہر ایک مومن صادق العقیدہ کو مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کی زیارت کا شوق اور وہان کے آثار اور اخبار کی سماعت کا اشتیاق از حد زیادہ رہا کرتا ہے باین وجہ اردو مین ایک ایسے رسالہ کی نہایت ضرورت تھی جس مین نہایت صحت کے ساتھہ اسکو بیان کیا جاتے اس لئے ان دنون میرے محب صادق جناب مکرمی معظمی فاضل ماہر حاجی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر سلمہ اللہ و بلغہ الی ماتمناہ نے رسالہ السکینہ باخبار المدینہ کو تالیف فرمایا اور اس مین مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کے آثار و اخبار کو نہایت صحت کے ساتھہ کتب معتبرہ سے بیان کیا اور اپنی چشم دید سے وہان کے حالات و آثار موجودہ کو اوسکے ساتھہ مطابقت دی۔ اس رسالہ کو مین نے دیکھا ابتدا سے انتہا تک عبارت سلیس عام فہم اور صحیح اخبار و آثار اسمین مندرج رہنے کے علاوہ اوسکو پڑہنے اور سماعت کرنے سے نہایت ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے اور محبت مصطفوی کا دل پر جوش ہوتا ہے اور یہہ یقین ہوتا ہے کہ اسکو مولف نے نہایت خلوص اور حسن عقیدت سے لکھا ہے

اللہ تعالے اس رسالہ کو مقبول بارگاہ نبوی بنا دے اور مسلمانون کو اوس سے متمتع کرے
اور اوسکے مولف کو حضرت محمد مصطفے احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کے
محبین صادقین کے زمرہ مین محشور کرے اور المرء من احب کے مصداق آپکی
معیت معنویہ عطا کرے۔ اور مقاصد دارین پر کامیاب فرمائے۔

ھذا ما قاله بفمه وكتبه بقلمه الفقير الى الله محمود بن صبغة الله كان الله
لهما ولا سلافهما

تکیہ تازی سمند ارجمند فکر آسمان پیوند شیخ کامل و عارف واصل خلاصہ
خاندان مرتضوی ونقاوہ دودمان مصطفوی علما را سند وعرفا را دلیل
حضرت مخدومی وسیدی حاجی الحرمین الشریفین مولوی شاہ سید محمد حسینی صاحب
متخلص عقیل المعروف بحسینی بادشاہ صاحب قادری دامت برکاتہ سجادہ
نشین درگاہ شریف حضرت شاہ اللہ قدس سرہ العزیز واقع قصبہ ٹیکال
ضلع گلشن آباد میدک علاقہ سرکار عالی اعلیٰ حضرت نظام خلد اللہ ملکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین ونعت حضرت سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین
میگوید بندہ حقیر فقیر سید محمد حسینی المعروف بہ حسینی بادشہ قادری سجادہ نشین درگاہ شریف
حضرت شاہ اللہ قدس سرہ العزیز واقع قصبہ ٹیکال ضلع گلشن آباد میدک من مضافات

حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الآفات والفتن کہ بتقاضای آب و خور بفحوای قید الماء شدید من قید الحدید رخت اقامت بکدر آں فرو آوردہ عمدہ ترین نعمتی وافضل ترین دولتی کہ درین جا مرا نصیب آمد ملاحظہ کتابیست از تالیف عالم جزیل وفاضل نبیل عاشق صادق حبیب رب الجلیل صلی اللہ علیہ وسلم مورد مراحم آلہ مولانا بالفضل اولینا عمدۃ الحاج محمد صبغۃ اللہ اوصلہ اللہ تعالی الی ما تمناہ الملقب بمہاجر فخر علمای معاصر ما ثرنامش السکینہ باخبار المدینہ۔ بخدا السکینہ غریقان بحار مہاجرت را سفینہ وصال است و مشتاقان تجلیات مواصلت را آئینہ جمال سالکان مسالک حجاز را رہبر کاملست و کشتی نشینان عمان راز و نیاز را ساحل۔ ہمہ وقایع و آثار آن دیار مطابق سیر و اخبار بمطالب و مضامین خود مفصل آنقدر کہ گوئی دریای ذخاریست پر از درر غرر و موجز آنچنان کہ آن ہمہ دریا در یک کوزہ ایست مختصر بمصنف عالی مقام در تجسس مقامات و تفتیش حالات ان بقعہ نور و برکات مشقتی کہ برداشتہ و دقیقہ نگذاشتہ بخدا احسانیست بر عامہ مسلمین و مسلمات و منتی است بر کافہ مومنین و مومنات والہان خمکدہ عشق روی نبوی را پیمانہ و سمندر گیران کوی مصطفوی را تازیانہ۔ ہرچند فقیر ہم شرف اندوز زیارت روضہ پاک شاہنشہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ام فاما این کتاب مستطاب را کہ دیدم میتوانم گفت کہ اکثرے از مشاہدات محققہ حضرت مصنف را ندیدم پس شوق زخمہ بر آہنگ دل میزند کہ باز بزیارت حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم پا از سر کنم و این کتاب را در بر۔ و ہرچہ درین ست

آن را رهبر الحق کتابیست نهایت مفید۔ و قفل مقاصد زیارت را کلید۔ مضامین عام فهم و احسن موافق شرع و سنن۔ رهبر رهرو مدینه را باید که السکینه را که بجمل تعداد و بحق شیفتگان شهر مدینه تابوت سکینه را می ماند رهنمای خود گرداند۔ الٰهی مصنف این کتاب از جمیع مکروهات و بلیات دنیوی محفوظ و بجمیع نعماء و برکات اخروی محظوظ باد و به صله این کار هرچه بهتر اخور حال اوست نصیبش باد بحق محمد صلی الله علیه و آله الامجاد و صحابه الرشاد الی یوم التناد۔ مرقوم ۲ ذیحجه ۱۳۲۶ هجری)۔

الفقیر المنان

(شرح دستخط) سید محمد حسینی قادری شاهد اللهی عفی عنه

قطعهٔ تاریخ تالیف از حضرت ممدوح دامت برکاتهم

صبغة الله المهاجر معدن عز و شرف — می سزد بر ذات پاکش عاشق احمد خطاب

عارف سر حقیقت واقف احکام شرع — صاحب علم و عمل عالی نسب والا جناب

احسن الوجه ست فی الدارین کز فیض سجود — می درخشد نور از پیشانیش چون ماهتاب

بحر صدق و تاج ایمان رست او زیبنده در — آسمان عشق احمد را درخشان آفتاب

کرد تالیف السکینه بهر مشتاقان دید — یا مهیا کرد سالک را کلید فتح باب

با سر طیبه و طیبه زد رقم سالش عقیل — رهبر راه مدینه این کتاب با صواب

۱۳۴۹ / ۱۳۲۶ ھ

بالله عقیل السکینه — وله روشنگر طبع ذی عقول است

سال تالیفش ار بپرسی — گلدستهٔ الفت رسول است

سنه ۱۳۲۶

تحریر زبدۃ العارفین عمدۃ السالکین حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد علی صاحب قادری میلاپوری دامت برکاتہ خلف الصدق و جانشین حضرت قدوۃ الواصلین جنت آرامگاہ مولانا مولوی سید شاہ حبیب اللہ صاحب قادری میلاپوری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب التسکینہ باخبار المدینہ تسکین افزاے قلوب اہل ایمان اور ذوق انگیز خواطر اہل ایقان ہی۔ اللہ تعالی مصنف فاضل کو جزاے خیر دے اور صف عاشقان سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام مین محشور فرمائے۔ آمین۔

(شرح دستخط) الفقیر الحقیر سید شاہ محمد علی قادری

تقریظ چکیدۂ قلم جواہر رقم اکمل الفضلا و افضل العلما مولانا و مخدومنا حضرت مولوی سید شاہ حسین صاحب قادری دام فضلہ خلف الرشید حضرت غفران مآب مولوی سید شاہ محمد مہدی صاحب جناب القادری میلاپوری قدس سرہٗ

حامدا للہ تعالی و مصلیا و مسلما علی المصطفی المختار سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ الکبار۔ ان مبارک ایام مین جو اوایل ماہ ذیحجہ ۱۳۲۲ھ ہجری ہے میرے محبت شفقت فرما مکرمی ممدوح الاصاغر و الاکابر المہاجر عن المناہی و المناکر مولوی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر ضاعف حسناتہ کی تصنیف لطیف التسکینہ باخبار المدینہ کے مطالعہ سے مین نے کسقدر اپنے دل مشتاق کی تسکین پروازی اور درد و حرمان و

دوری کی چارہ سازی کی بحکم کل اناء یترشح بما فیہ مصنف فاضل نے اپنے
عشق و محبت دلی اور جوش قلبی کو بیان حالات دیار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ضمن مین ظاہر فرمایا ہے اور باوجود غلبۂ محبت کے جادۂ تحقیق سے قدم باہر نرکھا
علاوہ برین عبارت کی سلاست، بیان کی وضاحت، اور عشق انگیز ذوق خیز باتونکا
ایراد اور حقگوئی مین عدم رعایت اس قابل ہے کہ اہل سنت وجماعت کے منصف
مزاج علی الخصوص اردو زبان کے ذوی الاحتیاج عند المطالعہ بے اختیار یہہ کہین کہ
جزی اللہ عنا ھذا المصنف، فی الدارین خیر جزاء اور مشتاقان زیارت روضہ
اقدس باربار تہ دل سے یہہ التجا کرین اللھم شرفنا بزیارت روضۃ حبیبک صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کما شرفتہ فانک سمیع الدعاء حق یہہ ہے کہ اس وضاحت
اور تحقیق کے ساتھہ اخبار دیار محبوب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیان مین بکمال رعایت
تعظیم بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل بیت کرام و صحابہ عظام
یہی ایک کتاب ہے جو خاص اس باب مین مدراس مین مرتب ہوکر نظر سے گذری۔
اسکے پیشتر جو کتابین اسبارے مین لکھی گئین وے پہلے تو عربی اور فارسی زبان مین
تھین اور اگر مترجم ہوئین یا اردو مین لکھی بھی گئین تو یہہ کتاب ان سب سے موخر
ہونے کی وجہ سے ابواب مطلوبہ مین ان سب کی جامع ہے مع فوائد خاصہ
مرغوبہ اللہ کریم جلشانہ مصنف ممدوح کو اس عرقریزی اور رہنمائی کا اجر جزیل عطا
فرمانے دارین مین جزای خیر دے اللھم ارزقنی و سائر المسلمین محبتہ

نبیك الكریم و شرفنا بزیارة حبیبك علیه الصلوٰة والتسلیم فی الدنیا

وبشفاعته ومرافقته صلی الله علیه وآله وسلم فی الاخری برحمتك

یاارحم الراحمین

هذا ما حرره خادم الطریقة العلیه القادریه حسین بن سید محمد مهدی

القادری المیلاپوری کان الله تعالی وکان الله له۔

چکیدہ قلم فضیلت رقم اخ المعظم المحترم عمدة العلما زبدة الاطبا اشرف الحاج حضرت مولوی محمد محی الدین حسین صاحب چیدہ دام فضله صدر مدرس مدرسہ لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله میسر الصعاب ایاك نستعین یا مفتح الابواب والصلوٰة والسلام

علی رسوله صاحب الایات والمعجزات وعلی آله واصحابه ارباب السعادات و

اهل البرکات۔ اما بعد بمصداق خیر الناس من ینفع الناس بڑی خوشی

کی بات اور فی الاصل قوم کی نیک نصیبی ہے کہ اس کساد بازار کے زمانہ مین بھی

ایسے افراد موجود ہین جو اپنے علمی ایثارات اور عقلی انوار و برکات سے قوم کو نفع

پہنچاتے ہین۔ یہہ کتاب جسکے مولف علام برادر شفیق ذو المدارک والمفاخر مولوی حاجی

محمد صبغة الله مہاجر دام فیضہ نے مدینہ منورہ کے حالات مین لکھا ہے انشاء الله

دنیا و آخرت مین مولف اور قوم کے واسطے وسیلہ خیر اور فائدہ مند ہوگی۔ مین
تہ دل سے مولف کا ممنون اور شکرگذار ہون کہ آپ نے اپنی فرط عنایت سے
کتاب کے اصل مسودہ کو میرے دیکھنے کے لئے روانہ فرمایا اور مجھے اس بات کا
موقع دیا کہ اس کتاب کے شریف مباحث اور دلچسپ مضامین کو غور و تامل سے
دیکھون اگرچہ با وصف وفور شوق اور شدت حرص کے قلت فرصت اور کثرت
مشاغل نے مجھے کامل کتاب کے مطالعہ اور اس استفادہ سے محروم رکھا جسکا مجھہ کو
کمال تاسف ہے لیکن جہان تک مین نے کتاب کو دیکھا ہے اور اوسکے قیمتی مضامین
اور علمی مباحث مین غور و تامل کیا ہے افراط اور تفریط سے بری اور مدلل و مستند پایا
ہے۔ مین نے امتحانا مدرسہ لطیفیہ کے چند منتہی طلبہ کو جو سال حال مین سند فراغ
حاصل کرنے والے ہین کتاب کے اس عمدہ بحث کیطرف متوجہ کیا جو صفحہ ""
مین ہے اور جسمین مولف علام نے طوغان اور محمد علی کی نسبت ایک تاریخی معارضہ کو نہایت متانت
سے پیش کرکے اخذ نتیجہ مین محققانہ روش اختیار کی ہے سب نے اس اعتراض کو پسند

کیا اور بے اختیار مجھے اسوقت خیال ہوا سچ ہے تمسک بسنۃ خیر من احداث
بدعۃ۔ چونکہ یہہ لوگ امرای اسلام سے خوش عقیدہ اور شیدای جناب مصطفی صلی
اللہ علیہ وسلم تھے امید کہ ان کے خطیات مبدل بحسنات ہون۔ الغرض یہہ کتاب اپنے
وضع مین انوکھی مختصر مفید اور اہل شوق کے واسطے غنچہ امید اور کلید باب نوید ہے۔

جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء آمین

تحریر جناب مخدوم و مکرم عمدة الصلحا شمس العلما مولانا مولوی حاجی غلام رسول صاحب دامت برکاتہ

حامداً الله تعالی و مصلیاً و مسلماً علی رسوله و آله و صحبه اجمعین اما بعد مخفی نرہے کہ اس کتاب مستطاب مسمی بہ السکینہ باخبار المدینہ مولفہ عاشق رسول اللہ جناب حاجی مولوی محمد صبغة اللہ صاحب مہاجر عم فیضہ کے مطالعہ سے یہہ بندہ خاکسار ذرہ بمقدار مشرف ہوا۔ من ابتدائہ الی آخرہ اوسکو نظر تحقیق سے دیکھا اور مطابق روایات صحیحہ پایا۔ اسمین نہ افراط و تفریط ہے اور نہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ لایق مؤلف نے اس کتاب کی تالیف مین صحت روایات اور تحقیق حالات کو نہایت درجہ ملحوظ رکھا ہے جزاہ اللہ عن المسلمین خیر الجزاء۔ سبحان اللہ اس مبارک کتاب مین اوس مقدس شہر کا بیان ہے جسمین وہ بقعۂ مطہر و منور ہے جسکا مرتبہ عرش اعظم سے برتر ہے اگرچہ ان متبرک مقامون کے تفصیلی حالات کتب سلف صالحین رحمة اللہ علیہم اجمعین مین مرقوم ہین جیسے وفاء الوفاء۔ جذب القلوب اور نزہة الناظرین وغیرہ مگر چونکہ وہ عربی اور فارسی زبانون مین ہین اردو خوان مسلمان بھائیان ان حالات کے معلوم کرنے سے محروم رہتے ہین علاوہ اوس کے وہ کتابین صدیون کے آگے کی لکھی ہوی ہین اور اون مین زمانہ مابعد کے تغیرات اور واقعات کا ذکر نہین۔ اس کتاب مستطاب مین ابتدا سے زمانہ موجودہ تک کے حالات سلیس اردو مین صاف صاف اور ایسے عاشقانہ طرز سے لکھے گئے ہین کہ اسکے

پڑھنے والے اگر دولت سعادت زیارت سے بہرہ یاب ہو چکے ہوں تو پھر وہ سارا حرم محترم پیش نظر ہو جاتا ہے اور دوبارہ زیارت مقامات متبرکہ کا لطف ملتا ہی اور اگر تعلقات زمانہ سے ہنوز اس دولت سے محروم ہیں تو بے اختیار جان و دل سے بے قرار و مشتاق زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتے ہیں۔

اللھم ارزقنا الاقامۃ فی ذلک البقعۃ المبارکۃ اللہ تعالی مولف کی کتاب کو مقبول فرمائے اور انکو اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و دیدار و شفاعت اور اوس مقدس و مطہر و منور سرزمین کی اقامت اور وہاں کی موت نصیب فرمائے کما قیل۔ ؎

یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو ۔۔۔ رہوں ایمان سے وہاں اور بقیع پاک مدفن ہو

آمین بجاہ سید ناطہ و یس صلی اللہ تعالی وسلم علیہ وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الطیبین اجمعین۔

کتبہ المسکین غلام رسول عفی عنہ

رقم زدہ کلک جواہر سلک ادیب بیمثال و سخنور باکمال اخی المحترم اشرف الحاج مولوی محمد صدیق حسن صاحب مہاجر تخلص عاشق دام فضلہ سابق پروفسر فارسی نظام کالج و حال وظیفہ یاب حسن خدمت سرکار عالی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور و الفتن

مصطبغ رنگ ظہور شہود ۔۔۔ صبغہ یکرنگی از ورود و نمود

عالم دین وارث پیغامبر — صاحب شان نامور ذی اثر

اختر تابان سپهر کمال — ماهر فن، شاعر روشن خیال

شهرهٔ آفاق به علم و عمل — در شرف و مرتبه ضرب المثل

فاضل حاوی فروع و اصول — صرف سخن صانع بدیع و فضول

عالم آثار به تشدید نقل — ناقل اخبار به تنقید عقل

ذاخر تکمیل به تحصیل خویش — فاخر تفضیل به تکمیل خویش

چون نفس صبح در ایقاظ قوم — دم زن با صدق پی دفع نوم

همنفس

ناشر اخلاق بلطف عمیم — شایع از خلق چو از گل نسیم

رابط اقوام به ضبط سبل — قامع کین از اثر صلح کل

صوفی وارسته دل از ماسوا — بسته دل رسته خود با خدا

درته و بالای مقامات خیر — روح امین طیران خضر سیر

سالک منهاج وصول کمال — مالک معراج حصول وصال

مرد خدا صاحب حال و بیان — غیب نگر غیب بادر عیان

توخته و تاخته شوق و ذوق — سوخته و ساخته شوق و ذوق

کاشف اسرار شیون بطون — واقف اسرار بطون شیون

جان صفا، آن وفا، نفس خیر — مستعد نفع رسانی به غیر

پاک شیم نیک سیر خوش صفات — خیّر و تعظیم وی از واجبات

از سفر قدس سے پئے اہل دین	تحفہ آورد عجب دل گزین
بہر خبر ہستی اگر بی قرار	گوش دل خود بہ مبشر سپار
تذکرۂ شہر مدینہ بگیر	مفت دل تست سکینہ بگیر
تذکرہ راسخہ صادقہ	ناسخۃ للنسخ السابقہ
الفہا الفاضل حین الرجوع	وفقہ اللہ برسم الشیوع
وہ چہ سکینہ کہ جو زد حظ بری	یاد مصنف بدعا آوری
وہ چہ سکینہ کہ بود راح روح	بہر محبان بہ ثبوت و وضوح
وہ چہ سکینہ کہ ازو متصل	مضطربان راست تشفی دل
وہ چہ سکینہ کہ ازو پے بہ پے	حاصل گر بازدۂ شوق مے
وہ چہ سکینہ کہ ازو بر ملا	تشنہ حسرت برد آب بقا
وصف سکینہ نہ بحد ہر کس است	واصف وے اسم لطیفش بس است
بہر ہوا خواہ دیار رسول	تازہ نسیمی ست نفاست شمول
شافی رنج و غم ہجر حبیب	نافی رنج و غم ہجر حبیب
گفت بہ عاشق سنہ اش جبرئیل	تذکرہ بوالعجب بے عدیل

Margin notes: جملہ اول تاریخ نزول · تاریخہا اللہ کحسن القبول · تاریخ عیسوی · تاریخ سمس

۱۳۲۵

رقم زدہ کلک جواہر سلک ناظم یکتا و شاعر غرا سخنور نکتہ دان نثار سحر بیان مکرمی و معظمی مولوی تحمل حسین خان بہادر گوپاموی تخلص ایمان اڈمادپرنس آف ارکاٹ ثالث و ارشد تلامذہ حضرت جلال لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سزاوار حمد وثنا وہ شہنشاہ عالیجاہ خالق ارض وسماہی جسنے فرش خاک کو اپنے حبیب خاص صاحب لولاک کے حرم پاک سے اوج افلاک پر ممتاز ومکرم کیا۔ اور درود ونا محدود حضرت رب ودود اس صاحب مقام محمود پر جسکے آثر متبرکہ کے آداب کو ساکنان ملاء اعلی نے سر نیاز خم کیا۔ اور رحمت بی نہایت حضرت اہل العترت اوسکی آل واصحاب پر جو خاص اللہ کے پیارے ہین۔ یہہ بحر کرامت کا سفینہ وہ آسمان ہدایت کے تارے ہین۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد مشتاقان طوف حرم محترم رسول اکرم طالبان زیارت آثر معظم سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو مژدہ کہ شاہد رعنای بزم خوش بیانی محبوب خوش لقای ملک معانی یعنی کتاب مستطاب **السکینہ باخبار المدینہ** مصنفہ محقق مدقق جناب فضیلتماب حاجی الحرمین الشریفین زائر آثر سید الثقلین فاضل متبحر سخنور معنی پرور مولانا **مولوی محمد صبغۃ اللہ صاحب** مہاجر المتخلص باختر دام مجدہ جسکے انتظار مین مشتاقوں کی آنکھین روبراہ تھین حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر روشنی بخش دیدۂ اہل دید ہوی۔ ناظرین کے دلونپر مسرت تازہ پدید ہوئی حضرت مصنف کی ہمت بلند پر آفرین ہے کہ محض فائدہ عام کے لئے اپنی خاص تحقیقات کا وہ نسخہ نایاب شایع کیا جسکا ثانی صفحہ ہستی پر نہین ہے۔ بیشک کتاب لاجواب ہے عبارت نہایت شستہ ونفیس باوجود خوبی مضامین کے روزمرہ بھی فصیح وسلیس۔ واقعی تو یہہ ہے کہ یہہ ملک اور یہہ زبان کوئی چھوٹی بات نہین شیوا زبانی سے قطع نظر اسمین تاریخی واقعات کی بھی کچھ کم تحقیقات نہین خصوصًا مسجد نبوی اور روضہ مطہر حضرت خاتم الرسالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور عمومًا دوسرے مساجد وآثر متبرکہ مین ابتک وقتًا بعد وقت جو کچھہ تغیرات ہوے ہین اس کتاب

لاجواب مین ہو بہو اوس کا نقشہ اتار دیا ہے اور مزید فہمائش کیلئے جا بجا مقامات متبرکہ کا نقشہ کھینچکر حسن کتاب اور دو بالا کیا ہے۔ جو کچھ تحریر ہے اکثر چشم دید ہے اور سیر مصنفین ماسلف رحمہم اللہ کے اقوال سے استناد موجب وثوق مزید ہے۔ خلاصہ یہہ کہ اس فن مین آج تک کوئی ایسی تصنیف نظر سے نہین گذری اوس پر جتنی تعریف کی جاے بجا ہے۔ اور جناب مصنف کو جتنا سراہئے زیبا ہے۔ آگے عاشقان رسول کے جوش محبت کا امتحان ہے کہ اس گوہر گرانمایہ کو تعویذ بازو بناتے ہین یا حرز جان کرتے ہین ۔ گر حرفے از کتاب محبت گرفتۂ ۔ خط کش بہر دو عالم بر حکم این کتاب ۔ اب یہہ ہیچمدان گنجبیان ایمان اس مختصر تقریظ کو اس قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہے واللہ المستعان۔

قطعہ تاریخ طبع

حضرت اختر یقیناً اپنی اس تصنیف سے	مستحق تشفیع سردار بنی آدم کے ہین
طبع ایمان سے یہہ سال طبع بھی پایا ہے	السکینہ مین ۱۳۰۷ از سید عالم کے ہین

تحریر مکرمی و معظمی مولوی حاجی حافظ سید تقی حسین صاحب دام مجدہ خطیب مسجد والاجاہی مدراس

الحمد لمن خلق القلم و علم الانسان مالم یعلم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الاکرم محمد والہ وصحبہ ذوی الھدایات والکرامات الاتم اما بعد می گوید فقیر حقیر سید تقی حسین غفر اللہ لہ ذنوبہ خطیب مسجد والاجاہی مدراس کہ ہر گاہ خبر فرحت اثر

تالیف السکینہ باخبار المدنیہ گوش نواز این ہیچمدان گردید بکمال ذوق و فور شوق بہ مولفش صاحب علم و فراست معدن خلق و مروت حبیبی فی اللہ مولوی حاجی حافظ محمد صبغۃ اللہ صاحب المہاجر ادام اللہ بقاہ بالمکارم و المفاخر شتافتم و مسودۂ کتاب مستطاب را گرفتہ از ابتدا تا انتہا بکرات خواندم ہر وقت کہ تکرارش میکردم حلاوت قند مکرر می بخشید و در قالب بیجان اہل ذوق و شوق جان تازہ میدمید۔ الحق این کتاب زائران حرم رسول را بہترین رفیق است و طالبان آثار نبوی را معلم شفیق بخدا تالیف السکینہ صرف بتائید ملہم غیبی صورت بستہ است ورنہ اہل عصر را در پیدا کردن چنین نسخۂ نایاب بال و پر شکستہ۔ مجاورت این کتاب مورث رحمات الٰہی ست و مطالعہ اش منتج کرامات نا متناہی بفقیر کہ از مطالعہ اش فراغ یافت در عالم منام بزیارت مسجد حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام سرفراز گردید و بحضوری دربار حضور لامع النور ممتاز خداوند عالم بجزای این عزیز مولف را باقصی الغایات مراد اتش رساناد و بہ اعلی مدارج کرامات حسب اقتضای رحمت و کرم خود ممتازش گرداناد۔ بنبیہ الکریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ الامجاد الی یوم التناد۔

قطعہ تاریخ

کتاب السکینہ ز الہام غیبی	باخبار شہر رسول کریم ست
زبان را چہ یارا کہ وصفش طراز د	در و ذکر محبوب رب قدیم ست
ز تالیف عالی نسب صبغۃ اللہ	مہاجر محب روف الرحیم ست

بروباد رحمت زحق بے نہایت | زوالا وجود شش چہ فیض عمیم ست
بگفتا سنش حافظ از روی ایمان | چہ دریای حب نبی عظیم است

نتیجہ فکر محب صمیم مخدومی الحاج خطیب قباد رباد شاہ صاحب متخلص بادشہ

الحمد اللہ یہہ رسالہ | مطبوع ہوا بہ طرز مرغوب
ہر حرف حسین ہے مثل یوسف | ہر دائرہ گویا چشم یعقوب
مسجد کا یہہ اونکے تذکرہ ہے | جنکی امت مین ہم ہین منسوب
خواہان نہین اوس کا کون مومن | یہہ کس کے نہین ہی دلکو مطلوب
محبوب خدا کے شہر کا حال | کیونکر نہو یک جہان کو مطلوب
یک فاضل دہر کی ہے تالیف | انداز بیان ہے کیا خوش اسلوب
تاریخ لکھی ہے بادشہ نے | یہہ تحفۂ مومنین ہے خوب

قطعہ تاریخ طبع کتاب السکینہ باخبار المدینہ

طبع زاد مکرمی و محبی محمد ناصر الدین صاحب نجود مدراسی خلف الصدق جناب بسمل مرحوم و تلمیذ ایمان گوپاموی و جلال لکھنوی

صبغۃ اللہ مہاجر اختر | صاحب علم و فن و فہم و ذکا
جنکے اخلاق سے گرویدہ ہی خلق | ایک عالم ہے ثنا خوان جن کا

حاجی وزائر و مداح نبی | عالم و فاضل وقاری یکتا
منبع جود وسخا چشمهٔ فیض | ابر احسان وکرم بحر عطا
خوب انھون نے یہہ رسالہ بےمثل | سرور دین کے مآثر مین لکھا
جو روایات ہین اسکے وہ صحیح | جتنی تحقیق ہے اس مین وہ بجا
جو ضروری تھے مقامات اسمین | کھینچکر ادن کا دکھایا نقشا
دل ہے مشتاقون کا عشاق کی جان | زائرون کے لئے ہے راہنما
اسکے دیکھے سے ہی تسکین قلوب | السکینہ ہے بجا نام اس کا
الغرض صحت وخوبی کیساتھ | اسکو ممدوح نے جب طبع کیا
سال تاریخ کہا بیخود نے | خوب و نادر ہے کتاب زیبا
۱۳۲۷

وله

تالیف کرد نسخهٔ زیبا چو احترم | گر گوئمش ذخیرهٔ عقبیٰ بود بجا
بیخود برای سال زہاتف ندا رسید | نیکو مآثر حرم پاک مصطفےٰ
۱۳۲۷

تمام الکتاب



صحت نامہ کتاب السکینہ باخبار المدینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲۰	ینبغی	تنبغی
۴	۱۱	چُھپا	چَھپا
۵	۱۱	مَین	مین
۸	۹	کی	کی ہے
۱۴	۱۵	وجبہ	وجہ
۱۶	۱۴	یہ	یہہ
۱۷	۱۲	کزت	کثرت
۲۹	۱۱	داقون	دالون
۳۱	۷	رہنے لگے	رہنے لگی
۳۲	۱۳	اِجداد	اجداد
"	۱۵	ہین۔	ہین
۳۳	۱۰	ابوجیبلہ	ابوجبیلہ
"	۱۳	اَعْدَاءَ	اَعْدَاءً
۳۸	۳	علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم
۴۶	۳	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ
"	۱۶	"	"
۴۹	۲	بثمول	بشمول
۵۲	۱۴	عنہ	عنہا
۵۳	۱۶	دربیان	درمیان
۵۵	۹	اَلْخَبْرِ	اَلْخَبَرِ
۵۷	۱۶	گوندنے	کوندنے
۶۹	۶	دُکَّۃٌ	دَکَّۃٌ
۷۰	۵	لیگئی	گیگئی
"	۱۷	جرف	صرف
۷۱	۱۱	مقام	مقام
۷۳	۱۲	تحریرتن	تحریرین
۷۸	۱۵	ہُبائی	ہٹائی
۹	۱۱	احیینا	احیینا
۱۰۵	۱	دیداو	دیدار
۱۱۴	۱۸	زرین	رزین
۱۲۲	۴	العالیّہ	العالیہ
۱۲۵	۵	پرو	پردہ
۱۳۰	۱۳	وَاِذْ	وَاِذَا
"	۱۴	اَلرَّحْمَہ	اَلرَّحْمَۃَ
۱۳۲	۶	وَاعْتَدْنَا	وَاَعْتَدْنَا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۱۰	انّ	اِنّ
۱۳۷	۱۵	ہوتی ہی	ہوتی ہیں
۱۴۰	۴	الثمنیہ	الثمینہ
۱۴۱	۱۷	علیہ	علیہ
۱۴۴	۱	ملن	ممکن
۱۴۶	۷	لیس	یس
۱۵۳	۹	وددتر	ردد تر
"	۱۰	دمرتد	دمرتہ
۱۶۱	۳	صویخ	صریخ
"	۴	نی	فی
۱۶۲	۶	العزیو	العزیز
"	۱۸	حلال	جلال
۱۶۳	۱۱	ملاذی	ملاذ ہے
۱۶۶	۲	میں ہوتا	میں ہوتا ہے
۱۷۷	۱۴	تفشحوا	تفسّحوا
۱۹۶	۱۳	ئیں	میں
۲۰۰	۱۳	برقبہ	قبہ
۲۰۱	۳	اقی	باقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۳	۶	نام کے	نام سے
۲۰۸	۱۰	الدعاۃ	الدعاۃ
۲۰۹	۱۶	وسالت	رسالت
۲۱۰	۳	احدب	احد
۲۱۴	۱۷	حوص	حوض
۲۱۶	۲	پالی	پانی
۲۱۶	۱۳	نکلے سے	نکلے تھے
۲۲۸	۱	مدینہ	مُنہ
۲۲۹	۷	رندگی	زندگی
۲۳۲	۷	دستباب	دست یاب
۲۳۴	۱۶	تجاوز	تجاوز
۲۴۰	۱	پنمانہ	پیمانہ
۲۴۵	۱۲	ہونے	تونے
۲۵۹	۸	حببک	حبیبک
۲۶۱	۱۱	الصحاب	الصعاب
۲۶۲	۱۷	لکھئے	لکھے
"	"	"	"

نوٹ۔ جس کتاب پر حضرت مولف کی مہر اور دستخط نہو وہ مال مسروقہ ہے

اطلاع

یہہ کتاب حضرت مولف
علام کی اجازت سے حسب قانون
رجسٹری نشان ۲۰ بابت سنہ ۱۸۴۷ء جزو کلا رجسٹری
ہوکر بصرف زر کثیر حلیہ طبع سے آراستہ ہوئی ہے اسکے
حقوق کاپی رائیٹ کل ممالک برٹش گورنمنٹ مین۔ سارے
ہندی دیسی ریاستون مین اور ان تمام ریاستون مین جو بکس کاپی رائیٹ
کنونشن کے شریک ہین جزو کلا محفوظ ہین۔ کوئی صاحب
بغیر اجازت حضرت مولف اسکے طبع کا خیال نفرمائین۔
جتنے کتابون کی ضرورت ہو حضرت مولف سے یا کارخانہ تحفۂ
جریدۂ دورنگا شمس الاخبار مطبع فردوس مدراس سے طلب کرین

خاکسار
ابوالخیر سید محمد علی رضوی

قیمت کتاب۔ درجہ اول مجلد [illegible] درجہ دوم مجلد [illegible] درجہ سوم ہاف نو بنڈ [illegible] محصول ڈاک ذمہ خریدار